فَسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ

فتاویٰ اکرمی

اگر تم علم نہیں رکھتے ہو تو اہل علم سے دریافت کرو



تصنیف و تالیف
حضرت علامہ مفتی
محمد شہوز عالم
اکرمی رضوی
صدر شعبۂ افتا
دار العلوم قادریہ حبیبیہ
فیلخانہ ہوڑہ بنگال

نام کتاب: فتاویٰ اکرمی

مولف: حضرت علامہ مفتی محمد شہروز عالم اکرمی رضوی صدر شعبہ افتاء دارالعلوم قادریہ حبیبیہ فیلخانہ ہوڑہ بنگال

ناشر: (مولانا) محمد عقیل احمد قادری حنفی حال مقام احمد آباد گجرات (وطن: بنگال)

ٹائپنگ اور تزئین: ڈاکٹر محمد ساحل اشرفی احمداباد گجرات

سال اشاعت: 1439ھ 2018ء

صفحات: 435

کتاب پڑھنے کی دعا

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَللّٰھُمَّ افۡتَحۡ عَلَیۡنَا حِکۡمَتَکَ

وَانۡشُرۡ عَلَیۡنَا رَحۡمَتَکَ یَا ذَا الۡجَلَالِ

وَالۡاِکۡرَام

فہرست

عقائد ومعلومات

عرض حال

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی من ارسلہ رحمۃ للعالمین سیدنا ومولینا محمد وعلی آلہ الطیبین الطاھرین وعلی اصحابہ الصدیقین الکاملین وعلی اولیاء امتہ وعلماء ملتہ من الفقھاء المجتھدین والمحدثین والمفسرین اجمعین۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور اقدس سے ہی جس طرح احکام شرعیہ کے اصولی مسائل یعنی عقائد ونظریات کی اصلاح جاری ہے اسی طرح اعمال کی اصلاح اور خاص طور پر وہ اعمال جن کا تعلق عبادات مقصودہ کے ساتھ ہے ان کے احکام بھی نازل ہوئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نہ صرف تعلیم دی بلکہ خطبہ حجۃ الوداع کے موقع پر ارشاد فرمایا"الالیبلغ الشاھد الغائب"یعنی جو حاضر ہیں اس دین کے پیغام کو دوسروں تک پہنچائیں۔

دور صحابہ سے لیکر آج تک یہ کام بحسن وخوبی نبھایا جاتا رہا ہے اور صبح قیامت تک اس کی اشاعت ہوتی رہے گی۔

فقیر کا یہ مجموعہ" فتاوی اکرمی" جو بحیثیت خادم دارالافتاء قادریہ حبیبیہ اور مختلف واٹس اپ گروپ میں آئے ہوئے سوالات کے جوابات دیئے گئے ہیں عوام الناس کے سامنے پیش کرنے کی

سعی کی گئی ہے تاکہ وہ بھی اس سے استفادہ کرسکیں اور فقیر کتمان علم کے طوق گراں سے محفوظ رہ سکے۔

ہم شکرگزار ہیں اپنے تمام کرم فرماؤں کا جنہوں نے اپنا قیمتی وقت فقیر کے اس مجموعے کی ترتیب میں صرف کیا اور تصدیق وتقدیم وتقریظ سے نوازا ساتھ میں مشکور رہوں ہمدرد قوم وملت جناب ڈاکٹر ساحل ملک صاحب گجرات کا جنہوں نے اپنی تمام تر مصروفیات کے باوجود پوری توجہ اس جانب مبذول فرمائی اور کمپوزنگ و پروف ریڈنگ کا کام پایہ تکمیل تک پہنچایا اللہ تعالیٰ ہمارے تمام خیر خواہوں کو جزائے خیر عطا فرمائے اور اس مجموعہ کو مقبول خاص وعام بنائے۔آمین

فقیر محمد شہروز عالم اکرمی رضوی

خادم الافتاء دار العلوم قادریہ حبیبیہ فیلخانہ ہوڑہ بنگال

مورخہ:28ذیقعدہ1438ھ

انتساب

فقیر اس سرمایہ کو جملہ فقہائے احناف و جملہ اساتذہ کی طرف منسوب کرتا ہے۔ خصوصیت کے ساتھ قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین جدی ومجدی حضرت علامہ الشاہ صوفی محمد تفضل حسین رشیدی رحمۃ اللہ علیہ

وسیدی وسندی مرشدی شیخ الاسلام والمسلمین قاضی القضاۃ فی الھند حضور تاج الشریعہ الحاج الشاہ مفتی محمد اختر رضا خان قادری ازھری رحمۃ اللہ علیہ۔

عرض مرتب

اللہ تعالیٰ کالاکھ لاکھ شکر ہے کہ دوسالہ محنت وکاوش کے بعد یہ مبارک مجموعہ"فتاوی اکرمی" آپ کے ہاتھ میں ہے اللھم لک الحمد۔

ہم اس مجموعہ کے مصنف قابل صد احترام حضرت علامہ مفتی محمد شہروز عالم اکرمی رضوی صدر شعبہ افتاء دارالعلوم قادریہ حبیبیہ فیلخانہ ہوڑہ بنگال کے ممنون ہیں کہ انہوں نے ہماری درخواست کو قبول فرماتے ہوئے اپنے نایاب وقیمتی اثاثہ ہمیں عطا فرمایااور ہم نے بھی اپنی ذمہ داری کا خیال رکھتے ہوئے حضرت کے جوابات کو جمع کر کے عوام وخواص تک پہنچانے کی کوششیں کی ہیں تاکہ عوام الناس بھی دینی معلومات سے مزین ہوسکے اس مجموعہ کو ترتیب دیتے وقت حتی الامکان اس بات کا خیال رکھا گیا ہے کہ جوابات کو من عن نقل کیا جاسکے پھر بھی الانسان مرکب من الخطاء والنسیان کے تحت گر قارئین کو کوئی خامی نظر آئے تو ضرور مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ اسے درست کیا جاسکے۔

یہ ناتواں کاندھا اس قابل نہیں تھا کہ اس قلمی ذخیرہ کا بوجھ برداشت کر سکے مگر بھلا ہو مخیر قوم وملت جناب ڈاکٹر ساحل ملک گجرات کا جنہوں نے اپنا قیمتی وقت دیکر اس کی کمپوزنگ وڈیزائنگ اورا پنے مفید مشوروں سے اس بوجھ کو ہلکا کیا۔

اللہ تعالی اجر جزیل عطا فرمائے۔آمین ثم آمین

عرض گذار: محمد عقیل احمد حنفی گجرات

مصدقین حضرات جنہوں نے فقیر کے جوابات کی تصدیق فرمائی

ہم سب کے شکر گذار ہیں۔

(1) مصنف کتب کثیرہ حضرت علامہ مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی شیخ الحدیث وصدر دارالافتاء الجامعۃ النور کراچی پاکستان

(2) قاضی القضاۃ حضرت علامہ مفتی محمد ہاشم رضا صاحب مصباحی دارالقضا والافتاء جامعہ رضویہ شاہ علیم دیوان، شیموگہ، کرناٹک

(3) ماہر جزئیات حافظ ھدایہ حضرت علامہ مفتی محمد شرف الدین صاحب رضوی دارالعلوم قادریہ جیبیہ فیل خانہ ہوڑہ

(4) فقیہ دوراں حضرت علامہ مفتی محمد منظور احمد یار علوی صاحب صدر افتاء دارالعلوم برکاتیہ، گلشن نگر، جوگیشوری، بمبئی

(5) ماہر علوم عقلیہ ونقلیہ حضرت علامہ مفتی محمد نعمت اللہ صاحب رضوی صدر دارالافتاء دارالعلوم غوثیہ رضویہ بانسبڑیا، ہگلی، بنگال

(6) ماہر اصول وفروع حضرت علامہ مفتی عطاء محمد مشاہدی صاحب مصباحی صدر دار

الافتاء حشمت الرضا، پیلی بھیت شریف، یوپی

(7) ماہر علوم وراثت حضرت علامہ مفتی محمد عثمان غنی صاحب مصباحی صدر شعبہ افتاء دارالعلوم فدائیہ، دربھنگہ، بہار

(8) محقق دوراں حضرت علامہ مفتی محمد مبشر رضا ازہر مصباحی صدر نوری دارالافتاء، سنی جامع مسجد، کوٹر گیٹ، بھونڈی، تھانہ، مہاراشٹر

تقریظ جلیل

فقہہ اور کار افتاء یہ آسان نہیں ہے بلکہ ایک نازک ترین اور بہت ہی مشکل کام ہے اسکے لئے اصول وقواعد سے آگاہی اور فقہی جزئیات پر کامل دسترس کے ساتھ حالات زمانہ کا بھی لحاظ کرنا ضروری ہوتا ہے افتاء اور استفتاء کا سلسہ زمانہ نبوت سے چلتا آرہا ہے اور قیامت تک یہ سلسلہ جاری رہے گا یہی وجہ ہے کہ اس تعلق سے جماعت اہل سنت کی کئی کتابیں منظر عام پر آچکی ہیں جن سے ہم سب مستفید ہوتے رہتے ہیں اسی سلسلے کی ایک اور کڑی زیر نظر مجموعہ فتاوی بنام" فتاوی اکرمی" جو تقریبا چارسو صفحات سے زائد پر مشتمل ہیں یہ مجموعہ فتاوی جماعت اہل سنت کے ایک مستند عالم دین، جامع معقولات ومنقولات مفتی محمد شہروز عالم اکرمی رضوی صاحب قبلہ کی علمی وفقہی اور خداداد صلاحیت کے بے مثال شاہکار ہے انہوں نے اپنے تمام جوابات کو فقہی جزئیات اور حوالجات سے مزین فرما کر ایک نئے انداز میں پیش کیے ہیں بلا شبہ یہ علم وفقہ کے ذخیرے میں ایک عظیم اضافہ ہے ان شاءاللہ قارئین کو کسی بھی قسم کا خلجان باقی نہیں رہے گا اور عوام اور اہل علم دونوں فائدہ اٹھائیں گے

دعاگوں ہوں کہ اللہ تعالی مفتی صاحب کی خدمات کو قبول فرمائے اور عوام وخواص کو مستفید فرمائے آمین ثم آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔

محمد ہاشم رضا مصباحی

خادم دارالقضا والافتاء جامعہ رضویہ شاہ علیم دیوان شیموگہ کرناٹکا

تاثرات علماء اہل سنت

مصنف کتب کثیرہ حضرت علامہ مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی (مدظلہ النورانی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین والصلوۃ والسلام علی رحمۃ للعالمین وعلی آلہ واصحابہ اجمعین

مجھ سے حضرت علامہ محمد عقیل احمد قادری حنفی نے فرمایا کہ میں صدر شعبۂ افتاء و شیخ الحدیث حضرت علامہ مفتی محمد شہروز عالم رضوی اکرمی صاحب قبلہ مدظلہ العالی والنورانی کے مجموعہ فتاوی بنام فتاوی اکرمی پر اپنی رائے کا اظہار کروں (حالانکہ مفتی صاحب نے بھی پہلے اس کا ذکر کیا تھا) ان کے ارشاد کی تعمیل کثرت کار و ہجوم افکار میں پھنسے رہنے کے باوجود انکار کی جسارت نہ کرسکا باوجود اسکے کہ فقیر سفر حج پر ہے عوام و علماء اہلسنت کی طرف سے سوالات کی کثرت ہے اور آج ۸ / ذوالحجہ ہے احرام پہنے منی کی وادی میں ہیں حجاج کرام کے ساتھ تربیت حج و محافل نعت کا سلسلہ بھی ہے مگر برادرم محمد عقیل احمد قادری حنفی کا حکم ٹال نہ سکا اللہ تبارک وتعالی انہیں جزائے خیر عطا فرمائے کہ انہوں نے مجھ ناکارہ کی رائے کا کچھ وزن کیا ورنہ حقیقت تو یہ

ہے صدر شعبۂ افتاء و شیخ الحدیث حضرت علامہ مفتی محمد شہروز عالم رضوی اکرمی صاحب قبلہ مدظلہ العالی والنورانی کے فتاوے کسی رائے کے محتاج نہیں عوام الناس کو فقہی مسائل سے آگاہ کرنا یہ کام دینی خدمات میں سب سے اہم ہے یہ درست ہے کہ بہار شریعت اور فتاوی رضویہ نے مفتی کا کام بہت آسان کر دیا ہے لیکن اس آسانی کے باوجود فتوی نویسی کی دشواریاں اپنی جگہ قائم ہے۔

مگر نئے نئے مسائل اور مسائل کی نئی نئی شکلیں ایسی رونما ہو جاتی ہیں کہ ذہین سے ذہین شخص کے لئے کلیات یا جزئیات سے حکم نکالنا بہت مشکل ہو جاتا ہے اور اب سب سے بڑی مشکل یہ ہوگئی ہے کہ جگہ جگہ دارالافتاء کھول دیئے گئے جو کہ اچھی بات ہے مگر ان میں جو مفتی صاحبان بٹھائے گئے ہیں ان میں کئی ایسے ہیں کہ جن کی نظر جزئیات تک پہونچنے سے قاصر ہیں جس کے پاداش میں عوام بیچارے پریشان ہوتے ہیں کہ آخر فلاں بھی تو مفتی ہے اس نے فتوی دیا ہے ایسے حالات میں مستند و معتمد مفتیان کرام کے فتاوی کی ترتیب و اشاعت ضروری ہے۔ حضرت مفتی صاحب کے فتاوے صرف عوام ہی کے لئے نہیں بلکہ علمائے کرام کے لئے بھی رہنما ہیں دعا ہے کہ اللہ تبارک و تعالی مصنف و مرتب کی سعی کو اپنے حبیب پاک علیہ الصلوۃ والسلام کے صدقے قبول فرمائے آمین۔

فقط: عبدہ محمد عطاء اللہ نعیمی

خادم دارالحدیث و دارالافتاء الجامعۃ النور جمیعۃ اشاعۃ اہلسنہ کراچی پاکستان مقیم حال مکۃ

المکرمہ

مورخہ ۸ / ۱۲ / ۱۴۳۹ھ؛ ذوالحجہ

ماہر جزئیات حافظ ھدایہ حضرت علامہ مفتی محمد شرف الدین صاحب رضوی

(مدظلہ النورانی)

الحمد للہ الذی اعلی معالم العلم واعلامہ واظہر شعائر الشرع واحکامہ وبعث رسلا وانبیاء صلوات اللہ علیہم اجمعین الی سبیل الحق ھادین واخلفھم علماء الی سنن سنتہم داعین۔

اما بعد فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من یرد اللہ بہ خیرا یفقھہ فی الدین۔

قوانین شریعت کو ایک خاص نہج سے بروئے کار لانے کا نام فتویٰ ہے اللہ تعالیٰ نے اس میدان فقاہت وفتوی نویسی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے میں ہمیشہ ایسے رجال کو اسلامی معاشرے میں پیدا فرمایا ہے جو قرآن وسنت کی باریکیوں میں غوطہ زن ہو کر درآبدار نکال لاتے رہے ہیں ایسے افراد پہلے بھی تھے اب بھی آئندہ بھی رہیں گے جو اس کار دین کو شبانہ روز کاوشوں کے ذریعے آگے بڑھاتے رہیں گے ایسے ہی رجال کار کی ایک یادگار تصویر اور خاکہ مفتی محمد شہروز عالم ابن محمد ہاشم بائسی پورنوی شیخ الحدیث دارالعلوم قادریہ حبیبیہ، فیلخانہ، ہوڑہ بنگال کی ہے جو اپنے عنفوان شباب ہی سے تدریس کے ساتھ تحقیق، تفسیر، تشریح اور فتوی نویسی

میں ایک خاص حصہ پایا ہے الحمد للہ علی ذالک زیر نظر مجموعہ

"فتاوی اکرمی" منظر عام پر آرہا ہے جو دارالافتاء اور واٹس اپ پر مختلف گروپوں سے آئے

ہوئے سوالات کے جوابات کو نہایت تحقیقی و باریک بینی و ژرف نگاہی سے شستہ و شگفتہ اعلی

معیار کے نثری نمونے پیش کئے ہیں جو قابل رشک ہے یہ مجموعہ بہر طور وارثان علم وفن کے

لئے اہمیت رکھتا ہے جو عزیزم ڈاکٹر ساحل ملک کی ہمت مردانہ اور سعی جانفشانہ سے منظر عام

پر آرہا ہے رب کریم اس مجموعے کو اعزاز قبول سے سرفراز فرمائے آمین۔

محمد شرف الدین رضوی

خادم التدریس دارالعلوم قادریہ حبیبیہ 42 کافورگلی

فیلخانہ ہوڑہ بنگال

تاثر گرامی: فقیہ دوراں حضرت علامہ مفتی محمد منظور احمد یار علوی

(مدظلہ النورانی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الرحمن علم القرآن

رحمن جس نے قرآن سکھایا (القرآن)

عن معاویة بن أبي سفیان رضی الله عنه: من یُرِدِ اللهُ به خیرًا یُفقِّههُ فی الدِّینِ

(ت) اللہ تعالی جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہو اسے دین کی سمجھ عطا فرماتا ہے:

مسلم (١٠٣٧)، صحیح مسلم ١٠٣٧ صحیح أخرجه البخاري (٧١) مطولاً، ومسلم (١٠٣٧)

(ا) فقہ کہتے ہیں احکام شرعیہ عملیہ کے اس علم کو جو ان کے تفصیلی دلائل سے حاصل ہو۔

اور فتویٰ کہتے ہیں: پیش آمدہ واقعات کے بارے میں دریافت کرنے والے کو دلیل شرعی کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے بارے میں خبر دینے کو (کتب الفتاوی)

(۲) تاریخ افتاء کے مختلف ادوار ہیں، جو اختصار کے ساتھ ذکر کیے جاتے ہیں:

عہد نبوی میں افتاء: سرکار دو عالم علیہ الصلاۃ والسلام کے زمانہ میں خود آپ ہی مفتی تھے اور اللہ تعالیٰ کی جانب سے وارد شدہ وحی کے ذریعہ لوگوں کو حکم شرعی بتلاتے تھے، نیز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دور مبارک میں بھی بعض صحابہ کو کبھی کبھی دور دراز علاقہ میں مفتی بنا کر بھیجتے، وہ وہاں جا کر لوگوں کی صحیح رہنمائی کرتے تھے۔

(۳) عہد صحابہ میں افتاء: حضور اکرم علیہ الصلاۃ والسلام کے اس دارِ فانی سے پردہ فرمانے کے بعد افتاء کی ذمہ داری کو صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین نے سنبھالا اور نہایت احسن طریقہ سے انجام دیا، صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین میں جو حضرات فتویٰ دیا کرتے تھے ان کی تعداد ایک سو تیس سے کچھ زائد تھی، جن میں مرد اور عورت دونوں شامل

ہیں، البتہ جو حضرات زیادہ فتویٰ دیتے تھے ان کے نام یہ ہیں: حضرت عمر بن الخطاب، حضرت علی بن ابی طالب، حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت عائشہ، حضرت زید بن ثابت، حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم اجمعین، ان کے علاوہ اور بھی صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین جو ان سے کم فتویٰ دیا کرتے تھے ان کی تعداد بھی بہت ہے۔

(۴) عہد تابعین میں افتاء: صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے بعد اس ذمہ داری کو ان کے شاگردوں نے سنبھالا اور مختلف بلادِ اسلامیہ میں اس خدمت کو انجام دیا، چنانچہ تابعین میں سے مدینہ منورہ میں حضرت سعید بن المسیب، حضرت ابوسلمہ، حضرت عروہ، حضرت عبیداللہ، حضرت قاسم بن محمد، حضرت سلیمان بن یسار اور حضرت خارجہ بن زید رحمہم اللہ، منصب افتاء پر فائز تھے۔ اور مکہ مکرمہ میں حضرت عطا بن ابی رباح، علی بن ابی طلحہ اور عبدالملک بن جریج یہ کام کیا کرتے تھے۔ کوفہ میں حضرت امام الائمہ سراج الغمہ امام اعظم ابوحنیفہ النعمان، ابراہیم نخعی، عامر بن شراحیل وغیرہ اور بصرہ میں حضرت حسن بصری، یمن میں طاؤس بن کیسان اور شام میں حضرت مکحول رحمہم اللہ، اس کام کو انجام دیتے تھے۔ رفتہ رفتہ یہ سلسلہ آگے بڑھتا رہا اور مفتیان اسلام اپنی گرانقدر خدمات افتاء سے امت مسلمہ کو مالا مال کرتے رہے۔

یہاں تک کہ ماضی قریب میں امام عشقِ ومحبت سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضل

بریلوی علیہ الرحمہ نے شان افتاء کو جو عظمت بخشی ہے وہ اظہر من الشمس ہے جسکے لئے کسی دلیل وحجت کی ضرورت نہیں اور عصر حاضر میں استاذ گرامی مرتبت حضرت علامہ الحاج الشاہ مفتی جلال الدین احمد الامجدی علیہ الرحمہ اور شارح بخاری علامہ الحاج الشاہ مفتی شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ کی ذات گرامی محتاج تعارف نہیں فقیر راقم الحروف منظور احمد یارعلوی کا مجموعہ فتاوی الفیوض النبویہ فی الفتاوی الیارعلویہ مسمی *فتاوی یارعلویہ* بھی منظر عام پر آچکا ہے:

مگر نو پید مسائل کا نہ ختم ہونے والا سلسلہ تا ہنوز قائم ہے اور ضرورت افتاء اپنی جگہ مسلم ہے جسکے لئے اللہ جل شانہ اپنے خاص بندوں کا انتخاب ہر دور میں کرتا رہا ہے حالیہ دور میں کار افتاء کی انجام دہی کے لیے اللہ رب العزت نے اپنے کرم خاص سے

فقیہ عصر حضرت علامہ ومولانا مفتی محمد شہروز عالم اکرمی رضوی صاحب قبلہ کا انتخاب فرما کر امت مسلمہ پر احسان عظیم فرمایا چونکہ دینی کاموں میں سب سے زیادہ مشکل اور دشوار ترین کام افتاء ہے اس کے لئے علم وفضل، بیدار مغزی، ذہانت، معاملہ فہمی، ذکاوت، وخود اعتمادی اور قوت اجتہاد بھی ضروری ہے تاکہ عبادت ومعاملات میں نو پید امور میں بڑی خود اعتمادی کے ساتھ کوئی فیصلہ کر سکے۔

اور یہ جو ہمارے سامنے" فتاوی اکرمی" کی شکل میں مجموعہ فتاوی ہے وہ شہر کلکتہ کی ایک عظیم دینی درسگاہ دارالعلوم قادریہ حبیبیہ فیل خانہ ہوڑہ مغربی بنگال کے مایہ ناز استاذ ومفتی محمد شہروز عالم اکرمی رضوی صاحب قبلہ جو جامعہ اکرم العلوم مرادآباد کے فارغ التحصیل ہیں

جنہوں نے تیرہ سال تک اپنے مادرعلمی ہی میں از ابتداء تا منتہی طلبہ کو زیورعلم سے آراستہ فرمانے کے ساتھ ساتھ کارافتاء کی انجام دہی فرمائی اور تقریبا بارہ سال سے تاہنوز دارالعلوم قادریہ حبیبیہ فیل خانہ ہوڑہ بنگال میں شیخ الحدیث اور صدر مفتی کی حیثیت سے مصروف کار ہیں کے نوک قلم سے نکلا ہوا ایک قابل قدر مجموعہ ہے جو نہ صرف مفتی صاحب کے وسعت مطالعہ، کثرت اطلاع اور فقہ حنفی کے بابت انکی صلاحیت اور قوت فیصلہ پر شاہد عدل اور انکی کم عمری کے سبب یہ ان کی کہنہ مشقی ایک خوشگوار حیرت کا سبب ہے۔

ماشاء المولی تعالی

اپنے صحراء میں ابھی آہو بہت پوشیدہ ہیں

مولی تعالیٰ کی بارگاہ عالی جاہ میں بصد خلوص استدعا ہے کہ وہ موصوف کی اس کاوش کو قبول فرما کر انکے لئے ذریعے نجات بنائے اور امت مسلمہ کو اس سے فیضیاب فرمائے آمین ثم آمین یارب العالمین بجاہ سید المرسلین علیہ افضل التسلیم

دعا گو: **منظور احمد یار علوی**

خادم الافتا والتدریس دارالعلوم برکاتی

گلشن نگر جوگیشوری ممبئی

ماہر علوم عقلیہ ونقلیہ حضرت علامہ مفتی محمد نعمت اللہ صاحب رضوی

(مدظلہ النورانی)

نحمدہ ونصلی ونسلم علی حبیبیہ الکریم اما بعد

ارشاد باری ہے فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون۔ تو اے لوگو اہل علم سے پوچھو اگر تم نہیں جانتے۔

قادر مطلق کی طرف سے بے علم عوام کو حکم ہے کہ جو تم نہیں جانتے علماء سے دریافت کرو اس لئے دور رسالت سے تسلسل کے ساتھ آج تک چلا آرہا ہے کہ لوگ مسائل شرعیہ کی جانکاری اور دینی معاملات کے تصفیہ کیلئے علمائے کرام کی بارگاہ میں رجوع کرتے ہیں حالانکہ آج کے اس ارتقائی دور میں جدید ذرائع ابلاغ نے حصول علم کے راستے کافی حد تک آسان کر دیئے ہیں تاہم علماء اور مفتیان کرام کی ضرورتوں سے انکار نہیں کیا جاسکتا ہے زیر نظر کتاب مسمی بہ فتاویٰ اکرمی فاضل گرامی وقار حضرت العلام مفتی محمد شہروز عالم صاحب قبلہ صدر شعبہ افتاء دارالعلوم قادریہ حبیبیہ فیل خانہ ہوڑہ مغربی بنگال کے رشحات قلم سے صادر ہونے والے فتاویٰ کا مجموعہ ہے۔

فقیر سراپا تقصیر نے بالاستیعاب تو نہیں جستہ جستہ غائر نظر سے مطالعہ کیا الحمد للہ خوب سے خوب تر پایا۔

فاضل موصوف نے بہ مصداق الاسناد من الدین اپنے فتوؤں کو کتب متداول کے حوالوں سے مزین فرمایا ہے اکثر فتاویٰ میں تو کئی کئی کتابوں کے صفحہ اور سطر نمبر کے ساتھ حوالے

موجود ہیں جس سے کتاب کی اہمیت کے ساتھ ساتھ قاری بھی بطیب خاطر قبول کرتے ہوئے مطمئن نظر آتا ہے۔

فاضل موصوف کی یہ پہلی کاوش ہے مولی تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ میں دعاء ہے کہ اس کتاب کو قبولیت عام وخاص عطا فرمائے آئندہ مزید خراج تحسین حاصل کرنے کی توفیق سے مالا مال فرمائے آمین بجاہ سید المرسلین وعلی آلہ التحیۃ والتسلیم وصحبہ اجمعین۔

فقط والسلام مع الاکرام محمد نعمت اللہ رضوی

خادم التدریس والافتاء دار العلوم غوثیہ رضویہ جامع مسجد بانسبڑ یا کلکتہ مغربی بنگال

27/ ذیقعدۃ الحرام 1439 ھجری

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

عقائد و معلومات

کافر سے جھاڑ پھونک کروانا کیسا؟

سوال: کافر سے جھاڑ پھونک کروانے کے لئے جانا کیسا ہے مدلل جواب عنایت فرمائیں۔ بہت جلد ضرورت ہے۔ سائل: عارف رضا قادری

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْجَوَاب بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّاب اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الحَقِّ وَالصَّوَاب

ہنود سے جھاڑ پھونک کروانا جائز نہیں عموماً ہنود اپنے منتروں میں معبودان باطل کی دہائی دیتے ہیں اس لئے اس سے جھار پھونک کروانا جائز نہیں ہے۔ حدیث پاک میں ہے: "انا لانستعين بمشرك"۔ (فتاوی شارح بخاری جلد سوم ص 140)

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبــــــــہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنہ

مثل اهل بیتی مثل سفینة نوح من رکب فیها نجا یه پوری حدیث کونسی کتاب میں هے

سوال: مثل اهل بیتی مثل سفینة نوح من رکب فیها نجا یہ پوری حدیث کونسی کتاب مکمل میں ہے؟ سائل: حسن رضا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

سوال میں ذکر کی گئی حدیث متفرق طرق اور متفرق کتابوں میں مذکور ہے۔ جیسا کہ فاکھانی نے اخبار مکہ میں اور ابو یعلی نے اپنی مسند میں اور تفسیر ابن کثیر ج دوم ص 115 اور عقبہ بن عدی نے کامل اور قطیعی نے فی زوائدہ علی فضائل الصحابہ ج 2 ص 789 اور حاکم نے مستدرک ج 2 ص 343 میں روایت کیا ہے: "عن مفضل بن صالح عن ابی اسحاق عن حنش الكنانی قال سمعت اباذر رضی اللہ عنہ یقول وهو آخذ بباب الكعبه من عرفنی فانا من عرفنی ومن انکرنی فانا ابوذر سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول الا ان مثل اهل بیتی فیکم مثل سفینة نوح من قومه من رکبها نجا ومن تخلف عنها غرق"۔

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبــــــــــہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنہ

الجــواب صحیـــــح: محمد نعمت اللّٰہ رضوی عفی عنہ

حضرت خضر علیہ السلام نبی ہیں یا ولی؟

سوال: السلام علیکم ورحمتہ اللہ برکاتہ۔ حضرت خضر علیہ السلام نبی ہیں یا ولی دونوں صورتوں میں وضاحت فرمائیں۔ اور دلیل وحوالے کے ساتھ جواب عنایت فرمائیں کرم ہوگا۔ مستفتی: (مولانا) ذوالفقار بڑودہ گجرات

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَاب بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّاب اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَاب

وعلیکم السلام و رحمۃ اللہ۔ صورت مستفسرہ میں مفسرین کرام کا اختلاف ہے بعض کے نزدیک نبی ہیں اور بعض کے نزدیک ولی۔

تفسیر خازن ومعالم التنزیل میں ہے: "لم یکن الخضر نبیا عند اکثر اهل العلم" تفسیر جلالین میں ہے: "اتیناه رحمة من عندنا نبوة فی قول وولایة فی آخر وعلیه اکثر العلماء"۔

مگر حضرت علامہ امام رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ وہ اکثر کے نزدیک نبی ہیں اور علامہ سلیمان جمل لکھتے ہیں صحیح یہ ہے کہ وہ نبی ہیں۔ جیسا کہ تفسیر کبیر جلد پنجم ص 514 میں

ہے "قال الاکثرون أن ذالك العبد كان نبيا" اور تفسیر جمل میں بھی ہے "اختلف فی الخضر اھو نبی او رسول او ملك او ولی والصحیح انه نبی" اور ایسا ہی فتاوی فیض الرسول ج اول ص 39 میں ہے۔

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنہ

الجواب صحیح: فقط محمد عطاءاللّٰہ نعیمی کراچی عفی عنہ

کفار و مشرکین سے سوالات قبر ہونگے یا نھی

سوال: تمام علمائے کرام ومفتیان عظام کی بارگاہ میں یہ یتیم العلم سائل کا عریضہ ہے سوالات قبر کفار ومشرکین دونوں سے ہونگے یا نہی اگر ہونگے تو دلیل وحوالے ساتھ جواب دیں اگر نہی ہونگے تو اس میں بھی دلیل وحوالے کے ساتھ جواب عنایت فرمائیں کرم ہوگا۔

سائل: (مولانا) محمد ذوالفقار بڑودہ گجرات

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡجَوَاب بِعَوۡنِ الۡمَلِكِ الۡوَھَّاب اَللّٰھُمَّ ھِدَایَةَ الۡحَقِّ وَالصَّوَاب

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ۔ صورت مستفسرہ میں سوالات قبر حق ہے اور یہ اس امت کے لیے مخصوص ہیں صحاح ستہ کی اکثر کتابوں میں الگ الگ ابواب میں اس کا ذکر ہے۔

چنانچہ سنن ابو داؤد جامع ترمذی سنن نسائی اور بخاری شریف جلد اول کتاب الجنائز میں یوں روایت ہے: "عن أنس أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ان العبد اذا وضع فی قبره و تولی عنه اصحابه انه یسمع قرع نعالهم اتاه ملكان فیقعدانه فیقولان ما كنت تقول فی هذا الرجل لمحمد فاما المؤمن فیقول اشهد انه عبد الله ورسوله فیقال له انظر الی مقعدك من النار قد ابدلك الله به مقعدا من الجنة الخ... واما المنافق او الكافر فیقال له ما كنت تقول الخ"۔

حافظ ابن حجر عسقلانی اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں کہ کافر، منافق، فاجر سب کے لیے سوالات قبر ہیں اسی کو المعجم الکبیر ج 5 ص 914، مجمع الزوائد ج 3 ص 54، تبیان القرآن لسعیدی ج 6 سورہ إبراہیم میں ذکر کیا ہے۔ ہر چند کہ یہ روایات مختلف ہیں لیکن ان تمام روایات میں اس پر اتفاق ہے کہ کافر اور منافق سے بھی سوال کیا جائے گا اور حکیم ترمذی نے وثوق سے کہا ہے کہ کافر سے سوال کیا جائے گا۔ البتہ پانچ قسم کے لوگ قبر میں سوال اور جواب سے محفوظ رہتے ہیں جس کو متفرق کتب حدیث میں ذکر کیا ہے۔

علامہ عبد البر مالکی کا میلان اس طرف ہے کہ کافر سے سوال نہیں ہوگا وہ کہتے ہیں کہ آثار اس پر دلالت کرتے ہیں کہ آزمائش ان کی ہوگی جو اہل قبلہ میں سے ہوں اور کافر منکر سے اس کے دین کے متعلق سوال نہیں ہوگا، اسی قول کو شرح الصدور ص 284 میں ذکر کیا

ہے۔حالانکہ شرح الصدور میں متفرق جگہوں میں کافر کے لئے سوالات قبر کا ذکر بھی ملتا ہے۔
علّامہ سعیدی علیہ الرحمہ نے شرح مسلم ج 7 ص 716 تا 728 میں شرح و بسط کے ساتھ ذکر کیا ہے۔تلاش بسیار کے بعد بھی لفظ مشرک کا ذکر نہیں ملا مگر قیاس اس بات پر دال ہے کہ عام طور پر کافر کو بھی مشرک کہتے ہیں اس لئے مخصوص نہ کیا گیا ہو۔فتاوی بحر العلوم ج 2 کتاب الجنائز میں ہے: سوال قبر سب سے ہو گا۔

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنہ

الجواب صحیح: فقط محمد عطاء اللہ نعیمی کراچی عفی عنہ

غزوہ ہند کے متعلق معلومات

سوال: السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔حضور غزوہ ہند کے متعلق کچھ جانکاری دیں مہربانی ہوگی۔غزوہ ہند کسے کہتے ہیں اور یہ کب اور کیسے ہوا یا ہوگا کسی حدیث پاک کی کتاب میں ہیں بتا کر شکریہ کا موقع دیں۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡجَوَابُ بِعَوۡنِ الۡمَلِکِ الۡوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الۡحَقِّ وَالصَّوَابِ

غزوہ ہند سے متعلق تقریباً پانچ احادیث ہیں جن میں دو حدیثوں کے راوی حضرت

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی ہیں جنہوں نے آرزو ظاہر فرمائی تھی کہ اگر میں زندہ رہا تو اس غزوہ میں شامل ہونگا۔ اور ایک ایک حدیث حضرت ثوبان وحضرت ابی بن کعب اور حضرت صفوان بن عمر (تابعی) رضی اللہ عنھم ہیں۔ ان احادیث کو امام نسائی نے اپنی دو کتابوں میں روایت کی ہے۔ جیسے سنن الکبری للنسائی، السنن المجتبی للنسائی۔ اس کے علاوہ سیرت اور احادیث کی کئی کتب میں بھی ان احادیث کا ذکر ہے۔ مسند احمد ج دوم، مسند ابوھریرہ، البدایہ والنہایہ ج ششم غزوۃ الھند کا بیان، سنن الکبری للبیہقی، تاریخ الکبیر، تاریخ دمشق وغیرہم۔ اس جنگ سے متعلق کچھ حضرات کا کہنا ہے کہ دو جنگ ہو چکی ہے جس میں کافی عرصے تک ہند میں اسلامی حکومت رہیں ہیں۔ اور ایک جنگ باقی ہے جو امام مہدی کریں گے۔

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنہ

الجواب صحیح: فقط محمد عطاء اللہ نعیمی کراچی عفی عنہ

آذان قبر کس حدیث سے ثابت ہے؟

سوال: السلام علیکم حضرت قبر میں آذان دینا کیسا ہے اور یہ کونسی حدیث سے ثابت ہے اور اس کی شروعات کہاں سے ہے جواب عنایت فرمائیں مہربانی ہوگی۔ سائل:

محمد واعظ الحق اشرفی الور راجستھان

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَاب بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّاب اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَاب

وعلیکم السلام و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔صورت مسؤلہ میں آذان قبر کے جواز کا ثبوت مستند کتابوں سے ہے۔بخاری ومسلم کی روایت ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اذا نودی للصلوۃ ادبر الشیطان وله ضراط" یعنی جب اذان دی جاتی ہے تو شیطان پیٹھ پھیر کر گوز کرتا ہوا بھاگتا ہے۔

اور صحیح مسلم کی روایت ہے:"عن جابر رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه و سلم ان الشیطان اذا سمع النداء بالصلوۃ ذهب حتی یکون مکان الروحاء" یعنی شیطان جب اذان سنتا ہے تو بھاگ کر مقام روحاء تک چلا جاتا ہے۔اور روحاء مدینہ سے تقریباً 57 کیلومیٹر کے فاصلہ پر ہے۔اور میت کو قبر میں رکھنے کے بعد جب منکر نکیر کا سوال ہوتا ہے تو شیطان خلل انداز ہو کر مردہ کو بہکاتا ہے اس لئے اذان دیکر اسے بھگایا جاتا ہے اس کے علاوہ اس آذان میں اور بھی بہت سے فائدے ہیں جس کی تفصیل سیدی اعلیحضرت علیہ الرحمہ کا رسالہ مبارکہ 'ایذان الاجر فی آذان القبر' میں موجود ہے۔

بعض قبروں پر بعد دفن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا تکبیر کہنا ثابت ہے۔جیسا کہ مسند

احمد بن حنبل کے حوالے سے نقل کیا گیا ہے "قال لما دفن سعد بن معاذ (زاد فی روایة) وسوی علیه سبح اللذی صلی اللہ علیه وسلم وسبح الناس معه طویلا ثم کبر و کبر الناس ثم قالوا یا رسول اللہ لم سبحت ثم کبرت قال لقد تضایق علی ھذا الرجل الصالح قبرہ حتی فرج اللہ تعالیٰ عنه" زمانہ رسالت میں اس طرح کی اذان ثابت نہیں یہ بعد کی ایجاد ہے اور جائز ہے۔ جیسے قرآن پاک کے تیس پارے بنانا، فقہ، اصول فقہ، اصول حدیث، علم کلام، ایمان مجمل وغیرہ وغیرہ۔

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنه

الجواب صحیح: منظور احمد یار علوی عفی عنه

انا مدینة العلم وعلی بابھا ابوبکر بنیانھا الخ اس کی وضاحت فرمائیے

سوال: انا مدینه العلم وعلی بابھا ابو بکر بنیانھا الخ۔ اس حدیث کا مصدر کیا ہے۔ جید علمائے کرام کی خصوصی توجہ کا طالب۔ بعض تو اس کو موضوع قرار دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ علی بابھا تک صحیح ہے اسکے آگے منگھڑت۔ رہنمائی فرمائیں۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡجَوَاب بِعَوۡنِ الۡمَلِكِ الۡوَھَّاب اَللّٰھُمَّ ھِدَایَةَ الحَقِّ وَالصَّوَاب

کچھ لوگوں نے اس حدیث کو موضوع کہا ہے مگر کچھ لوگوں نے اسے حسن اور صحیح بھی کہا ہے۔ یہ حدیث کئی طرق سے تاریخ دمشق ابن عساکر ج 9 اور مسند فردوسی دیلمی ج 1 مقاصد حسنہ سخاوی میں مذکور ہے۔

امام ذکریا انصاری نے اللآلئ الموضوعۃ ج 1 ص 334 میں لکھا ہے: "ان الحدیث من قسم الحسن لایرتقی الی الصحۃ ولا ینحط الی الکذب" یہ حدیث حسن کی قسم میں سے ہے نہ درجہ صحت پر فائز ہے اور نہ کذب تک پہونچی ہوئی ہے۔امام سیوطی نے تاریخ الخلفاء ص 170 میں فرمایا ہے کہ "ھذا حدیث حسن علی الصواب"۔امام سخاوی نے مقاصد حسنہ لسخاوی میں اس حدیث سے متعلق لکھا ہے: "حدیث ابن عباس ھو حسن"۔تاریخ بغداد ج 11 ص 48 میں ہے: "ھذا الحدیث صحیح"۔

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ: فقیر محمد شھروز عالم رضوی عفی عنہ

الجواب صحیح: محمد نعمت اللہ رضوی عفی عنہ

اھرام مصر کیا ھے؟

سوال: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔علماء کرام کی بارگاہ میں میرا سوال یہ ہے کہ اھرام مصر کیا ہے؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں اسکا مدلل جواب عنایت فرمائیں۔انور رضا ممبئی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

تقریباً تمام تواریخ میں آتا ہے کہ حضرت ادریس علیہ السلام نے سوشہروں کی بنیاد قائم کی ہے اور انہیں آباد کیا اور سنوارا ہے آپ کے ان تعمیری کاموں میں اہرام مصر کی تعمیر کو بڑی اہمیت حاصل ہے وہ اس وقت بھی دنیا کے سات عجائب میں شامل ہوتے ہیں مورخین نے بیان کیا ہے کہ حضرت ادریس علیہ السلام کو علم نبوت اور کتب سے یہ معلوم تھا کہ عہد نوح میں ایسا عظیم طوفان آئے گا کہ ساری دنیا غرقاب ہوجائے گی اور کوئی چیز زمین پر محفوظ نہ رہے گی اسی بنا پر انھوں نے ذخائر علم وحکمت اور خزانہ طب وہیت کو بچانے کے لیے اھرام کی تعمیر کرائی حضرت ادریس علیہ السلام کے بنائے ہوئے اہرام مربع اور مخروط الشکل ہیں جو چار مثلث اضلاع پر مشتمل ہیں اور ہر ضلع دوسرے ضلع سے چارسو ہاتھ دور ہے اور ہر ایک کی بلندی بھی چارسو ہاتھ ہے ان اہرام کو چھ ماہ میں تعمیر کیا گیا تھا۔دور فراعنہ میں اس کی نقل کرتے ہوئے اٹھارہ اور اہرام تعمیر کی گئی ہے مگر مشہور وہی ہے جو اوپر گذرا۔(ناسخ التواریخ جلد

1 ص 84، قصص طہرانی ص 5 مطبع ایران)

والله تعالی اعلم بالصواب

کتبہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنہ

الجواب صحیح: محمد شرف الدین رضوی عفی عنہ

وہ خوش نصیب عورت جو ایک نبی کی بیٹی ایک نبی کی ماں اور ایک نبی کی بیوی اور ایک نبی کی بہن ہیں

سوال: السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ وہ کون سی خوش نصیب عورت ہیں جو ایک نبی کی بیٹی ایک نبی کی ماں اور ایک نبی کی بیوی اور ایک نبی کی بہن بھی ہیں جواب دیکر ممنون فرمائیں۔ سائل: عبدالعزیز گجرات

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اس خوش نصیب عورت کا نام "**حضرت لیا**" ہے جو حضرت یعقوب علیہ السلام کی بیٹی، حضرت یوسف علیہ السلام کی بہن، حضرت ایوب علیہ السلام

کی بیوی، حضرت ذوالکفل علیہ السلام کی والدہ۔(قصص الانبیاء مطبوعہ دار ابن کثیر 2006 صفحہ 287و294)

والله تعالی اعلم بالصواب

کتبــــــــہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنہ

آب زم زم کھڑے ہوکر پینا چاھیے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ آب زم زم کھڑے ہوکر پینا کہاں سے ثابت ہے اور کیا آب زم زم پیتے وقت سر کھلا ہونا چاہئے۔ بینوا وتوجروا۔سائل: افروز علی ہوڑہ کلکتہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

صورت مسؤلہ میں زم زم کا پانی کھڑے ہوکر پینا سنت ہے اور یہ حدیث سے ثابت ہے۔ چنانچہ بخاری شریف کی روایت ہے: "عن الشعبی رحمۃ اللہ علیہ قال ابن عباس رضی اللہ عنہما حدثہ قال سقیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم من زمزم فشرب وھو قائم"۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو زم زم کا پانی لاکر دیا تو حضور نے کھڑے ہوکر پانی پیا حجۃ الوداع کے موقع پر آپ نے خصوصی

اہتمام سے نوش فرمایا اور جب آپ زم زم نوش فرمارہے تھے اس وقت آپ کا سر مبارک کھلا ہوا تھا۔ بعض محققین کا خیال ہے کہ آپ کا سر کھلا رکھنا احرام کی وجہ سے تھا اور کھڑا ہونا کیچڑ کی وجہ سے اس لئے یہ ایک طبعی فعل تھا اس کا اہتمام کرنا سنت نہیں۔ ابن ماجہ نے محمد بن عبد اللہ بن ابو بکر سے زم زم پینے کے آداب نقل کیا ہے۔ جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ زم زم قبلہ رخ ہوکر، بسم اللہ پڑھ کر تین سانس میں پینا مستحب ہے۔ (ابن ماجہ 189/ 2 طحطاوی 43 المغنی)

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنہ

الجواب صحیح: فقط محمد عطاء اللہ نعیمی کراچی عفی عنہ

فاسق اور منافق کی تعریف کیا ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ فاسق و فاجر کسے کہتے ہیں اور منافق کسے کہتے ہیں؟ سائل: علی اکبر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

صورت مسؤلہ میں فاسق و فاجر دونوں ہم معنی ہم مفھوم ہیں مگر کچھ لوگوں نے دونوں کو الگ کیا ہے۔

فاسق فسق سے ہے اور فسق لغت میں اللہ کے حکم کی عدم تعمیل کو کہتے ہیں اور شرع میں اس سے مراد کسی مسلم کا بغیر تاویل کے قصدا گناہ کبیرہ کا ارتکاب یا گناہ صغیرہ پر اصرار ہے۔"الفسق فی اللغة عدم اطاعة امر الله وفی الشرع ارتکاب المسلم کبیرة قصدا او صغیرة مع الاصرار علیها بلا تاویل" قواعد اللغة 1 ص 412 فسق کا معنی مطلق نافرمانی بھی آتا ہے۔

فاجر کے لغوی معنی گناہگار اور حق سے منہ موڑنے والا ہے۔

منافق نفاق سے ہے اور نفاق کا معنی ہے دل میں کچھ ہو اور زبان سے کچھ اظہار کرے مگر ابن اثیر تحریر کرتے ہیں: "هو اسم لم یعرفه العرب بالمعنی الخصوص وهو اللذی یستر کفره ویظهره ایمانه" یعنی اپنے ایمان کو ظاہر کرنا اور اپنے کفر کو چھپانا۔نفاق کا معنی دورخی بھی ہے قرآن و احادیث میں نفاق دو معنوں میں مستعمل ہے۔

(۱) نفاق اعتقادی: یعنی اسلام کا اظہار کرنا اور باطن میں کافر ہونا۔سورہ منافق کی پہلی آیت اسی معنی پر دال ہے: "اذجاءك المنافقون قالوا نشهد انك لرسول الله والله یعلم انك لرسوله والله یشهد ان المنافقون لکاذبون"

(۲) اخلاقی نفاق یا عملی نفاق: یعنی دینداری کا نعرہ بلند کرنا لیکن دین کے قانون پر عمل نہ کرنا۔اس بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے "اظهر الناس نفاقا

من امر بالطاعة ولم يعمل بها ونهى عن المعصية ولم ينته عنها"

واللّٰه تعالی اعلم بالصواب

کتبہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنہ

الجواب صحیح: منظور احمد یار علوی عفی عنہ

کیا حضرت علی رضی اللّٰہ عنہ گھوڑے پر سوار ہوتے وقت ایک ختم قرآن کر لیتے تھے؟

سوال: السلام علیکم ورحمت اللہ و برکاتہ۔ محترم مفتیان کرام کیا فرماتے ہیں مسئلہ ذیل میں ایک روایت جو کہی جاتی ہے کہ (حضرت علی رضي اللہ تبارک وتعالی عنہ) گھوڑے کی زین پر ایک پیر رکھتے اور دوسرا پیر زمین پر ہوتا اور اسی اثنا میں آپ ایک کلام پاک کی تلاوت فرما لیتے کچھ اسی طرح مسئلہ ہے۔ اس مسئلہ کو مکمل فرمائیں اور اگر حوالہ بھی مل جائے تو بہتر ہو گا۔ سائل: عظیم خان

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡجَوَابُ بِعَوۡنِ الۡمَلِكِ الۡوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَایَةَ الۡحَقِّ وَالصَّوَابِ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ و برکاتہ۔ اس طرح کی کرامتیں بزرگوں سے صادر ہیں ایسا ہی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے متعلق بھی ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ آپ گھوڑے پر سوار ہوتے

وقت ایک پاؤں رکاب میں رکھتے اور قرآن کی تلاوت شروع فرماتے اور دوسرا پاؤں رکاب میں رکھ کر گھوڑے کی زین پر بیٹھتے اتنی دیر میں ایک ختم قرآن مجید کر لیتے تھے۔(تذکرہ مشائخ قادریہ ص 93 شواہد النبوۃ ص 160)

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنه

الجواب صحیح: محمد شرف الدین رضوی عفی عنه

علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل کا کیا مطلب؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مندرجہ ذیل حدیث کے بارے میں علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل حدیث مذکور میں امت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے علماء کو بنی اسرائیل کے انبیاء کی طرح بتایا گیا ہے یہ حدیث صحیح ہے اگر صحیح ہے تو حوالہ عنایت فرمائیں اور حدیث پاک کی تشریح فرمادیں عین کرم ہوگا۔المستفتی: اللہ بخش رضوی جالنہ مہاراشٹر

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَاب بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّاب اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَاب

"علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل" یہ حدیث صحیح ہے اس سے امت

محمدیہ کی فضیلت معلوم ہوتی ہے۔اس کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح بنی اسرائیل میں انبیاء شریعت موسوی کی حفاظت کا کام انجام دیتے تھے اسی طرح میری امت کے علماء میری شریعت کی حفاظت کریں گے اور مخلوق کو ھدایت کریں گے۔کیونکہ "لا نبی بعدی" میرے بعد کوئی نبی نہیں۔چونکہ بنی اسرائیل میں یہ طریقہ تھا کہ ایک نبی کے تشریف لے جانے کے بعد دوسرے نبی ان کی جگہ تشریف لاتے اور قوم کی ھدایت اور ایمان کی حفاظت کرتے ایک وقت میں کثیر انبیاء کرام موجود تھے۔اور یہ سب شریعت موسوی کے پابند اور محافظ تھے سوائے حضرت عیسی علیہ السلام کے۔کچھ حضرات نے اس حدیث سے متعلق اگرچہ "لا اصل له" کہا ہے جیسے امام ابن حجر عسقلانی، علامہ زرکشی الفوائد المجموعہ اور الموضوعات الکبری میں مگر امام فخر الدین رازی علیہ الرحمہ نے اپنی تفسیر میں سورہ یونس آیت 38،37 میں اس حدیث کو ذکر کیا ہے۔

ملا علی قاری علیہ الرحمہ نے مرقات المفاتیح ج 3 ص 274 کتاب المناسک باب حرمۃ المدینہ کے تحت بھی ذکر کیا ہے۔

شارح بخاری علامہ مفتی محمد شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ نے اپنے فتاوی فتاوی شارح بخاری ج 1 ص 494' میں اس حدیث کو صحیح کہا ہے ان کے علاوہ بحار الأنوار ج 2 ص 22 مستدرک الوسائل ج 14 ص 320 الالفین ص 331 منیۃ المرید ص 182 میں بھی اس کو ذکرِ کیا ہے۔

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبـــــــــــہ : فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنہ

الجـــواب صحیـــــــــح : فقط محمد عطاء اللہ نعیمی کراچی عفی عنہ

کیا جنات جنت یا دوزخ میں جائیں گے

سوال: السلام علیکم ورحمۃ اللہ تعالیٰ وبرکاتہ۔کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ کیا جنات جنت یا دوزخ میں جائیں گے؟ رہنمائی فرمادیجیے۔سائل: محمد سرفراز احمد رضوی کرنا ٹک

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

وعلیکم السلام و رحمۃ اللہ۔صورت مسئولہ میں جنات دو طرح کے ہیں ایک مومن دوسرے کافر۔کافر جن جہنم میں جائیں گے جیسا کہ "النار مثوی لھم" یعنی جہنم ان کا ٹھکانا ہے۔ اور سورۃ جن میں آیت ہے: "واما القاسطون فکانوا جھنم حطبا" یعنی کافر ومشرک جناب جہنم کا ایندھن ہے۔

البتہ مومن جنات کے بارے میں چار اقوال ہیں:

(ا) جنات جنت میں جائیں گے مگر رویت باری انہیں میسر نہ ہونگے جیسے فرشتوں

کو۔جمہور علماء کا مسلک یہی ہے البتہ جنت میں اس کی غذا وہ نہیں ہوگی جو انسان کی ہوگی بلکہ اس کو تسبیح وتقدیس الہام کیا جائے گا جس سے اس کو کھانے جیسا مزہ آئیگا۔

(۲) وہ جنت میں نہیں جائیں گے بلکہ جنت کے فنا میں رہیں گے انسان اس کو دیکھیں گے وہ انسانوں کو نہیں دیکھ سکتے۔امام مالک،امام شافعی،امام احمد،امام ابو یوسف رحمہم اللہ تعالیٰ کا بھی یہی مسلک ھے۔

(۳) وہ اعراف میں رہیں گے۔

(۴) توقف ہے۔

اکام المرجان فی غرائب الاخبار والجان۔مصنفہ علامہ قاضی بدرالدین شبلی حنفی محدث (چوبیسواں باب)

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنہ

الجواب صحیح: فقیر ابو النعمان عطا محمد مشاھدی عفی عنہ

ثعلبہ بن ابی حاطب مرتد مرا یا منافق؟

سوال: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔حضور مفتی صاحب قبلہ ایک مسئلہ کی تحقیق چاہیے امید ہے کی نوازش ہوگی۔وہ یہ ہے کہ ثعلبہ بن ابی حاطب یہ منافق گذرا ہے یا مرتد آپ کا ایک

پوسٹ دیکھا جس میں مرتد ہے تفصیل سے مع حوالہ وضاحت فرمادیں۔سائل: علی مظفر پور بہار

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ثعلبہ بن ابی حاطب سے متعلق فقیر کو کوئی تصریح نہیں ملی کہ وہ منافق تھا یا مومن یا مرتد حالانکہ بعض کتابوں میں اسے مرتد کہا گیا ہے اور فقیر اسی لحاظ سے اسے مرتد لکھا ہے جیسا کہ حوالے جات موجود ہیں۔مگر ظاہر یہی ہے کہ وہ منافق مرا سورہ توبہ کہ آیت نمبر 75 "ومنهم من عهد الله لئن اتنا من فضله لنصدقن الآیۃ" اسی کے بارے میں نازل ہوئی آیت کے سیاق وسباق سے بھی منافق ہی معلوم ہوتا ہے کیونکہ مذکورہ آیت سے پہلے منافقین کا تذکرہ ہے۔

تفسیر خازن ج 3 ص 162 میں ہے: "(ومنهم) من المنافقين حلف الله يعني ثعلبه بن ابي حاطب بن ابي بلتعة"۔اسی طرح الاصابہ میں حضرت علامہ ابن حجر مکی نے منافق لکھا ہے اور ساتھ میں یہ بھی لکھا "ذكره ابن اسحاق فين بني مسجدا ضرار" ابن اسحاق نے ذکر کیا ہے یہ ان لوگوں میں سے تھا جس نے مسجد ضرار بنائی تھی اور متحقق ہے کہ مسجد ضرار بنانے والے منافق تھے۔

فتاوی شارح بخاری جلد دوم ص 42 میں ہے کہ اس کو مرتد کہنا صحیح نہیں وہ منافق تھا

اور ایسا ہی فتاوی رضویہ جدید جلد 26 میں سیدی وسندی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان نے ایک سوال کے جواب میں فرمایا ہے کہ وہ خلافت عثمانی میں منافق مرا۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنہ

الجواب صحیح: محمد نعمت اللہ رضوی عفی عنہ

ابن تیمیہ کون ہے؟

سوال: حضور یہ بتائیں کہ ابن تیمیہ یہ کون ہیں کس فرقہ کے ہیں؟ سائل: حسن رضا

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

ابن تیمیہ ایک گمراہ اور بدمذہب آدمی تھا۔ بہت سے مسائل میں خرق اجماع کیا اور دین میں بہت سے فتنے پیدا کیا جیسا کہ فتاوی حدیثہ وغیرہ سے ثابت ہے۔ غیر مقلدین اسی کی پیروی کرتے ہیں۔ (فتاوی فیض الرسول اول ص 46)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنہ

الجــواب صحیـــــــح: فقط محمد عطاءاللہ النعیمی کراچی عفی عنہ

الکوثر کہاں ہے؟

سوال: السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ۔کیا فرماتے ہیں علماء دین کہ الکوثر کون سے آسمان میں ہیں اور یہ کیا ہے جواب عنایت فرمائیں؟

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡجَوَاب بِعَوۡنِ الۡمَلِكِ الۡوَهَّاب اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الحَقِّ وَالصَّوَاب

کوثر ایک نہر ہے جسے حوض کوثر بھی کہتے ہیں اور یہ جنت میں ہے جیسا کہ جلالین شریف ص 507 میں ہے:"هو نهر في الجنة"۔اور جنت ساتویں آسمان کے اوپر عرش کے نیچے ہے۔(تفسیر کبیر جلد ہشتم ص 97)اس لحاظ سے حوض کوثر ساتویں آسمان پر ہوا۔

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کـتبــــــــہ: فقیر محمد شهروز عالم رضوی عفی عنہ

الجــواب صحیـــــــح: فقط محمد عطاءاللہ نعیمی کراچی عفی عنہ

قبر میں مردوں سے سوال منکر فرشتہ کرتے ہیں یا نکیر؟

سوال: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ قبر میں جو مردوں سے سوال کیا جاتا ہے وہ سوال منکر فرشتہ کرتے ہیں یا نکیر فرشتہ؟ جواب عنایت فرمائیں۔سائل: عارف رضا جھارکھنڈ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡجَوَاب بِعَوۡنِ الۡمَلِكِ الۡوَهَّاب اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الحَقِّ وَالصَّوَاب

سوالات قبر سے متعلق محدثین کے مابین اختلاف ہے بعض کا قول ہے کہ سوال صرف ایک ہی فرشتہ کرتے ہیں پھر اس میں بھی اختلاف ہے کہ منکر کرتے ہیں یا نکیر بعض کے نزدیک منکر اور بعض کے نزدیک نکیر۔

امام قرطبی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: دو فرشتوں کے سوالات کے بارے میں کئی روایات ہیں بعض کہتے کہ ایک فرشتہ سوال کرتا ہے کسی کے پاس دونوں اکٹھے سوال کرتے ہیں اور یہ سب اس شخص کے مراتب و درجات کے لحاظ سے ہوتا ہے۔(شرح الصدور ص 282)

امام ترمذی نے روایت کی ہے اور اسے حسن قرار دیا ہے اسی کو امام بیہقی نے عذاب القبر میں حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ منکر نکیر دونوں مردے سے سوال کرتے ہیں۔

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبـــــــــہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنہ

الجــــواب صحیـــــــح: فقط محمد عطاء اللہ النعیمی کراچی عفی عنہ

ممبر کے اوپری زینہ پر بیٹھنے سے کیا خلفاء کی توھین ھوگی؟

سوال: السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔ حضرات جملہ مفتیان کرام سے میرا ایک سوال ہے برائے کرم جواب عنایت فرمائیں جس مسجد میں امامت کررہا ہوں اس میں دو ہی ٹپپے کا ممبر ہے جب میں دوسرے ٹپپے میں بیٹھتا ہوں لوگ مجھ سے سوال کرتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اوپر بیٹھا کرتے تھے سرکار مدینہ کی جگہ چاروں خلفا میں کوئی نہیں بیٹھے اگر اوپر بیٹھتے ہیں تو سرکار کی تو ہین ہو رہی ہے اگر نیچے بیٹھتے ہیں تو خلفا کی اس صورت میں کیا جائے جواب عطا کریں۔ سائل: محمد ذوالفقار بڑودہ گجرات

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْجَوَاب بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّاب اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَاب

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ یہ بات ذہن نشین رہے کہ منبر شریف کے لئے شرع نے سیڑھیوں کی تعداد مقرر نہیں کی ہے کہ اس کی گنتی پورا کرنا ضروری ہو جماعت کی کثرت کا خیال کر کے جتنی سیڑھیاں چاہیں بنائیں۔

منبر رسول صلی اللہ علیہ وسلم تین سیڑھیوں پر مشتمل تھا۔ مسلم شریف کی حدیث ہے:

"فعل هذه الثلث درجات ثم امر بها رسول الله صلی الله علیه و سلم فوضعت هذا الموضع"۔امام نووی علیہ الرحمۃ نے اس حدیث کے تحت فرمایا ہے:"فیه تصریح بان منبر رسول الله صلی الله علیه و سلم کان ثلث درجات"۔

فتاوی رضویہ قدیم جلدسوم ص 700 میں ہے: منبرخود رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بنوایااوراس پرخطبہ فرمایا۔۔منبر اقدس کے تین زینے تھےعلاوہ اوپر کے تختے کے جن پر بیٹھتے تھے۔ردالمحتار میں ہے "منبره صلی الله علیه و سلم کان ثلث درج غیر المسماة بالمستراح" حضورصلی اللہ علیہ وسلم درج بالا پرخطبہ فرمایا کرتے تھے صدیق اکبررضی اللہ عنہ نے دوسرے پر پڑھا فاروق رضی اللہ عنہ نے تیسرے پرجب زمانہ ذوالنورین رضی اللہ عنہ کا آیا پھر اول پرخطبہ فرمایا سبب پوچھا گیا فرمایا اگر دوسرے پر پڑھتا تو لوگ گمان کرتے کہ میں صدیق کا ھمسر ہوں اور تیسرے پرتو وھم ہوتا کہ فاروق کے برابرہوں لھذا وہاں پڑھا جہاں یہ احتمال متصورہی نہیں اصل سنت اول درجہ پرقیام ہے۔منبرکی بلندی سے اصل مقصود یہ ہے کہ سب حاضرین خطیب کو دیکھیں اوران کی آواز سنیں تین زینے میں بھی اگر پوری نہ ہوتو زینے زیادہ کرنے کا خود ہی اختیار ہے اور یہ زیادتی طاق عدد میں ہو۔ایساہی فتاوی امجدیہ اول ص 288 میں ہے۔

اور یہ تصور کرنا کہ ہم فلاں سیڑھی پرکھڑے ہونگے تو کسی نہ کسی کی مخالفت وتوہین لازم

آئے گی تو یہ غلط ہے کہ یہاں مخالفت وتوہین کا کوئی تصور نہیں ہے بلکہ جہاں کھڑے ہو جائیں بلحاظ جماعت کثیرہ کے کسی نہ کسی کی سنت پائی جائے گی۔

والله تعالی اعلم بالصواب

کتبہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنہ

الجواب صحیح: فقیر ابو النعمان عطا محمد مشاھدی عفی عنہ

حضرت خاتون جنت رضی اللہ تعالی عنہا کو حیض کا خون کیوں نہیں آتا تھا؟

سوال: السلام علیکم ورحمۃ اللہ تعالیٰ وبرکاتہ۔علمائے کرام کی بارگاہ میں ایک سوال خاتون جنت حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو حیض کیوں نہیں آتا تھا؟ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس سے پاک کیوں رکھا حالانکہ یہ خون ضرورت خون ہے اس کی وجہ کیا ہے کوئی صاحب رہنمائی فرمائیں۔سائل: غریب نواز عبیدی رشیدی

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔خاتون جنت حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کو اللہ تعالیٰ نے دم حیض سے پاک رکھا تھا کیونکہ دم حیض قذر (گندگی) ہے اور اللہ نے انہیں

گندگی سے پاک رکھا۔ البتہ حتمی طور پر یہ بتانا مشکل ہے کہ خاتون جنت رضی اللہ عنہا کو حیض کیوں نہیں آتا تھا ممکن ہے کہ وہی مصلحت ہو جو مذکور ہوئی۔ اور اس بات کا اندازہ مندرجہ ذیل حدیث سے لگایا جا سکتا ہے کہ جب آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے لفظ بتول کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا "البتول اللتی لم تر حمرة قط ای لم تحض فان الحیض مکروہ فی بنات الانبیاء"۔ یعنی بتول اس عورت کو کہتے ہیں جو مہینہ میں خون نہ دیکھے اور اسے کبھی حیض نہ آیا ہو کیونکہ پیغمبر کی بیٹیوں کو خون حیض آنا اچھا نہیں ہے۔ (بحار الانوار ج 43 ص 15 از علل الشرائع ومعانی الاخبار)

دوسری روایت میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بتول کیوں کہتے ہیں تو آپ نے فرمایا "سمیت فاطمة بتولا لانہا تتبلت وتقطعت عماھو معتاد العورات فی کل شھر ولانہا ترجع کل لیلة بکرا وسمیت مریم بتولا لانہا ولدت عیسی بکرا"۔ یعنی فاطمہ زہراء (رضی اللہ عنہا) کو اس لیے بتول کہا گیا کیونکہ وہ ماہانہ عادت سے پاک ہے اور وہ ہر شب باکرہ اٹھتی ہے مریم کو بھی بتول کہتے ہیں کیونکہ ان کے باکرہ ہونے کی حالت میں (حضرت) عیسی (علیہ السلام) کی ولادت ہوئی۔ (مناقب مرتضویہ ص 119 از علامہ کشفی حنفی)

حیض نہ آنے کی ایک وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ انہیں دنیا میں حور بنا کر پیدا کیا گیا ہے

اورحورساری قذر(ناپاکی) سے پاک ہوتی ہے۔ "عن اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنھا قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان فاطمة خلقت حورية فی صورة انسية"۔ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا انسانی شکل میں حور تھیں۔(بحار الانوارج 43ص 7 از کشف الغمہ)

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنہ

الجواب صحیح: فقیر ابوالنعمان عطا محمد مشاھدی عفی عنہ

قدم بوسی کرنا کیسا؟

سوال: حضرت ایک مسئلہ درکار ہے رہنمائی فرمائیں اگر قدم بوسی کے تعلق سے حدیث ہوتو پیش کریں یاصحابہ کرام رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قدم بوسی کی ہیں؟ کب سے بقدم بوسی کا رواج ہوا ہے دلائل اور صحیح تحقیق کے ساتھ بتائیں کرم ہوگا۔سائل: عنایت الرحمن رضوی اجمیر۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

صورت مسئولہ میں دست بوسی اور قدم بوسی والدین اساتذہ اور دینی پیشوا کے لئے

جائز ہے اس سلسلہ میں کافی حدیثیں وارد ہیں۔

جیسا کہ سنن ابو داؤد کتاب الادب، سنن کبری للبیہقی، طبرانی معجم کبیر میں زراع بن عامر جو وفد عبد قیس کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تھے ان سے روایت ہے "لما قدمنا المدینه فجعلنا نتبادر من رواحلنا فنقبل ید رسول الله صلی الله علیه وسلم ورجله" جب ہم مدینہ منورہ پہونچے تو اپنی سواریوں سے دوڑ کر حضور کے دست اقدس اور پاؤں مبارک کو چومنے لگے۔

امام بخاری نے بھی الادب المفرد میں اسی حدیث کو روایت کیا ہے "قدمنا فقیل ذاك رسول الله صلی الله علیه وسلم فاخذنا بیدیه ورجلیه نقبلها"۔

امام ترمذی نے بھی اسی مضمون پر ایک حدیث حضرت صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے "فقبلوا یدیه ورجلیه وقالوا نشهد انك نبی"۔

اسی حدیث کو امام نسائی نے بھی بیان کیا ہے حضرت صہیب سے مروی ہے جو حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے غلام تھے "رائت علیا یقبل ید العباس ورجلیه ویقول یا عم ارض عنی" میں نے حضرت علی کو حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پاؤں چومتے دیکھا اور آپ ساتھ ساتھ کہتے جاتے اے چچا مجھ سے راضی ہو جائیں۔ (الادب المفرد ص 339)

والله تعالی اعلم بالصواب

کتبــــــــہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنه

الجــواب صحیـــــــح: محمد هاشم رضا مصباحی عفی عنه

کیا الو پرندہ منحوس ہے؟

سوال: السلام وعلیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔حضور میرا سوال ہے کہ الو جو پرندہ ہے کیا اس کی شریعت میں کوئی مذمت ہے جیسے سور چھپکلی کی ہے کیونکہ لوگ اسکے بارے بہت غلط تصور رکھتے ہیں مدلل مفصل جواب عنایت فرمادیں۔سائل: محمد ہمایوں

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلْجَوَاب بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّاب اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَاب

صورت مسؤلہ میں الو خنزیر کی طرح نہیں اور نہ ہی شریعت میں اس کی کوئی مذمت ہے مگر کچھ حکماء اس کو منحوس جانوروں میں شمار کرتے ہیں۔

علامہ دمیری کے نزدیک الو کا گوشت کھانے سے انسان بے وقوف اور احمق ہو جاتا ہے اگرچہ الو کا گوشت حرام ہے۔امام رافعی کہتے ہیں کہ ابو العاصم عبادی لکھتے ہیں کہ الو گدھ کی طرح حرام ہے اور ضوع (نر الو یا رات میں اڑنے والا پرندہ) کا حکم بھی یہی ہے البتہ امام شافعی رحمہ اللہ علیہ کے نزدیک ایک قول کے مطابق الو کا گوشت جائز ہے بعض حکماء کا

قول ہے کہ الو دن میں بینائی کی کمزوری کی وجہ سے نہیں نکلتا کیونکہ سورج کی روشنی کی وجہ سے اس کی بینائی اور کم ہو جاتی ہے یا بالکل ختم ہو جاتی ہے۔ (حیوۃ الحیوان اول)

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنہ

الجواب صحیح: محمد نعمت اللہ رضوی عفی عنہ

مرنے کے بعد روح کا تعلق گھر والوں سے رہتا ہے

سوال: السلام وعلیکم۔حضور کیا قبر والوں کو اپنے گھر والوں کے حالات معلوم ہوتے ہیں اور کیا ہم قبر پر جا کر مردے کو مخاطب کر کے کوئی بات وغیرہ کر سکتے ہیں مدلل مفصل جواب عنایت فرمادیں۔سائل: محمد ہمایوں

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

موت جسم کے فنا کا نام ہے نہ کہ روح کا۔مرنے کے بعد بھی روح کا تعلق اس جسم اور قبر سے رہتا ہے۔

فتاوی رضویہ قدیم جلد چہارم ص 125 اور جیسا کہ مشکوۃ شریف کی بھی روایت ہے کہ مردہ تمہارے چلنے کی آواز کو بھی سنا کرتے ہیں چنانچہ طبرانی معجم اوسط میں حضرت ابو ایوب

انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب مومن کی روح قبض کی جاتی ہے تو اللہ تعالی کے نیکو کار بندے جن پر اللہ تعالی کی رحمت ہو چکی ہوتی ہے مومن کو سامنے سے ملتے ہیں اور اسے اسی طرح خوشخبری دیتے ہیں جس طرح دنیا میں کوئی کسی کو خوشخبری دیتا ہے پھر پوچھتے ہیں فلاں کا کیا حال ہے فلاں کا کیا حال ہے۔(شرح الصدور فی احوال الموتی والقبور ص 185)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی مرفوعا روایت ہے اسی طرح حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے۔(ایضا ص 187، 88)

اسی طرح قبر والے کو مخاطب بھی کر سکتے بخاری شریف جلد دوم کتاب المغازی باب غزوہ بدر میں ہے کہ بعد جنگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے گڑھے کے پاس جا کر کفار کی طرف مخاطب ہو کر (جو مر چکے تھے) فرمایا اے فلاں ابن فلاں کیا تم نے اللہ کا وعدہ حق پایا الخ۔(شرح الصدور لامام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ ص 196)

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبـــــہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنہ

الجــواب صحیـــح: محمد نعمت اللہ رضوی عفی عنہ

بہتّر فرقے جھنمی ایک جنتی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین کہ وہ حدیث پاک کی عبارت پیش فرمائیں جس میں بہتّر فرقوں کو جہنمی بتایا ہے۔سائل: عتیق انصاری

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَاب بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّاب اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الحَقِّ وَالصَّوَاب

افتراق امتی والی حدیث کئی طرق سے کتابوں میں روایت ہوئی ہے چنانچہ ترمذی شریف میں باب ماجاء فی افتراق ھذہ الامۃ کے تحت بیان کیا گیا ہے "عن ابی هريرة رضی الله عنه ان رسول الله صلی الله عليه وسلم تفرقت اليهود علی احدی وسبعين او اثنتين وسبعون فرقة والنصاری مثل ذالك وتفرق امتی علی ثلث وسبعين فرقة"۔

ابن ماجہ باب الفتن میں بھی ایسا ہی ہے اور ابو داؤد اور نسائی میں کچھ تبدیلی کی ساتھ ہے "قال رسول الله صلی الله عليه وسلم انقسمت اليهود الی احدی وسبعين شعبة وانقسمت النصاری الی اثنتين وسبعين شعبة وسنقسم امتی الی ثلاثة وسبعين شعبة كلها فی النار الاواحدة قالوا ماهی يارسول الله قال اللذی عليه اناواصحابی"۔اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جنتی جماعت اہلسنت وجماعت ہی ہیں۔

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبـــــــــہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنہ

الجـــواب صحیــــــح: محمد نعمت اللہ رضوی عفی عنہ

اللہ تعالیٰ نے آدم (علیہ السلام) کو اپنی صورت پر پیدا کیا کا کیا مطلب؟

سوال: علمائے کرام ومفتیان عظام قرآن وحدیث کی روشنی میں اس کی توضیح فرمائیں (ان اللہ خلق آدم علی صورتہ)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡجَوَاب بِعَوۡنِ الۡمَلِكِ الۡوَهَّاب اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الحَقِّ وَالصَّوَاب

صورت مسؤلہ میں یہ حدیث مسلم شریف اور مسند احمد بن حنبل کی ہے یہاں اضافت یا تو شرف کے لئے ہے جیسے بیت اللہ، ناقۃ اللہ، ید اللہ۔ محدثین فرماتے ہیں کہ یہاں صورت سے مراد صفات ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو اپنی صفات پر پیدا فرمایا اور وہ صفات آٹھ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے انسان میں رکھ کر تخلیق فرمایا۔ (۱) حیات (۲) علم (۳) سمع (۴) بصر (۵) ارادہ (۶) قدرت (۷) کلام (۸) تکوین اور یا تو "ہ" ضمیر خود آدم علیہ السلام کی طرف ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے آدم کو انکی کامل صورت پر بنایا جیسا کہ فتاوی رضویہ جدید جلد 27 میں ہے۔

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبــــــــہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنه

الجــواب صحیــــــح: فقط محمد عطاء اللّٰہ النعیمی عفی عنه

کیا حضور صلی اللّٰہ تعالی علیہ وسلم کو قتل کرنے کی سازش کی گئی تھی؟

سوال: السلام علیکم ورحمت اللہ و برکاتہ۔

(۱)حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کھانے میں زہر ملا کر دیا گیا تھا۔

(۲)حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر بارادہ قتل دیوار گرانے کی کوشش کی گئی تھی۔

(۳)حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو کیا گیا۔

یہ مذکورہ بالا احادیث کے حوالے کی ضرورت ہے عربی عبارت ہو تو زیادہ بہتر ورنہ اردو بھی چلے گا۔(مولانا) محمد عارف قادری نعیمی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡجَوَاب بِعَوۡنِ الۡمَلِكِ الۡوَھَّاب اَللّٰھُمَّ ھِدَایَةَ الۡحَقِّ وَالصَّوَاب

صورت مستفسرہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو زینب بنت الحارث الیہودیۃ زوجہ سلام بن مشکم نے خیبر میں زہر دیا تھا جس کے اثر سے حضرت براء بن معرور کی شہادت ہوئی تھی۔

اس کی تفصیل بخاری شریف جلد آخر کتاب المغازی ص 610 باب الشاۃ اللتی سمت للنبی صلی اللہ علیہ و سلم بخیبر میں موجود ہے:"عن ابی ھریرۃ لما فتحت خیبر اھدیت لرسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم شاۃ فیھا سم"۔

(۲) یہ واقعہ قبل بنو نظیر کا ہے جس کا ذکر بھی بخاری شریف آخر کتاب المغازی ص 574 باب حدیث بنی نظیر کے تحت حاشیہ نمبر 6 میں مذکور ہے:"مخرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وسبب خروجہ صلی اللہ علیہ و سلم ان رجلین من بنی عامر طلعا من المدینۃ متوجھین الی اھلھما و کان معھما عھد من رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم فالتقی عمرو بن امیۃ الضمیری۔ بھما ولم یعلم العھد فقتلھما فلما قدم المدینۃ اخبر الخبر قال نبی اللہ صلی اللہ علیہ و سلم قتلت قتلتین کان لھما منی جوار لادونیھما فخرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم الی بنی النضیر مستعینا فی دیۃ القتیلتین واما صورۃ الغدر فھو انہ صلی اللہ علیہ و سلم لما کلھم الاعانۃ فی دیتھما قالوا نعم یا ابا القاسم اجلس حتی نطعم ونقوم فنشاور وتصلح امرنا فیماجئتنابہ فقعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و معہ ابی بکر و عمر و علی وغیرھم الی جدار

من جدارهم فاجتمع بنو النضير على اغتياله عليه السلام بأن يلقوا عليه صخرة من راس الجدار فاخبره جبريل بذالك فقام ونهض الى المدينة وتهيا للقتال فخرج اليهم فحاصرهم وقطع نخليهم وحرقها فصالحوا على اخلاء سبيلهم الى خيبر واجلاءهم من المدينة"۔

(۳) لبید بن اعصم یہودی اور اس کے بیٹوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو کیا جس کا اثر جسم مبارک اور اعضاء ظاہرہ پر ہوا چند دن کے بعد حضرت جبرئیل امین نے آ کر اس کی خبر دی کہ فلاں یہودی نے آپ پر جادو کیا ہے اس جادو کا سامان فلاں کنوئیں میں ایک پتھر کے نیچے داب دیا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بھیجا کر کنواں کا پانی نکالنے کے بعد پتھر کے نیچے سے جادو کا سامان نکالا اس کی کاٹ کے لئے اللہ تعالیٰ نے سورۃ معوذ تین نازل فرمایا۔ (تفصیل: تفسیر خزائن العرفان اور بخاری شریف جلد دوم کتاب التفسیر ص 744)

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنہ

الجواب صحیح: محمد نعمت اللہ رضوی عفی عنہ

کافر کے جنازے میں جانا اور مرنے کے بعد کافر کے گھر تعزیت کے لئے جانا کیسا ہے؟

سوال: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کے کافر کے جنازے میں جانا اور اسکی تجہیز وتکفین میں شرکت کرنا کیسا ہے اور قبل جنازہ یا بعد میں اسکے گھر تعزیت کے لئے جانا ان سب کا کیا حکم ہے؟المستفتی: محمد سہیل رضا جاؤرہ ضلع رتلام مدھ پردیش۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡجَوَاب بِعَوۡنِ الۡمَلِكِ الۡوَهَّاب اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الحَقِّ وَالصَّوَاب

صورت مستفسرہ میں یہ وضاحت نہیں ہے کہ کافر سے مراد کون سے کافر ہیں اگر کافر مشرک مراد ہے تو اسکی ارتھی کے ساتھ چلنا چاہے ایک ہی قدم ہو یہ صریح گناہ ہے جیسا کہ فتاوی شارح بخاری جلد دوم ص 560 میں ہے۔اور مرنے کے بعد اس کی تعزیت کے لئے جانا بھی گناہ ہے جیسا کہ فتاوی یورپ ص 220 میں ہے۔اور اگر ارتھی کے ساتھ اس کی بولی بولتے ہوئے چلا تو یہ کفر ہے۔(فتاوی شارح بخاری جلد دوم ص 561)

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنہ

الجواب صحیح: محمد شرف الدین رضوی عفی عنہ

امام حسین رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ کس نے

پڑھائی؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس بارے میں کہ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو میدان کربلا میں شہید ہوئے تھے ان کی نماز جنازہ کس نے پڑھایا؟ اور کتنے دن بعد دفن کیے تھے؟ برائے کرم جواب عنایت فرمائیں۔سائل: محمد اقبال احمد

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَلْجَوَاب بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّاب اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَاب

سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت اور بعد کربلا کے واقعات تاریخ میں موجود ہیں مگر کوئی ایسی تاریخ نہیں ہے کہ امام حسین رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ کن مخصوص شخص نے پڑھائی ہے البتہ تاریخ ابن جریر طبری، تاریخ الامم والملوک مطبع دارالکتب العلمیہ بیروت اور البدایہ والنہایہ جلد 8 ص، 198 مکتبۃ المعارف بیروت میں صرف اتنا درج ہے:

"فقتل من اصحاب الحسین اثناوسبعون رجلاودفن الحسین واصحابه اهل الغاضریه من بنی اسد بعد ما قتلوا بیوم "۔حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں میں بہتر افراد شہید ہوئے ان کے شہید ہونے کے ایک روز بعد مقام غاضریہ میں جو بنی اسد کے لوگ رہتے تھے انہوں نے مل کر ان حضرات کو دفن کیا۔

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنہ

الجــواب صحيـــــح: فقیر ابو النعمان عطا محمد مشاهدی عفی عنه

بغداد شریف سے اینٹ لاکر مزار بنانا کیسا؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس بارے میں کہ ہمارے پاس ایک گاؤں ہے وہاں ایک مزار ہے تحقیق کرنے سے معلوم ہوا کہ ایک شخص کہتا ہے کہ وہ بغداد شریف سے ایک اینٹ لاکر مزار بنادیا ہے لوگ کثرت سے آتے ہیں اور چادر چڑھاتے ہیں منت کرتے ہیں لوگوں کا کہنا ہے کہ اس سے بہت فائدہ ہوتا ہے۔ یہ سب کام درست ہے یا نہیں اور جو جائز کہتا ہے کیا وہ حق پر ہے جواب سے نوازیں۔سائل: محمد علی رضا رہتاس بہار

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡجَوَاب بِعَوۡنِ الۡمَلِکِ الۡوَھَّاب اَللّٰھُمَّ ھِدَایَةَ الۡحَقِّ وَالصَّوَاب

صورت مستفسرہ میں بغداد سے اینٹ لاکر مزار بنانے سے مزار نہیں ہوجائے گا ایسا مزار فرضی کہلاتا ہے اور فرضی مزار کو اصلی حیثیت دینا جائز نہیں ہے جیسا کہ فتاوی رضویہ قدیم جلد چہارم ص 115 میں ہے۔

واللہ تعالی اعلم بالصـواب

کـتبـــــــــہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنه

الجـــواب صحيـــــح: فقير ابو النعمان عطا محمد مشاهدی عفی عنه

فرضیت نماز سے قبل مسلمان کتنے وقت کی نماز ادا کرتے تھے؟

سوال: السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ مفتی صاحب قبلہ میرا ایک سوال ہے امید کرتا ہوں کہ تشفی بخش جواب عنایت کریں گے وہ یہ کہ نماز کی فرضیت سے قبل مسلمان کتنے وقت کی نماز پڑھتے تھے اور کتنے وقت کی فرض تھی۔ العارض: عنایت اللہ اڑیسہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْجَوَاب بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّاب اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَاب

وعلیکم السلام و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ فرضیت نماز سے قبل حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر اور مسلمانوں پر دن میں دو وقت کی نماز فرض تھی ایک چاشت اور دوسری عصر کی۔ "وكان المسلمون قبل ان تفرض الصلوات الخمس يصلون الضحى والعصر وكان النبي صلى الله عليه وسلم واصحابه اذا صلوا آخر النهار تفرقوا في الشعاب فصلوها فرادى"۔ (الاصابہ ج 4 ص 364) یعنی پانچ نمازوں کے فرض ہونے سے پہلے مسلمان چاشت اور عصر کے وقت نماز پڑھتے تھے اور پچھلے پہر نماز پڑھنے کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ گھاٹیوں میں منتشر ہو کر علیحدہ علیحدہ نماز پڑھتے تھے۔

(جونوافل تھی)

سیرت ابن ہشام ج1 ص 1018 میں بھی ایسا ہی ہے۔ "وكانت الصلاة قبل الإسراء صلاتين: صلاة قبل طلوع الشمس وصلاة قبل غروبها"۔(بحرالرائق جلداول صفحہ 257)

واللّٰہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنہ

الجواب صحیح: فقیر ابوالنعمان عطا محمد مشاہدی عفی عنہ

کیا امت محمدیہ سے قبل نماز پڑھی جاتی تھی؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ہم مسلمانوں پر پانچ وقت کی نماز فرض ہے تو کیا ما قبل کی امت جیسے بنی اسرائیل ہے ان پر کتنے وقت کی نماز فرض تھی بحوالہ جواب دیکر مشکور فرمائیں۔فقط نذرالباری پاکبڑہ مرادآباد

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

صورت مسؤلہ میں قوم بنی اسرائیل پر صرف دو وقت کی نمازی فرض تھی جیسا کہ امام عبدالرحمن نسائی نے سنن نسائی ج ا ص 52 میں معراج کے ذکر میں ایک حدیث روایت کی

ہے "ثم رددت الی خمس صلوات قال فارجع الی ربك فاسئله التخفیف فانه فرض علی بنی اسرائیل صلواتین فما قاموا بهما"۔یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر میں پانچ نمازیں لیکر لوٹا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اپنے رب سے مزید تخفیف کا سوال کیجئے کیونکہ بنی اسرائیل پر صرف دو نمازیں فرض کی گئی تھیں لیکن وہ ان کو بھی نہ پڑھ سکے۔اس حدیث سے یہ بات عیاں ہو جاتی ہے کہ قوم بنی اسرائیل پر دو ہی وقت کی نماز فرض تھی۔

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبـــــــہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنہ

الجــواب صحیـــــح: فقیر ابوالنعمان عطا محمد مشاھدی عفی عنہ

رسول اللہ صل اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیات طیبہ میں کتنے رنگ کی چادریں اور عمامہ استعمال کیے؟

سوال: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس سوال کے بارے میں کہ اللہ کے رسول صل اللہ علیہ وسلم اپنی حیات طیبہ میں کتنے رنگ کی چادر شریف نیز عمامہ شریف استعمال کئے ہیں مع حوالہ جواب عنایت فرمائیں مہربانی ہوگی۔

المستفتی: محمد شمس رضا قادری۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

وعلیکم السلام و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔صورت مسئولہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی زندگی میں کئی رنگ کے عمامہ شریف باندھتے تھے آپ کا عمامہ سفید، سبز، زعفرانی اور سیاہ ہوتا تھا۔ (ابوداؤد جلد دوم باب العمائم) اور یمن کی بنی ہوئی چادر سوتی دھاریدار اور کبھی کبھی سبز رنگ کی بھی استعمال فرماتے تھے۔(ابوداؤد جلد دوم 207 باب فی الخضرۃ)

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنہ

الجواب صحیح: منظور احمد یار علوی عفی عنہ

فاتحہ سوئم کے متعلق سوال

سوال: السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ۔مفتیان کرام کی بارگاہ میں عرض ہے کہ اس مسئلے میں غور فرمائیں کہ زید کا انتقال ہوگیا اتوار کا دن گزر کر رات میں اور انکو دفنایا گیا پیر کا دن گزر کر رات ایک بجے تو اب پوچھنا یہ ہے کہ تین دن کی زیارت جو کہ قبرستان میں جا کر کرتے ہیں کس دن کی جائے گی۔ برائے کرم اس مسئلے کو بتائیں مہربانی ہوگی۔فقط: شاہ جہاں نوری

عظمت نگر بڑودہ

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔وقت وفات یاوقت تدفین شمار کرلیں کہ زیارت قبر کے لئے وقت کی تعیین شریعت مطہرہ میں واجب نہیں، زیارت قبر جائز ہے جس وقت بھی کرلے۔

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنہ

الجواب صحیح: فقیر ابوالنعمان عطا محمد مشاھدی عفی عنہ

کیا حضرت ضحاک صحابی ہیں؟

سوال: حضرت ضحاک صحابی ہیں یا تابعی؟ کیونکہ بعض لوگ کہتے ہیں ضحاک ایک بادشاہ کا نام ہے اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ وہ انتہائی بدخصلت ظالم بادشاہ تھا برائے مہربانی وضاحت فرمائیں کرم بالائے کرم ہوگا۔کیا یہی بادشاہ ماں کے پیٹ میں چار سال تھا اور عرف میں جو حضرت بولتے ہیں تو اس کیلئے حضرت کا استعمال کیا درست ہے؟ محمد منظور عالم برکاتی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَالصَّوَاب

ضحاک نام کے کئی آدمی گذرے ہیں ایک وہ جو ظالم و جابر بادشاہ گذرا ہے وہ ضحاک بن علوان ہے (قلیوبی)۔ ان کے علاوہ ایک ضحاک صحابی بھی ہیں۔ "الضحاك بن مزاحم إسمه الضحاك بن مزاحم الهلالی، أبو القاسم، ويقال أبو محمد، الخراسانی، (أخو محمد بن مزاحم، ومسلم بن مزاحم) كنيته أبو القاسم، ويُقال: أبو محمد وقيل: الهلالی الخراسانی يعتبر الضحاك بن مزاحم من الطبقة الخامسة من طبقات رواة الحديث النبوی التی تضم صغار التابعين ورتبته عند أهل الحديث وعلماء الجرح والتعديل وفی كتب علم التراجم يعتبر صدوق كثير الإرسال، وعند الإمام شمس الدين الذهبی وثقه أحمد وابن معين، وقال شعبة: كان عندنا ضعيفا، توفی فی بعد 100ھ"

"كان أصله من بلخ، وكان يقيم بها مدة، وبسمرقند مدة، وببخاری مدة، واشتهر بِأن أمه قد حملت به سنتين كاملتين، وقد ولد وله أسنان، وكان معلم كتاب، يعلم الصبيان، ولا يأخذ منهم شيئا"۔

مگر وہ ضحاک جو ماں کے شکم میں چار سال رہے وہ حضرت ضحاک بن مزاحم ہیں جو ہنستے ہوئے پیدا ہوئے تھے اس لئے ان کا نام ضحاک رکھا جیسا کہ ھدایۃ اول کتاب الطلاق باب ثبوت النسب کے حاشیہ 10 میں ہے۔ یہ تابعی ہیں جیسا کہ رجا طوسی میں ذکر ہے۔

"ضحاك بن مزاحم خراسانی(مع اختلاف) او اصلا اهل کوفه واز تابعین است شیخ اوراز اصحاب امام زین العابدین رضی شمرده است" ۔ایسا ہی تھذیب التھذیب ۔(میزان الاعتدال ج دوم) تھذیب الکمال میں ہے اس لئے ان کے لئے حضرت بولا جائے گا۔

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ: فقیر محمد شھروز عالم رضوی عفی عنه

الجواب صحیح: فقیر ابو النعمان عطا محمد مشاھدی عفی عنه

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر میں اذان میں "اشھد ان محمد رسول اللہ" کی جگہ کیا پڑھا؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ میں نے سنا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ وسلم نے کسی سفر میں اذان پڑھی ہے مگر سوال یہ ہے کہ کیا ہم لوگوں کی طرح "اشھد ان محمد رسول اللہ" ہی پڑھا ہے یا اور کوئی کلمہ تھا دلیل کے ساتھ تشفی

بخش جواب عنایت فرمائیں۔غلام مرتضیٰ خان سیلم پور دہلی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّاب اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَاب

صورت مسؤلہ میں یہ بات ثابت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار سفر میں ظہر کی اذان پڑھی ہے اور اشھد ان محمد رسول اللہ کے بجائے اشھد انی رسول اللہ پڑھا۔

"فی الضیاء انه علیه السلام اذن فی سفر بنفسه واقام وصلی الظهر وقد حققناه فی الخزائن"۔(درمختار مع شامی جلد اول ص 268)

اور ایسا ہی اعلیحضرت عظیم البرکت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ نے جد الممتار جلد اول ص 212 میں فرمایا ہے۔ "عن تحفة الامام ابن حجر المکی انه صلی الله اذن مرة فی سفر فقال فی تشهده اشهد انی رسول الله فقد اشار ابن حجر الی صحته"۔اور ایسا ہی شرح مسلم علامہ سعیدی علیہ الرحمہ جلد اول صفحہ 1073 میں علامہ زرقانی کے حوالے سے تحریر فرمایا ہے۔

واللّٰہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنہ

الجواب صحیح: محمد نعمت اللّٰہ رضوی عفی عنہ

خواب کی بنا پر مزار بنانا جائز نہیں ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ زید نے خواب دیکھا اور لوگوں کو بتایا کہ میں نے فلاں جگہ مزار دیکھا ہے اور حالت خواب ہی میں کچھ لوگوں کو بتایا تو وہ لوگ آئے ان میں سے کسی نے بولا کہ ہاں پہلے بھی ایک صوفی صاحب اس کے بارے میں کہہ رہے تھے اور کسی نے اس جگہ کو کھودنے کی بات کی اس جگہ کو جب کھودا گیا تو سر کا حصہ نظر آنے لگا اور جب پاؤں کی طرف کھودا گیا تو پاؤں کی انگلیا ظاہر ہوگئی۔

زید کے مذکورہ خواب کو جب گاؤں کے کچھ لوگوں کے پاس ذکر کیا گیا تو ان میں سے کچھ اس جگہ مزار کے ہونے پر اپنی اپنی باتیں اور اپنے اپنے خواب بیان کرنا شروع کردیئے، جب ان لوگوں سے کہا گیا کہ حکم شرع معلوم کرلیا جائے تو لوگوں کا جواب تھا کہ مولوی مفتی کچھ نہیں ہیں اور ایک نے یہ کہا کہ ابھی کے مولوی سب جہنمی ہیں۔ اور اسی جگہ کا ایک 80 / سال کا بوڑھا کہتا ہے میں نے کسی سے وہاں مزار ہونے یا کسی کے مدفون ہونے کے بارے میں نہیں سنی اور نہ ہی دیکھی ہے۔ اور وہ لوگ ایک پیر صاحب سے ملے تو وہ پیر صاف کی ہوئی جگہ کے چاروں کونے کی نشاندہی کرتے ہوئے مزار کی جگہ کا تعین کردیئے اور کہا کہ فلاں نام ہے چشتی سلسلہ سے ہیں اور سید ہیں بعدہ عرس کی تاریخ متعین کرکے عرس بھی منایا جاتا ہے۔

وضاحت طلب امر یہ ہے کہ ایسے لوگوں کا خواب اور زبان درازی جو تعلیم شریعت سے بالکل ناآشنا ہو کس حد تک درست ہے اور پھر اس جگہ مزار کی تصدیق و تعین کر کے عرس لگانا اور مولوی کو جہنمی کہنا اور کسی کا بھی کسی طرح کوئی تعاون کرنے پر کیا حکم شرع نافذ ہوگا۔ مدلل و مفصل جواب عنایت فرمائیں کرم بالائے کرم ہوگا۔ مستفتی محمد صابر نوری پٹنہ بہار۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

صورت مسؤلہ میں جب کہ کوئی ثبوت نہیں ہے کہ وہاں کبھی کسی کی تدفین ہوئی ہے 80 سال کا شخص بھی اپنے زمانے کی تصدیق کر رہا ہے کہ یہاں کوئی دفن نہیں ہوئے تو یہ سب من گھڑت باتیں ہیں خواب کی بنیاد پر فرضی قبریں بنانا اور اس کے ساتھ اصل سا معاملہ کرنا ناجائز و بدعت ہے۔

فتاوی رضویہ قدیم جلد چہارص 115 میں ہے: فرضی مزار بنانا اور اس کے ساتھ اصل کا سا معاملہ کرنا ناجائز و بدعت ہے اور خواب کی بات خلاف شرع امور میں مسموع نہیں ہو سکتی۔

زید اپنے خود ساختہ خواب کی بنیاد پر کئی طرح کے ناجائز کام کر بیٹھا بالفرض اگر قبر تھی بھی تو جب تک متحقق نہ ہو کہ کن کی قبر ہے تب تک اصل سا معاملہ صحیح نہیں مزار بنانا نہ تو فرض ہے اور نہ واجب کہ اس کی ادائیگی کے لئے ناجائز کام کرنا پڑا۔

پیر صاحب نے غیر متحقق شیٔ کو متعین کر دیا جو سراسر غلط کیا اور جس جس نے بھی زبان درازی کرتے ہوئے بنیت استخفاف مولوی کی توہین کی تو کفر کیا جیسا کہ فتاوی شارح بخاری حصہ دوم میں ہے کہ علم اور علماء کی توہین کفر ہے۔ ایسے فرضی مزار کے عرس میں شامل ہونا جائز نہیں اور ایسے لوگوں کی صحبت سے بچنا اشد ضروری ہے۔

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنہ

الجواب صحیح: منظور احمد یار علوی عفی عنہ

مجھے ہند سے خوشبو آتی ہے کیا یہ حدیث ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتی صاحب اس مسئلے میں کہ کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کسی موقع پر اپنی زبان مبارک سے یہ فرمایا ہے کہ مجھے ہندوستان کی طرف سے یا مشرق کی جانب سے خوشبو آرہی ہے اس بات کی یا اسطرح کی کوئی سند حدیث پاک سے ثابت ہے؟ اس تعلق سے کوئی روایت ہے یا نہیں اور حقیقت سچائی کیا ہے مکمل وضاحت اور ثبوت کے ساتھ جواب عنایت فرمائیں۔ جلد از جلد جواب درکار ہے۔ المستفتی: ریاست علی سمیر مسجد پارہ والی اندھریا موڑ چھتر پور نئی دہلی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلْجَوَاب بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّاب اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَاب

صورت مسئلہ یہ ہے کہ بعض لوگوں نے اس قول کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کیا ہے اور بعض لوگوں نے اس کی تاویل کی ہے کہ اس سے مراد عود، صندل، مشک، کافور، عنبر ہیں کہ یہ چیزیں ہند میں کثرت سے ملتی ہیں۔ اور بعض نے کہا ہے کہ حضور نے فرمایا ہے کہ مجھے ہند سے توحید کی بو آتی ہے۔ (سبحۃ المرجان فی آثار ہندوستان)

اس طرح کی حدیثیں ہیں یا نہیں قطع نظر اس سے ہندوستان سے متعلق کئی طرح کی روایتیں ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام نے ہند سے متعلق اپنے خیالات کا اظہار فرمایا چنانچہ حضرت سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا "طیب ریح فی الارض الھند"۔ (المستدرک للحاکم حدیث 3954) یعنی زمین میں سب سے پاکیزہ ہوا ہند کی ہے۔

اٹھارویں صدی کے مورخ آزاد غلام علی حسینی بلگرامی نے سبحۃ المرجان فی آثار ہندوستان میں بھی اس کی فضیلت لکھی ہے۔

تحفۃ المجاہدین فی بعد اخبار البرتگالین مصنفہ زین الدین المعبری نے بیان کیا ہے کہ امام حاکم نے المستدرک للحاکم میں ہندوستان کے ایک بادشاہ سے متعلق ایک روایت بھی نقل کی ہے جنھوں نے شق القمر کی گواہی پیش کی کہ اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت عالیہ میں ایک ھدیہ پیش کیا حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا "اھدی ملك الھند الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم جرۃ فیھا

زنجبیل فاطعم اصحابه قطعة قطعة واطعمنی منها قطعة"۔(حدیث نمبر 7279)یعنی ہندوستان کے بادشاہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ایک برتن تحفہ میں بھیجا اس میں ادرک تھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اپنے صحابہ میں ٹکڑے ٹکڑے کر کے کھلایا اور مجھے بھی ایک ٹکڑا عنایت فرمایا۔

ابن ابو حاتم حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ مکہ مکرمہ اور ہندوستان سارے جہاں سے اچھا ہے باشتثنائے روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم وحرم۔(تفسیر الدر المنثو رجلد چہارم ص 13 مطبع بیروت)

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنہ

الجواب صحیح: فقیر ابو النعمان عطا محمد مشاھدی عفی عنہ

حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے والد کا نام

سوال: السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ۔میرا ایک سوال ہے کہ حضرت بلال حبشی کے والد محترم کا کیا نام تھا؟ جواب عنایت فرمائیں مہربانی ہوگی محمد رمضان علی رتلام ایم پی سے۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اَلۡجَوَاب بِعَوۡنِ الۡمَلِكِ الۡوَهَّاب اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الۡحَقِّ وَالصَّوَاب

حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے والد گرامی کا نام رباح ہے اور والدہ کا نام حمامہ ہے۔

(بخاری شریف اول باب بداء الاذان، طبقات ابن سعد قسم اول جزو ثالث 167، اسد الغابہ 1 ص 207)

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبـــــــہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنہ

الجــواب صحیـــــح: فقیر ابو النعمان عطا محمد مشاہدی عفی عنہ

خلافت راشدہ کی مدت خلافت

سوال: السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔حضرت خلفائے راشدین میں سے ہر ایک کی مدت خلافت کیا ہے اس پر روشنی ڈال دیں کرم ہوگا۔سائل: محمد مبارک حسین۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡجَوَابُ بِعَوۡنِ الۡمَلِکِ الۡوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الۡحَقِّ وَالصَّوَابِ

صورت مسئولہ میں خلافت راشدہ تقریباً تیس سال تک رہی ہے یعنی ربیع الاول 11ھ تا ربیع الاول 41ھ مطابق جون 632ء تا جولائی 661ء۔(البدایہ والنہایہ جلد 8 ص 187)

اس کے بعد ملوکیت کا دور شروع ہوا۔

"حدثنی سفینۃ قال قال رسول صلی اللہ علیہ و سلم الخلافۃ فی امتی ثلاثون سنۃ ثم ملک بعد ذالك ثم قال لی سفینۃ امسك

خلافة ابی بکر ثم قال وخلافة عمر وخلافة عثمان ثم قال امسك خلافة علی فوجدناها ثلثین سنة"۔(ترمذی شریف جلد دوم ص 45 ابواب الفتن باب ماجاء فی الخلافة)

سب سے پہلا خلیفہ سیدنا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالٰی عنہ ہیں جنکی مدت خلافت 2 سال 7 ماہ ہے۔ دوسرے خلیفہ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہوئے آپ کی مدت خلافت 10 سال 6 ماہ رہی۔ تیسرے خلیفہ سیدنا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ ہوئے آپ کی خلافت کا زمانہ 12 سال ہے۔ چوتھے خلیفہ سیدنا حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ ہوئے ان کی خلافت کا زمانہ 4 سال 9 ماہ ہے۔ پانچواں خلیفہ حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ ہوئے جنہوں نے اپنی پوری زندگی میں 6 ماہ خلافت فرمائی۔(تفسیر خزائن العرفان، البدایہ والنہایہ)

مورخین نے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ کی خلافت تک خلافت راشدہ تسلیم کیا ہے کیونکہ بشمول ان کی خلافت تیس سال پوری ہوتی ہے۔ بعض مورخین نے سیدنا حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ کی خلافت کو حکما خلافت راشدہ شمار کیا ہے کیونکہ انہوں نے چاروں خلیفہ کے نقش قدم پر چل کر خلافت کی ذمہ داریاں نبھائی ہیں۔ ان کی کل مدت خلافت 2 سال 5 ماہ 4 دن۔(البدایہ والنہایہ ج نہم)

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنہ

الجــــواب صحیـــــــــح: فقیر ابو النعمان عطا محمد مشاہدی عفی عنہ

سن ھجری کب سے شروع ھوئی؟

سوال: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے مدینہ ہجرت کر کے تشریف لائے تو اس وقت صفر کی 27 تاریخ تھی تو پھر اسلامی سال اور مہینہ کا آغاز محرم الحرم سے کیسے ہوتا ہے علمائے کرام رہنمائی فرمادیں۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

صورت مسئلہ یہ ہے کہ باختلاف تاریخ 8 ربیع الاول شریف کو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ سے ھجرت فرمائی لیکن اسلامی سال کا آغاز محرم الحرام سے ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ 20 ھجری میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے ایک تحریر پیش ہوئی جس پر صرف شعبان کا لفظ تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ کیونکر معلوم ہوا کہ گذشتہ شعبان کا مہینہ مراد ہے یا موجودہ؟ اس وقت مجلس شوری طلب کی گئی اور تقویم تاریخ کے مختلف پہلوز یر بحث آئے جن میں ایک بنیادی پہلو یہ بھی تھا کہ کون سے واقعہ سے سن کا آغاز ہو۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ھجرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی رائے دی اور اس پر سب کا اتفاق ہوگیا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے 8 ربیع الاول شریف کو ھجرت فرمائی تھی چونکہ عرب میں سال محرم ہی سے شروع

ہوتا تھا لھذا دو مہینے آٹھ دن پیچھے ہٹ کر شروع سال سے دستور عرب کے مطابق سن ھجری قائم کیا گیا۔سن ھجری کی ابتدا سے متعلق "الفاروق" اور "رحمۃ اللعالمین" میں ہے کہ اسلام میں سن ھجرت کا استعمال حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں جاری ہوا۔جمعرات 30 جمادی الثانی 17 ھجری مطابق 12 جولائی 638ع حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مشورہ سے محرم کو حسب دستور پہلا مہینہ قرار دیا گیا مزید تحقیق سے معلوم ہوتا ہے کہ واقعہ ھجرت سے سنین کے شمار کی ابتدا اس سے پہلے ہو چکی تھی۔(تاریخ ابن عساکر جلد اول، رسالہ التاریخ لسیوطی بحوالہ تقویم تاریخ)

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنه

الجواب صحیح: محمد نعمت اللہ رضوی عفی عنه

طہارت، اذان، نماز کا بیان

شہر میں متعدد جگہ جمعہ قائم کرنا کیسا؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسئلہ میں: تھانہ میں ایک چھوٹی مسجد ہے جس میں تقریبا 20 لوگوں کے نماز پڑھنے کی گنجائش ہے اور تھانہ کے سامنے ہی ایک بڑی مسجد ہے جس میں ہزاروں لوگ نماز پڑھتے ہیں دونوں مسجدوں میں فاصلہ تقریبا 50 / 60 فٹ ہے اور یہ دونوں مسجدیں شہر کی ہیں تو کیا تھانہ والی مسجد میں جمعہ کی نماز قائم کی جاسکتی ہے جبکہ سامنے والی بڑی مسجد میں جمعہ کی نماز ہوتی ہے؟ لھذا قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں عین وکرم ہوگا۔ العارض: محمد شمیم اختر رضوی، امام واٹ گنج تھانہ والی مسجد خضر پور کولکاتا

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

قیام جمعہ کے لئے شہر یا فنائے شہر کے سوا نہ مسجد شرط ہے اور نہ عمارت بس اذن عام درکار ہے جو جمعہ کی ساتویں شرط ہے اور وہ یوں ہے کہ جامع مسجد کے دروازے آنے

جانے والوں کے لئے کھول دیئے جائیں۔

جیسا کہ فتاوی رضویہ میں "بدائع" اور "حلیہ" سے ہے: "السلطان اذا صلی فی دارہ والقوم من امر السلطان فی المسجد الجامع ان فتح طاب دارہ جاز وتکون الصلوۃ فی موضعین" (ج۳ ص۷۴۵)

اور فتاوی امجدیہ میں "درمختار" سے ہے: "وتودی فی مصر واحد بمواضع کثیرۃ مطلقا علی المذہب وعلیہ الفتوی" (ج۱ ص۲۸۹) اور اسی میں "ردالمحتار" سے ہے: "قولہ مطلقا ای سواء کان المصر کبیرا اولا وسواء فصل بین جانبیہ نہر کبیر کبغداد اولا وسواء کان التعدد فی مسجدین او اکثر" پھر دوسطر بعد واقع ہے "ان الصحیح من مذہب ابی حنیفۃ جواز اقامتہا فی مصر واحد فی مسجدین واکثر بہ ناخذ لاطلاق، لاجمعۃ الافی مصر شرط المصر فقط" (ج۱ ص۲۹۰)

مگر جمعہ چونکہ شعائر اسلام میں سے ہے اور مسلمانوں کے اجتماع عظیم سے ایک خاص کیفیت پیدا ہوتی ہے جو تفرق میں نہیں لھذا جہاں تک تعداد جمعہ میں کمی ہو مسلمانوں کا مجمع کثیر ہوگا اور اس سے اسلام کی شوکت زیادہ ظاہر ہوگی اور اس سے اغیار پر اس کا رعب پڑے گا ان امور کو مدنظر رکھتے ہوئے مناسب یہی معلوم ہوتا ہے کہ ایک جگہ جو چند قدم کی دوری پر بڑی مسجد ہے اور اجتماع کثیر بھی ہوتا ہے بنسبت چھوٹی مسجد کے جمعہ وہیں بہتر

ہے البتہ اگر لوگ مذکورہ مسجد میں جمعہ ادا کرنے پر مصر ہوں اور اس پر اختلاف بھی ہو جائے تو ادائیگی جمعہ اور قیام جمعہ میں کوئی حرج نہیں ہے بشرطیکہ اذن قاضی یا اعلم علماء بلد موجود ہوں اور یہ نہ ہوں تو عامہ مومنین خطیب و امام جمعہ مقرر کرلیں۔ ایسا ہی فتاوی رضویہ ج ۸ مترجم ص ۳۱۷ پر ہے۔

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنہ

الجواب صحیح: محمد عثمان غنی رضوی مصباحی عفی عنہ

شریعت کے مطابق امام کیسا ہونا چاہئے

سوال: السلام علیکم و رحمت اللہ و برکاتہ۔ سوال شریعت کے مطابق امام کیسا ہونا چاہیے؟ امام کے لیے کیا کیا شرائط ہیں؟ مہربانی کر کے جواب عنایت فرمائے۔ صرف علماء کرام سے یہ سوال ہے۔

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

صورت مسؤلہ میں امام کے لئے چھ شرائط ہیں: (1) مسلمان ہونا (2) بالغ ہونا (3) عاقل ہونا (4) مرد ہونا (5) اتنی قرات جانتا ہو جس سے نماز صحیح ادا ہو جائے (6)

معذور نہ ہو۔(بہارشریعت) اوراعلی حضرت عظیم البرکت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ والرضوان فرماتے ہیں: جوسنی صحیح العقیدہ ہواور صحیح طہارت، صحیح قرات مسائل نماز، اورمسائل طہارت کا عالم ہواور غیر فاسق ہو۔(فتاوی رضویہ جلد سوم قدیم ص 269)

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبـــــــــہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنہ

الجــواب صحیــــــح: محمد مبشر رضا ازہر مصباحی عفی عنہ

کیا سسرال وطن اصلی ھے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان عظام مسئلہ ذیل میں سسرال وطن اصلی ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو سسرال مدت سفر پر ہوتو وہاں جانے پر نماز میں قصر کرنے کا حکم کیوں ہے؟ جیسا کہ فتاوی رضویہ مخرجہ جلد ہشتم ص 270 پر ہے۔اور اگر وطن اصلی نہیں ہے تو اس عبارت کا کیا مطلب ھے کہ الوطن الاصلی وھو موطن ولادتہ او تأھلتہ او توطنہ (درمختار ص-614)

اس پر علامہ شامی رحمتہ اللہ علیہ نے افادہ فرمایا او تاھلہ ای تزوجہ قال فی شرح المنیہ ولو تزوج المسافر ببلد ولم ینو الاقامہ فقیل لا یصیر مقیما وقیل یصیر مقیما وھو الا وجہ ولو کان لہ اھل ببلدتین فا یتھما

دخلها صار مقیما (ردالمختار ص 614 مکتبہ زکریا)۔ جواب عطا فرما کر کرم فرمائیں۔ سائل:
(مولانا) غلام جیلانی قادری بمبئی۔

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْجَوَاب بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّاب اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَاب

سسرال نکاح کے ذریعہ وطن اصلی ہو جاتی ہے راجح قول یہی ہے۔ البتہ ایک قول یہ بھی ہے کہ بلا عزم وطن نہیں ہوسکتا۔ وطن اصلی کی تعریف پر غور کریں تو اس سے مسئلہ سمجھ میں آجائیگا۔

جیسا کہ الموسوعہ جلد دوم ص 341 میں ہے:" الوطن الاصلی اذھو موطن الولادۃ او التزوج اوالتوطن"۔شرح فتح القدیر جلد دوم ص 42 میں ہے: "المسافرلوتزوج ببلدھولم ینوا الاقامۃ فیھا قیل یصیر مقیما وقیل لا۔۔" غایۃ الاوطار جلد اول ص 408 میں ہے: وطن اصلی آدمی کے پیدا ہونے کہ جگہ ہے یا شادی کرنے کا مقام یا وطن بنانے کا مکان۔شرح وقایہ جلد اول باب صلوۃ المسافر ص 197 حاشیہ 6 میں ہے:"ولوتزوج المسافر ببلد ولم ینوا الاقامۃ فقیل لایصیر مقیما وقیل یصیر مقیما ولو کان لہ اھل ببلدتین فاتیھما دخلھا صار مقیما وان ماتت زوجتہ فی احدھما وبقی لہ دار وعقار فیھا قیل لایبقی وطنالہ وقیل یبقی"۔فتاوی قاضی خان جلد 1 ص 149 میں ہے:"

وان تاھل بھا کل واحد من الموضعین وطنا اصلیا لہ"۔فتاوی ھندیہ جلد 1 ص 143 میں ایسا ہی ہے اور اسی مفہوم سے السقایہ جلد اول ص 275 میں ہے۔

اگر مسافر نے ایک جگہ نکاح کر لیا لیکن وہاں اقامت کا ارادہ نہیں کیا تو ایک قول کے مطابق یہ مقیم نہیں ہوگا اور ایک قول کے مطابق مقیم بن جائے گا اور یہ آخری قول راجح ہے۔

فتاوی رضویہ جلد سوم قدیم ص 670 میں خود سیدی اعلی حضرت علیہ الرحمہ نے وطن اصلی کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں: جبکہ دوسری جگہ نہ اس کا مولد ہے اور نہ وہاں اس نے شادی کی نہ اسے اپنا وطن بنالیا یعنی یہ عزم نہ کر لیا کہ اب یہی رہونگا اور یہاں کی سکونت نہ چھوڑونگا وہ جگہ وطن اصلی نہ ہوئی۔اور سیدی اعلی حضرت علیہ الرحمہ نے دلیل میں رد المحتار اور شرح منیہ کی عبارت ولو تزوج المسافر ببلد ولم ینوالاقامۃ بہ فقیل لایصیر مقیما وقیل یصیر مقیما وھوالاوجہ،گویا کہ قول ثانی راجح ہے اور اس کا خلاصہ بہار شریعت جلد 4 ص،99 مسئلہ نمبر 53 تا60 میں موجود ہے صرف بدائع جلد اول ص 365 میں وطن اصلی کے لئے بعد نکاح عزم کی قید لگائی ہے۔

آخر میں صرف اتنا عرض ہے جو بحر الرائق جلد دوم ص 143 میں ہے:"

واختلفوا فیما اذادخل المسافر مصر اوتزوج بھا والظاھر انہ یصیر مقیما لحدیث عمر رضی اللہ عنہ ولقول علیہ السلام من تزوج فی بلدۃ فھو منھا والمسافرۃ تصیر مقیمۃ بنفس التزوج عندھم کذا فی

القنیہ"

فتاوی رضویہ جلد سوم قدیم ص 669 میں جہاں سسرال میں قصر کا حکم ہے اس کی صورت یہ ہے کہ زید شادی کے بعد سسرال کو وطن اصلی سے باطل کر دیا ہے۔ کیونکہ ایک وطن اصلی دوسرے وطن اصلی سے باطل ہوسکتا ہے جیسا کہ فتاوی شامی جلد 1 ص 408 میں ہے:" الوطن الاصلی هو موضع ولادته او تأهل او توطنه يبطل بمثله اذالم يبق بالاول اهل فلو بقي لم يبطل بل يتم فيهما لاغير"۔ اعلی حضرت علیہ الرحمہ کے قول پر غور کرنے سے بھی یہی پتہ چلتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ: جبکہ زید کا مسکن دوسری جگہ ہے اور بال بچوں کا یہاں رکھنا عارضی ہے یعنی سسرال کو وطن اصلی سے باطل کر دیا ہے۔

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنہ

الجواب صحیح: محمد نعمت اللہ رضوی عفی عنہ

الجواب صحیح: محمد عثمان غنی مصباحی عفی عنہ

مسافر امام کی نماز کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام زید امامت کرتا ہے اور پروگرام بھی دو چار

دس دن میں سفر بھی کرتا ہے جو سو کلو میٹر سے زیادہ لمبا سفر ہوتا ہے پھر واپس آ کر ظہر عصر عشاء مکمل نماز پڑھاتا ہے۔ ایسی صورت میں نماز ہوتی ہے یا نہیں؟ جواب تفصیل سے عنایت فرمائیں۔ مبارک رضوی پورنوی۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَایَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

صورت مستفسرہ تشریح طلب ہے کہ زید جس جگہ امامت کرتا ہے وہ اس کا وطن اصلی ہے یا وطن اقامت۔

بہر حال اگر وطن اصلی ہے تو زید اور دیگر مقتدی سب کی نماز ہو جاتی ہے کما صرح کتب الفقہ فی باب الامامت۔ اور اگر وطن اقامت ہے تو زید واپسی سفر کے بعد نیت اقامت کی یا نہیں اگر کی ہے تو بھی نماز ہو جائے گی " کما مر " اور اگر پھر دو چار دس دن میں سفر کرنا ہے جیسا کہ سوال میں مذکور ہے تو وہ مسافر ہے اور زید مسافر کی ہی امامت کر سکتا ہے وہ بھی اس شرط کے ساتھ کہ قعدہ اولی کیا ہو۔ "وان صلی اربعا وقعد فی الثانیة قدر التشهد اجزائته الاولیان عن الفرض والاخریان نافلة وان لم یقعد فی الثانیة قدرها بطلت" (ھدایہ اول کتاب الصلوۃ باب صلوۃ المسافر ص 166)

اور اگر مقیم و مسافر دونوں کی امامت کی تو مسافر کی نماز ہو گئی جیسا کہ گذرا مگر مقیم کی نماز نہیں ہوئی کہ امام آخر کی دونوں رکعتوں میں متنفل ہے اور مقیم مفترض۔ اور مفترض کی

نماز متنفل کے پیچھے نہیں۔"ولا یصلی المفترض خلف المتنفل لان الاقتداء بناء ووصف الفرضیة معدوم فی حق الامامة فلا یتحقق البناء علی المعدوم (ھدایۃ اول کتاب الصلوۃ باب الامامۃ ص 127)

اور اگر مقیم مقتدی مسافر امام کے ساتھ آخر رکعت (چاروں) تک اقتداء کرتا رہا تو مقیم کی نماز فاسد ہوجائے گی۔ "وان صلی المسافر بالمقیمین رکعتین سلم واتم المقیمون صلاتھم"۔ اگر مسافر نے مقیم کی امامت کی تو دو رکعت پر سلام پھیر دے اور مقیم اپنی نماز پوری کرے۔(الھدایہ) اسی کے حاشیہ میں ہے: "لو اقتداء مقیمون بمسافر وتم بھم بلا نیة اقامة وتابعوہ فسدت صلاتھم بکونه متنفلا فی الاخریین" اگر مقیم نے مسافر کی اقتداء کی اور مسافر نے بغیر نیت اقامت نماز پوری کرلی (چار) اور مقیم اس کی اتباع کرتا رہا تو مقیم کی نماز فاسد ہوگئی امام کی آخر دونوں رکعتین نفل ہونے کی وجہ سے۔

نوٹ: ایسی حالتوں میں امام اپنا نائب مقرر کرلے جو ان کی مسافرت میں چار رکعتوں والی نماز پڑھائے تاکہ لوگوں کی نماز خراب ہونے سے بچے۔

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنه

الجواب صحیح: محمد شرف الدین رضوی عفی عنه

عورتوں کو حالت سجدہ میں پیر کی انگلی لگانا لازم نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں عورتوں کو سجدے کی حالت میں پیروں کی انگلی کا پیٹ زمین میں لگانے کا کیا حکم ہے؟ سائل: ارمان نوری

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَاب بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَھَّاب اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَالصَّوَاب

صورت مسؤلہ میں عورتیں حالت سجدہ میں اپنا دونوں پاؤں داہنی جانب نکال کر سجدہ میں جائیں مردوں کی طرح انگلیاں زمین پر نہ لگائیں۔ (بہار شریعت سوم ص 83، فتاوی امجدیہ اول ص 85، فتاوی فقیہ ملت اول ص 109)

والله تعالی اعلم بالصواب

کتبہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنه

الجواب صحیح: محمد نعمت اللّٰہ رضوی عفی عنه

نماز چاشت کا وقت

سوال: نماز چاشت کا صحیح وقت کوئی صاحب بتائیں کب سے کب تک وقت رہتا

ہے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡجَوَاب بِعَوۡنِ الۡمَلِكِ الۡوَهَّاب اَللّٰهُمَّ هِدَایَةَ الحَقِّ وَالصَّوَاب

صورت مستفسرہ میں چاشت کا وقت آفتاب بلند ہونے سے (طلوع آفتاب، وقت مکروہ) زوال یعنی نصف نہار شرعی تک ہے اور بہتر یہ ہے کہ چوتھائی دن چڑھتے پڑھے۔

(فتاوی عالمگیری، ردالمحتار)

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ: فقیر محمد شھروز عالم رضوی عفی عنہ

الجواب صحیح: محمد نعمت اللہ رضوی عفی عنہ

قبرستان میں نماز پڑھنا کیسا؟

سوال: جہاں قبرستان ہیں وہاں پر نماز پڑھنا کیسا ہے مطلب اگر نماز کا وقت ہوگیا ہے تو کیا وہاں پہ نماز ادا کر سکتے ہیں کہ نہیں؟ مستفتی: محمد منتظر۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡجَوَاب بِعَوۡنِ الۡمَلِكِ الۡوَهَّاب اَللّٰهُمَّ هِدَایَةَ الحَقِّ وَالصَّوَاب

صورت مستفسرہ میں قبرستان میں نماز پڑھنا جائز ہے بشرطیکہ سامنے قبر نہ ہو اور قبر ہے

تو مکروہ تحریمی اور دائیں بائیں ہوں تو حرج نہیں۔ ردالمحتار میں ہے:"ولا باس بالصلوۃ فیھا اذا کان فیھا موضع اعد فصلوۃ ولیس فیہ قبر ولا نجاسۃ کما فی الخانیۃ ولا قبلۃ الی قبر حلیۃ" کما ورد فی فتاوی امجدیۃ المجلد الاول ص 333۔

والله تعالی اعلم بالصواب

کتبہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنہ

الجواب صحیح: محمد نعمت اللہ رضوی عفی عنہ

بعد غسل میت پوسٹ مارٹم سے دوبارہ غسل واجب ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہے علمائے کرام میت کو غسل وکفن دے دیا تھا پھر کسی وجہ سے اس کا پوسٹ مارٹم کیا گیا تو اب کیا پھر سے غسل کفن دیا جائے گا یا نہیں؟ سائل: محمد اکبر

بِسۡمِ اللهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اَلۡجَوَابُ بِعَوۡنِ الۡمَلِكِ الۡوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الۡحَقِّ وَالصَّوَابِ

صورت مستفسرہ میں جب کہ میت کو ایک بار غسل دے دیا گیا تو اب دوبارہ غسل کی حاجت نہیں البتہ اگر خون یا پیپ وغیرہ ہو تو اسے کپڑے سے صاف کر دے۔

"ثم اذا مسح بطنه فان سال منه شئی یمسح کیلا یتلوث الکفن ویغسل ذالك الموضع تطهیرا عن النجاسة الحقیقیة ولم یذکر فی ظاهر الروایة سوی المسح ولا یعید الغسل ولا الوضوء"(بدائع الصنائع اول ص 301) پھر جب مسح کیا اس کے پیٹ میں تو نکلا اس سے کچھ تو اسے پوچھ دے تاکہ کفن ملوث نہ ہو اور دھو دے اس جگہ کو پاک کرتے ہوئے اس سے نجاست حقیقیہ اور نہ لوٹائے غسل اور نہ ہی وضوء۔

ھدایۃ اول کتاب الصلوۃ باب الجنازۃ میں ہے:"فان خرج منه شئی غسله ولا یعید غسله ولاوضوءه لان الغسل عرفناه بالنص وقد حصل مرۃ" پھر اگر نکلا اس سے (میت کے جسم سے) کچھ تو اسے دھو دے اور غسل وضوء نہ لوٹائے اس لئے کہ غسل ہم نے اسے جانا ہے نص سے اور وہ ایک بار میں حاصل ہو گیا۔ ہاں اگر کفن خون وغیرہ سے ملوث ہو گیا ہو تو صرف اسے بدل دے۔

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبـــــــه: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنه

الجــواب صحیـــــح: محمد نعمت اللہ رضوی عفی عنه

مسافر بلا نیت اقامت پندرہ دن سے زیادہ رھے تو کیا

حکم ھے؟

سوال: السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ۔زید ایک جگہ نوکری کرتا ہے جو اس کے گھر سے ۱۲۰ کلومیٹر کی دوری پر ہے۔زید جب وہاں جاتا ہے تو کچھ طے نہیں ہوتا کہ کتنے دن رکے گا کبھی ۷ دن تو کبھی ۱۵،۲۰ دن بھی رک جاتا ہے۔ پہلے سے یہ طے نہیں ہوتا کہ کتنے دن رکے گا۔اس صورت مین زید قصر کرے یا پوری نماز ادا کرے؟

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اَلْجَوَاب بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّاب اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الحَقِّ وَالصَّوَاب

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ و برکاتہ۔صورت مستفسرہ میں زید پر قصر لازم ہے کیونکہ وہ مسافر ہے بلانیت سات دن، پندرہ دن یا کبھی کبھی بیس دن رکنا پایا جارہا ہے البتہ اگر اقامت کی نیت کرلے چاہے دو دن بعد ہی پھر لوٹ جانا پڑے تو نماز پوری پڑھے گا۔

"واذا فارق المسافر بیوت المصر صلی رکعتین... ولا یزال علی حکم السفر حتی ینوی الاقامة فی بلدة او قریة خمسة عشر یوما او اکثر وان اقل من ذالك قصر""ولو دخل مصرا علی عزم ان یخرج غدا بعد غد ولم ینو مدة الاقامة حتی بقی علی ذالك سنین قصر "۔(ھدایۃ اول کتاب الصلوۃ باب صلوۃ المسافر ص 166)

جب مسافر ارادہ سفر کے ساتھ گھر سے نکلا تو دو رکعت نماز پڑھے اور سفر کا حکم ختم نہیں

ہوگا یہاں تک کہ شہر یا گاؤں میں پندرہ دن یا اس سے زیادہ کی نیت نہ کرلے۔ اور اگر نیت اس سے کم کی ہے تو قصر کرے۔ اور اگر داخل ہوا شہر میں اس ارادہ کے ساتھ کہ کل نکلوں گا یا پرسوں اور نیت اقامت نہیں کی یہاں تک کہ اسی پر سالوں گذر گئے تو قصر کرے۔

واللّٰہ تعالی اعلم بالصواب

کتبـــــــہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنہ

الجــواب صحیـــــح: محمد شرف الدین رضوی عفی عنہ

ھاف آستین کا کپڑا پہنکر نماز پڑھنا کیسا؟

سوال: ہاف آستین والے کپڑے پہن کر نماز ہوتی ہے یا نہیں؟ مدلل ومفصل جواب دیں کرم نوازش ہوگی۔ سائل: احمد رضا

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اَلۡجَوَاب بِعَوۡنِ الۡمَلِكِ الۡوَهَّاب اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الۡحَقِّ وَالصَّوَاب

صورت مستفسرہ میں ہاف شرٹ یا ٹی شرٹ جسکی آستین کہنی سے اوپر تک رہتی ہے پہن کر نماز پڑھنا مکروہ تنزیہی ہے۔ (فتاویٰ مرکز تربیت افتاء جلد اول ص 238) اور ایسا ہی فتاوی امجدیہ اول ص 193 میں ہے: جس کے پاس کپڑے موجود ہوں اور صرف نیم آستین یا بنیائن پہن کر نماز پڑھتا ہے تو کراھت تنزیہی ہے۔

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبـــــــــہ: فقیر محمد شھروز عالم رضوی عفی عنه

الجـــواب صحیـــــــح: محمد نعمت اللہ رضوی عفی عنه

مسبوق مسافر مقیم امام کے پیچھے کیسے نماز ادا کرے؟

سوال: السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔علماء کرام رہنمائی فرمائیں اگر مسافر نے امام کے ساتھ ظہر کی چار رکعت نماز ادا کی لیکن صرف آخر کی دو رکعت میں امام کے ساتھ شامل رہا تو اب مسافر کے اوپر کیا حکم ہوگا باقی نماز مکمل کرے گا یا امام کے ساتھ سلام پھیر دیگا؟ بینوا وتوجروا۔سائل: محمد حامد رضا نوری

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡجَوَابُ بِعَوۡنِ الۡمَلِكِ الۡوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الۡحَقِّ وَالصَّوَابِ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔صورت مسؤلہ میں اگر مسافر وقت میں مقیم کی اقتدا کی تو وہ مقیم ہی کی طرح نماز مکمل کرے کہ اب احکام بدل گئے اقتدا کی وجہ سے۔

"وان اقتدى المسافر بالمقيم فى الوقت اتم اربعا لانه يتغير فرضه الى اربع للتبعية كما يتغير بنية الاقامة لاتصال المغير

بالسبب وھو الوقت" ۔ (ھدایہ اول کتاب الصلوۃ باب صلوۃ المسافر ص 166)

اور فتاوی ھندیہ جزء الاول ص 202 میں ہے:"وان اقتدی مسافر بمقیم اتم اربعا" یعنی اگر مسافر نے مقیم کی اقتدا کی تو چار پوری پڑھے۔

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ: فقیر محمد شھروز عالم رضوی عفی عنه

الجواب صحیح: فقط محمد عطاء اللہ نعیمی کراچی عفی عنه

نسبندی کرانے والے کی امامت کیسی؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ جو امام اپنی بیوی کی نسبندی کرائے تو کیا ایسے امام کے پیچھے نماز درست ہے حالانکہ وہ توبہ کرنے کی بات کر رہا ہے کہ میں نے توبہ کرلیا ہے؟ سائل: محمد ظہیر نعیمی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَاب

نس بندی کرانا سخت گناہ ہے اور گناہوں پر مدد بھی گناہ ہے۔ قرآن مجید میں ہے: "وتعاونوا علی البر والتقوی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان" مگر ایسا شخص جو اپنے گناہوں سے توبہ کرلے تو اب اس کی امامت میں کوئی کمی نہیں جبکہ اور کوئی

دوسری وجہ منع نہ ہو کہ حدیث پاک میں ہے "التائب من الذنب کمن لاذنب له" یعنی گناہوں سے توبہ کرنے والا شخص ایسا ہے جیسے اس نے گناہ کیا ہی نہیں۔

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ: فقیر محمد شھروز عالم رضوی عفی عنه

الجواب صحیح: محمد ھاشم رضا مصباحی عفی عنه

فاسق کا اذان دینا کیسا ھے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین مسئلہ ذیل میں کہ اگر فاسق اذان دے تو اس کی اذان ہوگی یا نہیں یا دوبارہ کسی کو اذان کہنا ہوگا؟ بینوا وتو جروا۔ فقط محمد اکرام الحق پٹنہ بہار

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡجَوَابُ بِعَوۡنِ الۡمَلِكِ الۡوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الۡحَقِّ وَالصَّوَابِ

صورت مستفسرہ میں فاسق کی اذان بالاتفاق مکروہ ہے۔ درمختار میں ہے "یکرہ اذان جنب وامراۃ وفاسق ولو عالما اھ" عورت اور فاسق کی اذان مکروہ ہے اگر چہ وہ عالم ہو۔ فتح القدیر جلد اول ص 216 میں ہے:"صرحوا بکراھة اذان الفاسق من غیر تقیید بکونه عالما او غیرہ اھ" یعنی عالم غیر عالم کی قید کے بغیر اذان فاسق کے مکروہ ہونے کی فقہائے کرام نے تصریح فرمائی ہے۔

البتہ اگر فاسق اذان دے تو لوٹانا ضروری ہے یا نہیں اس بارے میں فقہاء کا اختلاف ہے چنانچہ علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ نے منحۃ الخالق حاشیہ بحر الرائق میں تحریر فرمایا ہے: "قوله ینبغی ان لایصح اذان الفاسق الخ کذا فی النهر ایضاً وظاهره انه یعاد وقد صرح فی معراج الدرایة عن المجتبی انه یکره ولا یعاد.." یعنی صاحب بحر الرائق کا قول مناسب یہ ہے کہ فاسق کی اذان صحیح نہ ہو ایسا ہی نہر میں بھی ہے اور اس کا ظاہر مطلب یہ ہے کہ فاسق کی اذان لوٹائی جائے اور معراج الدرایۃ میں مجتبیٰ سے تصریح ہے کہ مکروہ ہے مگر لوٹائی نہ جائے۔ پھر بعض نے لوٹانا واجب کہا ہے اور بعض نے مستحب اس لئے کہ اذان ہو جاتی ہے مگر ناقص ہوتی ہے اور یہی صحیح ہے جیسا کہ رد المحتار جلد اول ص 263 میں ہے: "حاصله انه یصح اذان الفاسق وان لم یحصل به الاعلام اھ" یعنی اختلاف کا خلاصہ یہ ہے کہ فاسق کی اذان صحیح ہو جاتی ہے اگر چہ اس سے اعلام حاصل نہیں ہوتا۔

لھذا صحیح ہو جانے کے سبب اس کی اذان کا اعادہ واجب نہیں اور چونکہ اس سے اعلام حاصل نہیں ہوتا اس لیے فاسق کی اذان کا اعادہ مستحب ہے۔ فتح القدیر جلد اول ص 220 اور بحر الرائق جلد اول ص 264 میں ہے: "صرح بکراهة اذان الفاسق ولا یعاد فالاعادة فیه لیقع علی وجه السنة اھ" یعنی اذان فاسق کے مکروہ ہونے کی تصریح ہے اور اعادہ واجب نہیں مگر اس کا اعادہ کرنا چاہیے تا کہ اذان مسنون طریقہ پر

ہو جائے۔

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنہ

الجواب صحیح: محمد عطاء اللہ نعیمی کراچی عفی عنہ

کیا بیٹی ماں کے جنازہ کو غسل دے سکتی ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسلئہ ذیل میں کہ زید کی ماں کا انتقال ہو گیا تو اب زید کی بہن ہندہ اپنی ماں کو غسل دینا چاہتی ہے جبکہ زید کی بہن ہندہ اپنا نس بندی کروا چکی ہے یعنی اپنا بچہ دانی الٹا چکی ہے تو کیا اس حالت میں زید کی بہن ہندہ اپنی ماں کو غسل دے سکتی ہے یا نہیں۔علماء کرام تشفی بخش جواب سے نوازیں۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡجَوَاب بِعَوۡنِ الۡمَلِكِ الۡوَھَّاب اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الۡحَقِّ وَالصَّوَاب

صورت مسؤلہ میں بیٹی ماں کو غسل دے سکتی ہے جبکہ اسے طریقہ غسل معلوم ہو بچہ دانی کا نکلوا دینا مانع غسل نہیں ہے غاسل یا غاسلہ کے لئے ایک جنس کا ہونا لازم ہے چاہے ناپاک ہی کیوں نہ ہو جیسا کہ بدائع الصنائع المجلد الاول ص 304 پر ہے "الجنس یغسل الجنس فیغسل الذکر الذکر والانثی الانثی لان حل المس

من غیر شهوة ثابت لجنس حالة لحیوة فكذا بعد الموت وسواء كان الغاسل جنبا اوحائضا لان المقصود هو التطهیر حاصل" غسل کا مقصد ہے طہارت جوکہ مذکورہ غاسلہ سے بھی حاصل ہے۔

واللّٰہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنہ

الجواب صحیح: محمد شرف الدین رضوی عفی عنہ

امام نے ظہر کی پہلی چار سنت نہیں پڑھی کیا جماعت قائم کرسکتے؟

سوال: نماز ظہر کی پہلی چار سنت مؤکدہ امام صاحب نے نہیں پڑھی تو جماعت قائم کر سکتے ہیں یا پہلے سنت پڑھے پھر جماعت قائم کریں؟ یا جماعت کے بعد سنت پڑھے؟ جواب عنایت فرمائیں۔سائل: ذاکر اشرفی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَلْجَوَاب بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّاب اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَاب

صورت مستفسرہ میں اگر اتنا وقت باقی ہے کہ سنت پڑھ لینے کے بعد فرض ادا کرلے گا تو سنتوں کی ادائیگی کے بعد نماز پڑھائے سنت بعد میں بھی ادا کرنے سے ادا ہو جائے گی

مگر بلاعذر اس کو اپنی جگہ سے ہٹانا بھی برا ہے کہ سنت قبلیہ میں اصل سنت یہی ہے کہ وہ فرض سے قبل پڑھی جائے۔اور اگر امام نے سنت کو موخر کرنے کی عادت بنالی ہو تو سخت گناہگار بھی ہوگا۔ "قول الامام الاجل فخر الاسلام ان تارك السنة المو كدة يستوجب الاساءة اى بنفس الترك و كراهية اى تحريمة اى عند الاعتياد"۔(ھکذا فی فتاوی رضویہ۔فتاوی بحرالعلوم اول ص 384)

والله تعالى اعلم بالصواب

کتبـــــــہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنہ

الجـــواب صحیـــــح: محمد شرف الدین رضوی عفی عنہ

بد عقیدہ کی اقتدا میں نماز پڑھنا کیسا؟ امام مخارج سے تلاوت نہ کرتا ہو تو نماز کا حکم

سوال: (۱) السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔مفتیان کرام کی بارگاہ میں بڑے ادب کے ساتھ عرض ہے اگر ہم اتفاق سے مجبوری میں کسی دیوبندی امام کے پیچھے کھڑے ہو گئے اب کیا کریں؟ کیا ہم منفرد نیت باندھیں یا دوبارہ نماز لوٹا لیا جائے برائے مہربانی جواب عنایت فرما کر شکریہ کا موقع دیں۔

(۲) اور اگر کوئی سنی صحیح العقیدہ امام اگر قرآن شریف غلط پڑھے جس سے نماز فاسد یا

واجب الاعادہ ہوتو کیا ہم اس امام کی اقتدا کر سکتے ہے۔ اگر نہیں تو ہم کیسے نماز پڑھے تنہا یا امام کی اقتدا کریں؟ بس اتنا سمجھ جائیں کہ الحمد شریف کے حرف 'حا' کے مخرج کو بھی 'ھ' ہی پڑھتے ہے ایک عادت سی بن چکی ہوگی باقی الاماشآء اللہ میری کوئی ذاتی دشمنی بھی نہیں۔ رات و دن ہاتھ چومتے ہے ہمارے بادشاہ ہے میں اپنے لیے سوچتا ہوں کہیں نماز ضائع تو نہیں ہو رہی ہے برائے کرم جواب سے نوازیں۔ علمائے کرام قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔ ان شآء اللہ غلام عمل کریگا۔ سائل: زبیر محمد تحسینی قادری رضوی راجستھان

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلْجَوَاب بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَھَّاب اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَالصَّوَاب

(۱) وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ و برکاتہ۔ وہابی، دیوبندی، تبلیغی یہ تمام فرقے گمراہ بد دین ہیں جو امام ان بدعقیدہ لوگوں میں سے ہو یا ان کی گمراہی پر مطلع ہو کر بھی انہیں سچا پکا مسلمان سمجھتا ہو وہ خود بدعقیدہ گمراہ ہے ایسے شخص کے پیچھے نماز ناجائز ہے اور جان بوجھ کر اس کی اقتدا گناہ ہے۔ فتاوی عالمگیری جلد اول صفحہ 107 میں ہے: "وان کان ھوی لا یکفر به صاحبه تجوز الصلوۃ مع الکراھة والا فلا"۔

جس کی گمراہی حد کفر کو پہونچ گئی اس کے پیچھے نماز نہیں ہوگی اور جس کی گمراہی ایسی نہ ہو اس کے پیچھے پڑھنا گناہ اور پڑھ لیا تو واجب الاعادہ اگر اتفاق سے انجانے میں شامل

ہوگیا ہو معلوم ہونے پر فوراً الگ ہوجائیں ۔اگر فتنہ کا اندیشہ نہ ہو تو اسی مسجد میں الگ سے نماز پڑھیں اور اگر فتنہ کا خدشہ ہو تو گھر میں پڑھیں جو نماز اتفاقیہ جماعت میں پڑھی گئی وہ واجب الاعادہ ہوئی جیسا کہ مذکور ہوا۔(فتاوی بحرالعلوم اول ص 327)

(۲) اگر امام کی تلاوت قرآن بحالت نماز ایسی ہو جس سے فساد معنی ہو تو نماز نہیں ہوگی اس کی اقتدا نہ کرے بلکہ ما تجوز بہ الصلوۃ کو امام بنائے یا منفرد پڑھے ۔(فتاوی بحرالعلوم اول ص 389) صرف اور ھ کے مخرج سے اندازہ نہیں لگایا جاسکتا بعض مخرج سے کوئی فرق نہیں پڑتا اور بعض سے مکمل معنی بدل جاتا ہے تفصیل بھار شریعت سوم میں موجود ہے ۔

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنہ

الجواب صحیح: منظور احمد یار علوی عفی عنہ

دو مقتدی ایک امام تو امام کہاں کھڑے ہوں؟

سوال: السلام علیکم ۔علمائے کرام رہنمائی فرمائیں کہ دو مقتدی ہوں اور ایک امام تو کیا امام مصلی امامت پہ امامت کرسکتا ہے یعنی جماعت کے ساتھ نماز پڑھا سکتا ہے؟ علمائے کرام رہنمائی فرمائیں عین نوازش و کرم ہوگا۔سائل: قاری نورالدین فیضی ،مقام بانسی ، ضلع سدھارتھ نگر یوپی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ و برکاتہ۔صورت مسؤلہ میں تین افراد کاذکر ہے جبکہ دو ہی سے وقتیہ نماز کی جماعت ہو جاتی ہے۔ابو داؤد شریف ص 90 پر مکمل ایک باب ہے 'باب اذا کانوا ثلثۃ کیف یقومون' اس کے تحت حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے "فقام علیه رسول الله صلی الله علیه و سلم وصففت انا والیتیم وراءہ والعجوز من ورائنا" حدیث مذکور سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ امام کے علاوہ دو آدمی ہوں تو دونوں پیچھے کھڑے ہونگے کتب فقہ سے بھی یہی ثابت ہے۔

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنه

الجواب صحیح: فقیر ابوالنعمان عطا محمد مشاھدی عفی عنه

کیا جنازہ پڑھانے کی وصیت مانی جائے گی؟ جو شخص جماعت سے نماز نہ پڑھے اس کے پیچھے نماز جنازہ پڑھنا کیسا؟

سوال: السلام علیکم ورحمت اللہ و برکاتہ۔ یہ دو سوال ہیں آپ حضرات کی بارگاہ میں

مفتیان کرام کی بارگاہ عظمت میں التجا ہے کہ میرے اس سوال کا جواب ضرور عطا فرمائیں گے۔

(۱) نماز جنازہ پڑھانے کا حق سب سے پہلے بادشاہ اسلام پھر قاضی پھر امام جمعہ پھر امام محلہ پھر ولی کو ہے۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ اگر کوئی مرنے والا کسی ایسے کے بارے میں وصیت کرے جو نہ تو قاضی شہر ہوں نہ امام جمعہ نہ امام محلہ تو ایسی وصیت کے بارے میں شرعی حکم کیا ہے جبکہ حقدار موجود ہیں۔ اور ایسی وصیت مانی جائے گی یا نہیں؟

(۲) ایسے حافظ کے پیچھے نماز جنازہ پڑھنا کیسا جو آٹھ دس سالوں سے جماعت ترک کئے ہوئے ہیں سوائے جمعہ و نماز تراویح و وتر کے کسی بھی نماز کو جماعت سے نہ پڑھتے ہوں۔

برائے کرم ان سوالات کا جواب ضرور عطا فرمائیں۔ سائل: محمد رمیز رضا

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

(۱) وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ و برکاتہ۔ صورت مستفسرہ میں یقینا مذکور اشخاص کو حق امامت جنازہ حاصل ہے کہ اگر میت اپنی زندگی میں کسی شخص کو امامت کے لیے متعین کر جائے تو وہ شخص اس کے قریبی رشتہ داروں سے بھی زیادہ نماز پڑھانے کا حقدار ہوگا کیونکہ خود میت کو اس کی امامت پسند تھی "ولهذا عين الميت احدا في حال حياته فهو اولى من القريب لرضائه"۔ (بدائع الصنائع اول ص 317)

(۲) نماز جنازہ کی امامت میں وہی چیزیں ضروری ہیں جو جمع اور عیدین میں ہیں (صلوا خلف کل بر و فاجر) لھذا مذکور حافظ جو (ترک نماز و جماعت کے سبب) فاسق ہے جنازہ کی امامت کرسکتا ہے "واولی الناس بالصلوۃ علی المیت السلطان ان حضر" (ھدایۃ اول کتاب الصلوۃ باب صلوۃ الجنازۃ) نماز جنازہ نماز چونکہ نماز جمعہ وعیدین کی طرح ہے یعنی اس کا بھی تعلق بادشاہ اسلام سے ہے اور بادشاہ اسلام فاسق بھی ہو تو اولی اسی کی امامت ہے۔ "فیکون متعلقا بالسلطان کاقامۃ الجمعۃ والعیدین"

(بدائع الصنائع المجلد الاول ص 318)

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنہ

الجواب صحیح: فقط محمد عطاء اللہ النعیمی کراچی عفی عنہ

شرٹ ان کرکے نماز پڑھنے کا حکم

سوال: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ شرٹ پینٹ میں ان کرکے نماز پڑھنے پر علماء اعلام کیا حکم فرماتے ہیں بحوالہ جواب مرحمت فرمائیں احسان ہوگا۔ یہ سوال صبح سے گاہے بگاہے گردش کررہا ہے وال پر مگر جواب سے اب تک محرومی ہے پلیز کرم فرمائیں اللہ تعالی ڈھیر ساری رحمتوں سے نوازے گا۔ المستفتی: (مولانا) محمد عتیق الزماں قادری بمبئی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡجَوَابُ بِعَوۡنِ الۡمَلِکِ الۡوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الۡحَقِّ وَالصَّوَابِ

صورت مسئولہ میں شرٹ کو پینٹ کے اندر گھس لینا جس کو اِنْ کرنا بھی کہتے ہیں مکروہ تحریمی ہے کہ یہ کف ثوب ہے۔

بحر الرائق جلد ثانی ص 25 پر ہے:"قوله و كف ثوبه لحديث النبي صلى الله عليه وسلم انه قال امرت ان اسجد على سبعة اعظم الخ سواء كان بين يديه او من خلفه عند الانحطاط للسجود والكف هو الضم والجمع ولان فيه ترك سنة وضع اليد وذكر في المغرب عن بعضهم ان الاتزار فوق القميص من الكف"۔

فتاوی بریلی شریف ص 251 میں ہے شلوار یا پاجامہ کو ازار بند میں گھرسنا تہبند باندھ لینے کے بعد اسے مزید گھرسنا شرٹ کو پینٹ کے اندر دبالینا جسے اِنْ کہتے ہیں آستین کو اوپر چڑھالینا رکوع اور سجود کے وقت شلوار یا پاجامہ یا دامن کو اوپر اٹھانا مکروہ تحریمی ہے۔

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنہ

الجواب صحیح: فقط محمد عطاء اللہ نعیمی کراچی عفی عنہ

جمعہ کی آذان ثانی کا جواب دینا اور اس دوران انگوٹھا چومنا کیسا؟

سوال: السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔ جمعہ کی اذان ثانی کا جواب مقتدی دیگا یا امام؟ اسی اذان میں مقتدی وامام کا انگوٹھا چومنا کیسا ہے؟ اور اس اذان کے ختم پر دعا کے حکم کے ساتھ جواب عطا ہو ساتھ ہی دلیل بھی ضرور دیں کرم ہوگا۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

اَلۡجَوَاب بِعَوۡنِ الۡمَلِكِ الۡوَهَّاب اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الحَقِّ وَالصَّوَاب

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ۔ آذان ثانی کا جواب ہو یا نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بلند اواز سے منع ہے دل میں دے سکتا ہے کہ چپ رہنا واجب ہے۔

فتاوی ھندیہ اول مطبع بیروت ص 147 میں ہے:"اذا خرج الامام فلا صلوۃ ولا کلام واذا صلی علی النبی صلی اللہ علیہ و سلم فی انفسھم امتثالا للامر والسنۃ الانصات کذا فی التتارخانیۃ ناقلا عن الحجۃ" اور ھدایۃ اول کتاب الصلوۃ باب الجمعہ ص 171 میں ہے:"واذا خرج الامام یوم الجمعۃ ترك الناس الصلوۃ والکلام حتی یفرغ من خطبتہ"اسی کے حاشیہ نمبر 2 میں ہے"المراد من الکلام اجابۃ الموذن واما غیرہ من الکلام فیکرہ اجماعا" اور امام یعنی خطیب اگر زبان سے بھی

جواب اذان دے یا دعا کرے بلا شبہ جائز ہے۔(فتاوی رضویہ قدیم جلد سوم ص 683)

والله تعالی اعلم بالصواب

کتبــــــــہ: فقیر محمد شھروز عالم رضوی عفی عنه

الجــواب صحيـــــــح: محمد مبشر رضا ازھر مصباحی عفی عنه

عورتوں کا چوٹی باندھ کر نماز پڑھنا

سوال: السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔

(۱)عورتوں کا چوٹی باندھ کر نماز پڑھنا کیسا ہے؟

(۲)عورت اپنے بھتیجے کے ساتھ حج وعمرہ کرسکتی ہے یا نہیں؟ سائل: عبدالرشید

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

صورت مسؤلہ میں عورت چوٹی باندھ کر نماز پڑھ سکتی ہے البتہ مرد کو چوٹی باندھ کر نماز پڑھنی جائز نہیں۔ جیسا کہ ھدایہ اول ص ۱۴۰ باب مایفسد الصلوۃ ومایکرہ فیھا میں ہے: "ولا یعقص شعرہ"اسی کے ضمن میں ہے "فقد روی انه علیه السلام نھی ان یصلی الرجل وھو معقوص" حدیث وفقہ میں جہاں بھی منع ہے وہاں مذکر کی ضمیر لائی گئی ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ عورت کو جوڑا باندھ کر نماز پڑھنی جائز ہے۔

(۲) بھتیجہ سے مراد بھائی کا لڑکا ہے یا دیور کا۔ اول کے ساتھ جانا جائز ہے کہ وہ محرمات ابدیہ میں سے ہے اور ثانی کے ساتھ جائز نہیں ۔(فتاوی فیض الرسول اول ص 539)

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنہ

الجواب صحیح: محمد مبشر رضا ازہر مصباحی عفی عنہ

خودکشی کرنے والے کے لئے دعاء مغفرت ونماز جنازہ جائز ھے

سوال: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔مفتیان کرام کی بارگاہ میں ایک سوال پیش خدمت ہے کہ آیا کسی نے خودکشی کرلیا اس کے لیے دعاء مغفرت کرنا جائز ہے یا نہیں؟ از روئے شرع مدلل جواب عنایت فرمائیں۔فقط سید محمد روح اللہ حسینی آدونی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَاب بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّاب اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَاب

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ ہر اس شخص کے لئے دعائے مغفرت جائز ہے جس کی نماز جنازہ جائز ہے۔جنازہ کے لئے مسلمان ہونا شرط ہے چاہے وہ کتنا بڑا گناہگار ہی کیوں نہ ہو۔حدیث پاک میں ہے: "صلوا کل بر وفاجر"۔ دوسری حدیث میں

ہے:"الصلوۃ واجبۃ علیکم علی کل مسلم مات برا کان اوفاجرا او ان عمل الکبائر" (بدائع الصنائع اول) تمہارے اوپر مرنے والے مسلمان کی نماز جنازہ واجب ہے خواہ وہ نیک ہوں یا بدکار گناہ کبیرہ کرنے والا ہی کیوں نہ ہوں سوائے چندلوگوں کو چھوڑ کر۔

لہذا خودکشی کرنے والے کی جنازہ بھی پڑھی جائے گی اور دعاء مغفرت بھی کی جائے گی یادرہے جنازہ خود دعاء مغفرت ہے۔ بہارشریعت چہارم ص 163 میں ہے: جس نے خودکشی کی حالانکہ یہ بڑا گناہ ہے اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی اگر چہ قصداً خودکشی کی ہو۔ عالمگیری میں ہے:"ومن قتل نفسه عمداً یصلی علیه عند أبي حنیفة رحمة الله علیه و محمد رحمة الله علیه وهو الاصح"۔ درمختار شرح تنویر الابصار جلد اول ص 584 میں ہے: "من قتل نفسه ولو عمدا یغسل ویصلی علیه وبه یفتی"۔ وھکذا فی فتاوی رضویہ المجلد الرابع ص 78۔

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبــــــــہ: فقیر محمد شهروز عالم رضوی عفی عنه

الجــواب صحیــــــح: محمد هاشم رضا مصباحی عفی عنه

ظهر کی سنت چھوٹ جائے تو کیا کریں؟

سوال: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ زید مسجد میں پہونچا تو وہاں ظہر کی جماعت کھڑی تھی تو زید جماعت میں شامل ہوگیا اور امام کی اقتداء میں ظہر کا فرض ادا کرلیا۔ امر طلب یہ ہے کہ زید فرض کے بعد پہلے کون سی سنت کو پڑھے گا فرض سے پہلے کی سنت یا بعد کی؟ قرآن وحدیث اور اقوال ائمہ کی روشنی میں مذکورہ سوال کا جواب عنایت فرما کر شکریہ کا موقع دیں۔ المستفتی: محبوب رضا صمدانی پٹنہ، بہار

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْجَوَاب بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّاب اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَاب

ظہر کے قبل کی سنتیں جماعت کی وجہ سے فوت ہو جائیں تو بعد فرض پڑھی جائے گی اس میں روایتیں مختلف ہیں کہ بعد فرض دو رکعت سنت پڑھی جائے یا قبل دو رکعت بہتر یہ ہے کہ پہلے بعد والی پڑھ لیں پھر چار قبل والی پڑھیں۔

جیسا کے فتح القدیر میں ہے "والاولی تقدیم الرکعتین لان الاربع فائت عن الموضع المسنون فلا تفوت الرکعتان ایضاً عن موضعها قصداً بلا ضرورۃ" یعنی بہتر ہے دونوں رکعتوں کو مقدم کرنا اس لئے کہ چار رکعات موضع مسنون سے فوت ہوگئی تو دونوں رکعتوں کو قصدا بلا ضرورت اپنی جگہ سے فوت نہ کیا جائے۔

قال الترمذی عن عائشه رضی اللہ عنها انه علیه السلام اذا فائتة الاربع قبل الظهر قضاها بعد الرکعتین۔ وهو قول ابی حنیفة رحمة

اللہ علیہ و کذا فی جامع قاضی خاں۔ ایسا ہی مبسوط اور ردالمحتار میں بھی ہے۔

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنہ

الجواب صحیح: محمد شبیر احمد صدیقی عفی عنہ

صدری کا بٹن کھول کر نماز پڑھنا مکروہ ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ میں کہ کرتے کے اوپر صدری ہو اسکے بٹن کو نماز میں کھلا رکھنا کیسا؟ المستفتی: (مولانا) محمد عتیق الزماں بمبئی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلْجَوَاب بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّاب اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَاب

صورت مسؤلہ میں اگر صدری کے نیچے کوئی کپڑا پہنا ہوا ہے جس سے سینہ ڈھکا ہوا ہو ایسی صورت میں صدری کا بٹن کھلا رکھ کر نماز پڑھنا مکروہ تنزیہی ہے۔ اور اگر صدری کے نیچے کوئی کپڑا نہ ہو جس سے سینہ ڈھکا رہے تو مکروہ تحریمی۔ (فتاوی فیض الرسول اول ص 374) مستفاد فتاوی رضویہ سوم۔

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنہ

الجـــواب صحيـــــــــح: محمد هاشم رضا مصباحی عفی عنه

فالج زدہ قعدہ میں شہادت کی انگلی کیسے اٹھائے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کہ زید پر فالج گرنے کی وجہ سے اسکا داھنا حصہ سرتا پیر مفلوج ھو چکا ہے جسکی وجہ سے تشہد میں شہادت کی انگلی نہیں اٹھا پاتا ہے تو زید بائیں ھاتھ کی انگلی اٹھاتا ہے تو کیا ایسا کرنا درست ہے؟ اور ایسے شخص کی امامت کا کیا حکم ہے؟ سائل: محمد علیم جامعی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم

اَلْجَوَاب بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّاب اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَاب

صورت مستفسرہ میں ایسا شخص قابل امامت نہیں ہوسکتا جس کا داہنا حصہ سرتا پا مکمل مفلوج ہو چکا ہو کیونکہ حالت قیام سے رکوع، سجود اور قعود کی طرف پھر قیام کی طرف انتقال مشکل امر ہے جس سے بالارادہ ایک طرف کی ایک انگلی تک حرکت نہ کرے اس سے انتقالات یقیناً مشکل ہے البتہ داہنا کے بجائے بایاں ہاتھ کی انگلی اٹھانا درست ہے۔ جیسا کہ فتاوی شامی جلد اول ص 262 میں ہے۔ پھر یہ کہ حدیث میں لفظ مسبحۃ ہے جو دونوں ہاتھ کی سبابہ کو شامل ہے البتہ دونوں ہاتھ کی انگلی ایک ساتھ اٹھانا مکروہ۔ درمختار میں ہے "وفی الشرنبلالية عن البرهان يصح انه يشير بمسبحة وحدها يرفعها

عند النفي ويضعها عند الاثبات"۔ اور فتاوی شامی جلد اول میں بھی ایسا ہی ہے۔ اگر زید نماز کے جملہ ارکان کی ادائیگی صحیح طریقہ پر کر لیتا ہے تو امامت میں کوئی حرج نہیں ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبـــــہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنہ

الجــواب صحیـــح: محمد نعمت اللہ رضوی عفی عنہ

دیہات کا رہنے والا شہر میں آیا تو جمعہ پڑھے گا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ زید گاؤں کا رہنے والا ہے مگر وہ کسی کام سے جمعہ کے دن صبح ہی آیا تو کیا اس پر جمعہ واجب ہے؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔ العارض: محمد حکیم الدین سرسوال، پونچھ کشمیر۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

صورت مسؤلہ میں زید کا گاؤں اگر سفر مسافت میں ہے تو اس پر جمعہ فرض نہیں۔ "لا تجب الجمعة على العبيد والنسوان والمسافرين والمرضى، كذا في محيط السرخسي"۔ یعنی جمعہ واجب نہیں ہے غلام اور عورت اور مسافر اور مریض پر۔

(فتاوی ھندیہ جلد اول ص 144)

اور اگر زید کا گاؤں مسافت سفر سے کم پر ہے تو زید پر جمعہ فرض ہے جیسا کہ عالمگیری میں ہے "القروی إذا دخل المصر ونوی أن یمکث یوم الجمعة لزمته الجمعة لأنه صار کواحد من أهل المصر فی حق هذا الیوم وإن نوی أن یخرج فی یومه ذلك قبل دخول الوقت أو بعد الدخول لا جمعة علیه"۔ یعنی اگر گاؤں کا رہنے والا شہر میں آیا اور جمعہ کے دن یہیں رہنے کا ارادہ ہے تو جمعہ فرض ہے اور اسی دن واپسی کا ارادہ ہو، زوال سے پہلے یا بعد تو فرض نہیں ۔ (الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب السادس عشر في صلاۃ الجمعۃ، ج ۱، ص ۱۴۵) مگر پڑھے تو مستحق ثواب ہے ۔ یوہیں مسافر شہر میں آیا اور نیت اقامت نہ کی تو جمعہ فرض نہیں، گاؤں والا جمعہ کے لیے شہر کو آیا اور کوئی دوسرا کام بھی مقصود ہے تو اس سعی (یعنی جمعہ کے لیے آنے) کا بھی ثواب پائے گا اور جمعہ پڑھا تو جمعہ کا بھی۔

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنہ

الجواب صحیح: محمد نعمت اللہ رضوی عفی عنہ

وضو کرنے والا تیمم کرنے والے کی اقتداء کر سکتا

ہے

سوال: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ متیمم متوضی کی امامت کرواسکتا ہے یا نہیں؟ بینوا وتوجروا۔سائل:محمد علی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡجَوَاب بِعَوۡنِ الۡمَلِكِ الۡوَهَّاب اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الحَقِّ وَالصَّوَاب

صورت مستفسرہ میں متیمم متوضی کی امامت کرسکتا ہے "ویجوز ان یؤم المتیمم المتوضین ھذا عند ابی حنیفۃ وابی یوسف"۔(ھدایہ اول باب الامامۃ) یعنی جائز ہے کہ تیمم کرنے والا وضو کرنے والے کی امامت کرے۔اور نور الایضاح باب الامامۃ ص 79 میں ہے "وصح اقتداء متوضی بمتیمم،، ای صح الاقتداء اذا کان المقتدی متوضیا والامام متیمما"۔یعنی وضو کرنے والے کو تیمم کرنے والے کی اقتداء کرنا صحیح ہے۔

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبــــــــہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنہ

الجــواب صحیــــــح: محمد نعمت اللہ رضوی عفی عنہ

ترتیب قراۃ کے ترک پر سجدہ سہو واجب ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ کیا ہر واجب کے چھوٹنے سے سجدہ سہو واجب ہوتا ہے جیسے کسی نے خلاف ترتیب قراۃ کی تو اس پر سجدہ سہو واجب ہے؟ تفصیل سے جواب عنایت فرمائیں نوازش ہوگی۔ سائل: احمد رضا شاہدی ہبلی کرنا ٹک

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْجَوَاب بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّاب اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَاب

صورت مستفسرہ میں سجدہ سہو اس پر واجب ہے جس سے کوئی ایسا واجب ترک ہوا جو واجباتِ نماز سے ہو اور اگر واجباتِ نماز سے نہ ہو بلکہ اس کا وجوب امر خارج سے ہو تو سجدہ سہو واجب نہیں جیسے خلافِ ترتیب قرآن مجید پڑھنا ترک واجب ہے مگر موافق ترتیب پڑھنا واجباتِ تلاوت سے ہے واجباتِ نماز سے نہیں لہٰذا سجدۂ سہو واجب نہیں۔

"(قوله بترك واجب) أي من واجبات الصلاة الأصلية لا كل واجب إذ لو ترك ترتيب السور لا يلزمه شيء مع كونه واجبا بحر" یعنی سجدہ سہو واجب ہے ترک واجبات نماز سے ہر واجب سے نہیں جبکہ کسی نے ترتیب سورۃ کو ترک کر دیا تو اس پر کچھ بھی لازم نہیں ہے حالانکہ وہ واجب ہے۔ (رد المحتار، کتاب الصلاۃ، باب سجود السہو ج ۲، ص ۶۵۵)

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبــــــــــہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنہ

الجـــواب صحیـــــــح: محمد نعمت اللہ رضوی عفی عنہ

ولد الزنا کی امامت کا حکم

سوال: السلام علیکم۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اگر لڑکا لڑکی شادی سے پہلے ملے اور گناہ کر بیٹھے اور لڑکی کا حاملہ ہونے کے پانچ ماہ بعد نکاح ہوا اب جو بچہ پیدا ہوا کیا وہ پڑھنے کے بعد قابل امامت رہیگا اور اسکے پیچھے نماز ہو جائے گی؟ سائل: امتیاز رضوی۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلْجَوَاب بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّاب اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَاب

صورت مستفسرہ میں اگر نکاح کے چھ ماہ بعد لڑکے کی پیدائش ہوئی تو وہ ثابت النسب مانا جائے گا ورنہ ولد الزنا کہلائے گا اور ولد الزنا کی امامت سے متعلق ھدایۃ اول کتاب الصلوۃ باب الامامت ص 122 میں ہے "ویکرہ تقدیم ولد الزنا لانہ لیس لہ اب یشفقہ فیغلب علیہ الجھل ولان فی تقدیم ھولاء تنفیر الجماعۃ فیکرہ وان تقدموا جاز"۔اگر کوئی دوسرا شخص اس سے طہارت ونماز کا علم زیادہ رکھتا ہو تو اس کو امام بنانا مکروہ تنزیہی یعنی خلاف اولی ہے اور اگر سب حاضرین سے زیادہ جاننے والا ہو تو بلا کراہیت اس کی امامت جائز ہے جبکہ کوئی اور دوسری چیز

مانع امامت نہ ہو۔ درمختار میں ہے " کرہ امامۃ عبد او اعرابی وولد الزناء الی قوله الا ان یکون اعلم القوم " ۔وھکذا فتاوی فیض الرسول اول ص 305

والله تعالی اعلم بالصواب

کتبہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنه

الجواب صحیح: منظور احمد یار علوی عفی عنه

بغیر وضو اذان کهنا کیسا؟

سوال: السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔مفتی صاحب قبلہ اس سوال کا جواب عنایت فرمائیں کہ اگر کوئی آدمی باوضو نہیں ہے تو کیا وہ اذان دے سکتا ہے اس کی اذان صحیح ہوگی؟ مہربانی کر کے جلدی سے جواب دیجیے گا۔آپ کا کفش بردار سرور علی واجدی مظفر پور بہار

بِسۡمِ اللهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اَلۡجَوَاب بِعَوۡنِ الۡمَلِكِ الۡوَهَّاب اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الۡحَقِّ وَالصَّوَاب

وعلیکم السلام و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔محدث یعنی بے وضو آدمی اذان دے سکتا ھے مگر بے وضو آذان دینا مکروہ ھے اس لیے مستحب یہ ہے کہ باوضو اذان دے۔ "وینبغی (یستحب) ان یوذن ویقیم علی طهر فان اذن علی غیر وضوء جاز لانه ذکر ولیس بصلوۃ فکان الوضوء فیه استحبابا کما فی القراۃ"۔(هدایۃ

اول کتاب الصلوۃ ص 90) یعنی مناسب ہے کہ اذان اور اقامت حالت طہارت میں کہے پس اگر اذان دیا غیر وضو پر تو جائز ہے اس لئے کہ یہ ذکر ہے اور نماز نہیں ہے وضو اس میں مستحب ہے جیسا کہ تلاوت میں۔

یاد رہے اقامت کے لئے وضو ضروری ہے اسی طرح جنبی کو بغیر غسل کے اذان کہنا مکروہ ہے "**ویکرہ ان یؤذن وھو جنب**"۔(ھدایۃ اول ص 91) ایسا ہی بہار شریعت ح ۳ ص ٤٦٦ پر ہے۔

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنہ

الجواب صحیح: محمد عثمان غنی مصباحی عفی عنہ

کیا فاسق فاسق کی امامت کرسکتا ھے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام مسئلہ ذیل میں کہ فاسق فاسق کی امامت کر سکتا ہے یا نہیں؟ زید کا قول ہے کہ فاسق فاسق کی امامت نہیں کرسکتا ہے اگر امامت کی تو اس کی اقتدا کی گئی نماز کا اعادہ واجب ہے۔ زید اور بکر دونوں عالم ہیں اور بکر کا قول ہیکہ اگر نماز پڑھانے والوں میں کوئی باشرع آدمی نہ ہو تو فاسق فاسق کی امامت کرسکتا ہے کیونکہ ترک جماعت بہت بڑا گناہ ہے۔ مسئلہ مذکورہ میں کس کا قول معتبر ہے مفصل جواب عنایت

فرمائیں۔سائل:عالم نظامی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْجَوَاب بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّاب اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الحَقِّ وَالصَّوَاب

فاسق کی امامت مکروہ تحریمی ہے۔ طحطاوی علی مراقی الفلاح میں ہے: "الکراهیة فی الفاسق تحریمیة"۔اور درمختار میں ہے:"کل صلوة ادیت مع کراهة التحریم تجب اعادتها"۔یعنی ہر وہ نماز جو مکروہ تحریمی ہو جائے اس کا اعادہ واجب ہے۔غنیۃ شرح منیہ میں ہے:"لو قدموا فاسقا یأثمون بناء علی ان کراهیة تقدیمة تحریم لعدم اعتنائه بامور دینیه وتساهله فی الاتیان بلوازمه فلا یبعد منه الاخلال ببعض شروط الصلوة وفعل ما ینافیها بل هو الغالب بالنظر الی فسقه.."یعنی اگر فاسق کو امامت کے لیے آگے بڑھائیں تو گنا ہگار ہوں گے کہ اس کو مقدم کرنا مکروہ تحریمی ہے اس لئے کہ وہ دینی امور کا لحاظ نہیں کرتا اور ان کی ادائگی میں سستی برتتا ہے لھذا وہ نماز کی بعض شرطوں کو چھوڑے یا کوئی فعل منافی نماز کرے تو بعید نہیں بلکہ فاسق کا ایسا کرنا ممکن ہے۔اس لئے زید کا قول درست ہے۔ھکذا فتوی فیض الرسول اول ص 259 باب الامامت۔

جب فاسق کے سوا کوئی امام نہ مل سکے تو منفردا تنہا، تنہا پڑھیں کہ جماعت واجب ہے اور اس کی تقدیم ممنوع بکراھیت تحریم اور رواجب و مکروہ تحریمی دونوں ایک مرتبہ میں۔

البتہ جمع اور عیدین اس سے مستثنٰی ہیں۔

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبــــــــــہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنہ

الجــواب صحیـــــــح: فقیر ابو النعمان عطا محمد مشاہدی عفی عنہ

اذان کا جواب دینا سنت ھے یا واجب

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ اذان سن کر اس کا جواب دینا کیا ہے سنت یا واجب؟ جواب عنایت فرما کر ممنون کریں۔ سائل: محمد علی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡجَوَاب بِعَوۡنِ الۡمَلِكِ الۡوَھَّاب اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الحَقِّ وَالصَّوَاب

صورت مستفسرہ میں جواب آذان میں اختلاف ہے بعض کے نزدیک زبان سے جواب دینا سنت ہے اور بعض کے نزدیک واجب۔ "واذا سمع المسنون منه امسك وقال مثله۔ (نورالایضاح)

مراقی الفلاح ص 202 میں ہے: "ليجيب المؤذن" إختلف فی الإجابة فقيل واجبة وهو ظاهر ما فی الخانية والخلاصة والتحفة.....وقيل مندوبة وبه قال مالك والشافعي وأحمد وجمهور

الفقهاء واختاره العینی فی شرح البخاری وقال الشهاب فی شرح الشفاء هو الصحیح"۔

فتاوی ھندیہ اول ص 57 میں ہے: "یجب علی السامعین عند الأذان الإجابة وهی أن یقول مثل ما قال المؤذن إلا فی قوله: حی علی الخ"۔

اور بحر الرائق جلد اول صفحہ 273 میں ہے: "ومن سمع الأذان فعلیه أن یجیب وإن کان جنبا؛ لأن اجابة المؤذن لیست بأذان وفی فتاوی قاضی خان إجابة المؤذن فضیلة وإن ترکها لا یأثم، وأما قوله -علیه الصلاة والسلام- من لم یجب الأذان فلا صلاة له« فمعناه الإجابة بالقدم لا باللسان فقط، وفی المحیط یجب علی السامع للأذان الإجابة"۔ بحر الرائق کی عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ جنہوں نے واجب کہا ہے ان کی مراد قدم سے جواب دینا واجب ہے زبان سے نہیں یعنی اذان سنکر نماز کی طرف چلنا واجب ہے۔

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنه

الجواب صحیح: فقیر ابو النعمان عطا محمد مشاھدی عفی عنه

دیہات میں جمعہ وعیدین کیوں نہیں؟

سوال: حضرات علمائے کرام جواب دیں کہ دیہات میں جمعہ اور عیدین کیوں نہیں؟ آخر اسباب کیا ہیں؟ سائل: محمد نسیم اختر

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

اَلۡجَوَاب بِعَوۡنِ الۡمَلِكِ الۡوَهَّاب اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الحَقِّ وَالصَّوَاب

متفرق کتب فقہ سے یہ ثابت ہے کہ دیہات میں جمعہ وعیدین کی نماز جائز نہیں۔ "لاتصح الجمعة الا فی مصر جامع او فی مصلی المصر ولا تجوز فی القری الخ"۔ (کتاب القدوری باب الجمعة) اور حدیث پاک میں ہے: "لاجمعة ولاتشریق الافی مصر جامع۔"

چونکہ جمعہ اسلام کے بڑے شعائر (نشانات) میں سے ہے لھذا وہ ایسی جگہ سے مختص ہوگا جہاں پر شعائر اسلام کا بخوبی اظہار ممکن ہو اور ایسا فقط شہر ہی میں ممکن ہوسکتا ہے۔ بدائع الصنائع جلد اول ص 259 میں ہے: "وعن علی رضی الله عنه لاجمعة ولاتشریق ولافطر ولاضحی الافی مصر جامع و کذا البنی صلی الله علیه و سلم کان یقیم الجمعة بالمدینة ولهذا لاتودی الجمعة فی البوادی ولان الجمعة من اعظم الشعائر فتختص بمکان اظهار الشعائر وهو المصر۔"

والله تعالی اعلم بالصواب

کتبہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنه

الجواب صحیح:

نوٹ: جہاں جمعہ قائم ھو وہ منع نہ کیا جاے کہ العوام کالانعام وہ جیسے بھی اللہ و رسول جل جلالہ وصلی اللہ علیہ وسلم کا نام لیں غنیمت ہے۔ (فتاوی رضویہ جلد سوم)

فقیر ابو النعمان عطا محمد مشاھدی عفی عنه

نماز جنازہ کی پہلی تکبیر چھوٹ گئی تو اس کو کیسے ادا کریں؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ زید کی نماز جنازہ کی پہلی تکبیر چھوٹ گئی تو اس کو کیسے ادا کریں؟ امام نے جب دوسری تکبیر کہی تو زید نے نیت باندھی تو زید اس وقت (یعنی امام کی دوسری تکبیر کے بعد) زید ثنا پڑھے گا یا درود ابراہیم؟ جواب دے کر شکریہ کا موقع دیں نوازش ہوگی۔ المستفتی: محبوب رضا صمدانی پٹنہ بہار

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

صورت مسؤلہ میں اگر جنازہ اٹھا لئے جانے کا اندیشہ ہو تو صرف تکبیر بلا دعا کہکر سلام

پھیر دیں اور اگر ایسا نہ ہو تو بعد سلام امام مسبوق تکبیر و دعا کہیں پھر سلام پھیریں۔(فتاوی رضویہ قدیم جلد چہارم ص 83)

والله تعالى اعلم بالصواب

کتبہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنہ

الجواب صحیح: فقط محمد عطاء اللہ نعیمی کراچی عفی عنہ

بعد فجر نفل نماز پڑھنا کیسا ہے؟

سوال: السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔آپ حضرات کی معزز بارگاہِ عالی میں ایک سوال پیش کر رہا ہوں آپ جلد از جلد جواب دے کر شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں۔سوال یہ ہے کہ فجر کی آذان کے بعد بہت سے مقتدی مسجد میں آنے کے بعد دو رکعت سنت سے پہلے دو رکعت نماز شکرانہ پڑھتے ہیں یہ نماز شکرانہ پڑھنا کیسا ہے؟ آپ کا خادم۔

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

طلوع فجر سے طلوع آفتاب تک کہ اس کے درمیان میں سوا دو رکعت سنت فجر کے کوئی نفل نماز نہیں جیسا کہ ھدایۃ اول کتاب الصلوۃ ص 86 میں ہے:"ویکرہ ان یتنفل بعد طلوع الفجر باکثر من رکعتی الفجر لانہ علیہ السلام لم

یزدعلیھما مع حرصہ علی الصلوۃ"۔

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنہ

الجواب صحیح: فقیر ابو النعمان عطا محمد مشاھدی عفی عنہ

عورتوں کو چوٹی باندھ کر نماز پڑھنے کے جواز پر حدیث

سوال: حضور مفتی صاحب قبلہ آپ کا ایک فتوی عورتوں کو چوٹی باندھ کر نماز پڑھنے سے متعلق دیکھا اس میں ضمیر مذکر دلیل بنائی گئی ہے حالانکہ کبھی کبھی مذکر کی ضمیر تغلیبا بھی لائی جاتی ہے۔تو کیا کوئی ایسا جزئیہ یا کوئی ایسی حدیث ہے جو صراحت کے ساتھ ہو کہ مردوں کو حرام ہے عورتوں کو نہیں۔امید کہ جواب سے نوازیں گے۔سائل: محمد عقیل احمد قادری حنفی، گجرات

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

مرد کو جوڑے باندھ کر نماز پڑھنے کی ممانعت پر کافی حدیثیں موجود ہیں چنانچہ ابو داؤد شریف جلد اول ص 94 سطر 22 باب الرجل یصلی عاقصا شعرہ کے تحت

ہے: "عن ابی رافع انی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم یقول ذالك كفل الشيطان يعنى مقعد الشيطان يعنى مغرز ضفره"۔

اسی کے حاشیہ 8 میں ہے: "قوله عاقصا قال السندی العقص جمع الشعر وسط راسه او لف ذوائبه حول راسه كفعل النساء"۔

اور ترمذی شریف اول ص 50 سطر 26 باب ماجاء فی كراهية كف الشعر فی الصلوۃ میں ہے: "عن ابی رافع انه مر بالحسن بن علی وهو يصلی وقد عقص ضفرته فی قفاه فحلها فالتفت اليه الحسن مغضبا فقال اقبل على صلاتك ولا تغضب فانی رسول الله صلى الله عليه و سلم يقول ذالك كفل الشيطان"۔

اسی میں ہے: "كرهوا ان يصلی الرجل وهو معقوص شعره"۔

اور ابن ماجہ ص 72 سطر 27 باب كف الشعر والثوب فی الصلوۃ میں ہے: قال نهى رسول الله صلى الله عليه و سلم ان يصلی الرجل وهو عاقص شعره"۔ دار قطنی میں ہے: "عن ام سلمه رضی الله عنها قالت ان رسول الله صلى الله عليه و سلم نهى ان يصلی الرجل وراسه معقوص"۔

اعلیحضرت عظیم البرکت علیہ الرحمۃ والرضوان فتاوی رضویہ قدیم سوم ص 417 میں

فرماتے ہیں: جوڑا باندھنے کی کراھیت مرد کے لئے ضرور ہے حدیث میں صاف نھی الرجل ہے عورت کے بال عورت ہیں پریشان ہوں گے تو انکشاف کا خوف ہے اور چوٹی کھولنے کا اسے غسل میں بھی حکم نہ ہوا کہ نماز میں کف شعر گندھی چوٹی میں ہے جب اس میں حرج نہیں جوڑے میں کیا حرج ہے مرد کے لئے ممانعت میں حکمت ہے کہ سجدے میں وہ بھی زمیں پر گریں اور اس کے ساتھ سجدہ کریں کما فی المرقات وغیرھا اور عورت ہرگز اس کے مامور نہیں لاجرم امام زین الدین عراقی نے فرمایا ھو مختص بالرجال دون النساء۔

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبــــــــہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنہ

الجــواب صحیـــــح: محمد نعمت اللہ رضوی عفی عنہ

دونوں خطبوں کے درمیان بیٹھنا کیسا اور کتنی دیر بیٹھا چاھیے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ جمعہ میں دونوں خطبوں کے درمیان امام صاحب کا بیٹھنا کیا ہے اور کتنی دیر بیٹھنا چاہیے جواب عنایت فرمائیں نوازش ہوگی۔ سائل: محمد ہارون پاکبڑا امراد آباد

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلْجَوَاب بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّاب اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَاب

صورت مستفسرہ میں دونوں خطبوں کے درمیان بیٹھنا سنت ہے اور نہ بیٹھنا مکروہ۔ فتاوی ہندیہ جلد اول صفحہ 147 پر خطبہ کی سنت گناتے ہوئے ذکر کیا ہے کہ "الجلوس بین الخطبتین، ھکذا فی البحر الرائق"۔ یعنی دونوں خطبوں کے درمیان بیٹھنا ایسا ہی بحر الرائق میں ہے۔ اور اس کی مقدار تین آیت پڑھنے کے برابر ہے۔ "ومقدار الجلوس بینھما مقدار ثلاث آیات فی ظاھر الروایۃ، ھکذا فی السراج الوھاج ناقلا عن الفتاوی"۔

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنہ

الجواب صحیح: محمد شرف الدین رضوی عفی عنہ

ڈاڑھی منڈے کی آذان کا کیا حکم ہے؟

سوال: السلام علیکم ورحمۃ اللہ تعالٰی وبرکاتہ۔ ماشاء اللہ سب خیریت سے ہونگے میرا سوال یہ ہے کہ اگر کوئی شخص ڈاڑھی منڈا کر اذان پڑھتا ہے کیا اس مسجد میں وہی اذان سن کر نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں اگر پڑھ لیا تو کیا گنہگار ہونگے؟ مع حوالہ قرآن وحدیث سے جواب عنایت فرمائیں۔ طالب علم محمد ناظم رضا رضوی۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَاب بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّاب اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَاب

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ و برکاتہ۔ڈاڑھی منڈانا فسق ہے۔درمختار ج 5 ص 261 میں ہے: "یحرم علی الرجل قطع لحیتہ" اور فاسق کی اذان مکروہ ہے۔درمختار مع شامی ج 1 ص 289 میں ہے: "یکرہ اذان فاسق اھ"۔

اور صدر الشریعہ بدر الطریقہ علامہ امجد علی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: خنثی و فاسق اگرچہ عالم ہی ہو اور نشہ والے اور پاگل اور ناسمجھ بچے اور جنب کی اذان مکروہ ہے ان سب کی اذان کا اعادہ کیا جائے۔(بہار شریعت ح 3 ص 317) پھر اسے مکروہ تحریمی کہیے یا تنزیہی فیصلہ علماء کرام کا ہے کہ اس کی اذان کا اعادہ کیا جائے تاکہ اذان بوجہ کمال ادا ہو اور ناقص نہ رہے۔(ردالمحتار)

آذان عرف شرع میں اس بات کا اعلان ہے کہ نماز کا وقت ہو چکا مسلمان نماز کی تیاریاں کریں۔لھذا جو اذان نہ ہوئی یا جس کا لوٹانا لازم تھا نہ لوٹائی اسی سے نماز پڑھ لی نماز ہوگئی مگر خلاف سنت ادا ہوئی جماعت اولی نہ کہلائے گی اور سب پر ترک سنت کا وبال ہوگا۔(فتاوی خلیلیہ اول ص 221)

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنہ

الجواب صحیح: محمد شرف الدین رضوی عفی عنہ

امام سورہ فاتحہ کے بعد سورہ ملانا بھول گیا

سوال: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ پر کہ امام نے فرض کی دوسری رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد اورکوئی دوسری سورۃ نہیں پڑھی اور رکوع میں چلے گئے پھر یاد آیا کہ سورۃ چھوٹ گئی اور امام نے سجدہ سہو کرلیا تو کیا نماز ھوگئی یا نماز لوٹانا پڑیگا؟ برائے کرم تفصیل کے ساتھ جواب عنایت فرمائیں کرم نوازش ھوگی۔المنتظر

اجمل حسین برکاتی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

فرض کی پہلی دونوں رکعتوں میں مطلق قراءت فرض ہے جیسا کہ الاشباہ والنظائر صفحہ 139 میں ہے:"القراءۃ فی الفرض الرباعی فرض فی رکعتین"۔اگرکسی نے ایک رکعت میں سورت ملانا بھول گیااور رکوع کے بعد یاد آیا تو تیسری یا چوتھی میں سورہ فاتحہ کے بعد سورت ملائے اور پھر سجدہ سہو کرے نماز ہو جائے گی۔کما ورد فی بدائع صنائع جلد اول صفحہ 386 و بہار شریعت۔صورت مسئولہ میں سجدہ سہو سے نماز ہوگئی کہ ضم سورۃ واجب ہے اور بھول کر ترک وجوب پر سجدہ سہو واجب۔

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبــــــــہ: فقیر محمد شھروز عالم رضوی عفی عنه

الجــواب صحیـــــح: منظور احمد یار علوی عفی عنه

لگاتار تین جمعه کا ترک کرنا کیسا ھے؟

سوال: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ جو شخص لگاتار تین جمعہ کی نماز نہیں پڑھے اس کے بارے میں شریعت کیا کہتی ہے کیا وہ گناہ کبیرہ میں شامل ہوگیا یا کفر کی حد تک پہنچ گیا حوالہ کے ساتھ جواب عنایت فرمائیں مہربانی ہوگی۔سائل: محمد شمس رضا قادری۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلْجَوَاب بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّاب اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الحَقِّ وَالصَّوَاب

جمعہ فرض عین ہے اس کا منکر ضرور کافر ہے مگر یہ جو عوام میں مشہور ہے کہ تین جمعہ لگاتار چھوڑنے والا کافر ہو جاتا ہے یہ لغو ہے (اگر مذکورہ صورت نہ ہو) البتہ فتاوی شامی جلد اول ص 411 میں ہے: جمعہ زیادہ موکد ہے بنسبت ظہر کے یعنی جمعہ میں جو تہدید آئی ہے وہ ظہر میں نہیں۔جیسا کہ مشکوۃ شریف ص 121 پر ہے: "من ترك الجمعة من غير ضرورة كتب منافقا فی كتاب لا يمحی ولا يبدل"۔جس شخص نے بغیر ضرورت اور عذر کے جمعہ چھوڑ دیا اس کو منافق لکھ دیا جاتا ہے ایسی کتاب میں جو نہ مٹائی

جاتی ہے اور نہ تبدیل کی جاتی ہے۔ "وعن ابی قتادہ رضی اللہ عنہ من ترك ثلاث جمعۃ تھاونا بھا طبع اللہ علی قلبہ"۔ رواہ ابو داؤد والترمذی والنسائی وابن ماجہ. جس نے محض سستی کی وجہ سے ان کو ہلکی سمجھتے ہوئے چھوڑ دیا اللہ تعالیٰ اس کے دل پر مہر لگا دیگا۔ ان تمام روایتوں سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ تارک جمعہ سخت گناہ ہے مگر کفر نہیں۔

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنہ

الجواب صحیح: محمد نعمت اللہ رضوی عفی عنہ

حائضہ عورت کا تعلیم دینا کیسا؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ حائضہ عورت قرآن کی تلاوت یا اوراد وظائف پڑھ سکتی ہے اور اگر کوئی معلمہ ہو تو وہ حالت حیض میں قرآن پڑھا سکتی ہے تفصیل کے ساتھ جواب عنایت فرمائیں۔ ذوالفقار علی سیتامڑھی بہار۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَاب بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّاب اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَاب

صورت مستفسرہ میں حیض ونفاس والی عورت کو قرآن مجید دیکھ کر یا زبانی پڑھنا اور

اس کا چھونا حرام ہے لقولہ علیہ السلام "لاتقربوا الحائض والجنب شیئا من القرآن"۔ حائضہ اور جنبی قرآن میں سے کچھ نہ پڑھے البتہ معلمہ جولڑکیوں کو تعلیم دیتی ہے ایک ایک کلمہ توڑ توڑ کر پڑھے جیسا کہ فتاوی ھندیہ جلد اول کتاب الطھارت باب سادس فصل رابع میں ہے:"واذا حاضت المعلمة فینبغي لها ان تعلم الصبیان کلمة کلمة وتقطع بین الکلمتین ولایکره لها التهجي بالقرآن کذا في المحیط"۔ یعنی جب معلمہ حائضہ ہوتو مناسب ہے اسے کہ وہ تعلیم دے بچوں کو ایک ایک کلمہ اور جملوں کو توڑ کر پڑھے وہ مکروہ نہیں ہے اس لئے کہ وہ قرآن کو ہجے کرکے پڑھے ایسا ہی محیط میں ہے۔

حائضہ عورت کو اوراد ووظائف کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ (فتاوی رضویہ قدیم جلد 2)

"ویجوز للجنب والحائض الدعوات وجواب الاذان ونحو ذالك وکذا في السراجیة"۔ یعنی اور جائز ہے جنبی وحائضہ کو کہ وہ دعا کرے اور جواب اذان دے یا اسی کے مثل کچھ پڑھے ایسا ہی سراجیہ میں ہے۔ (فتاوی ھندیہ حوالہ سابق)

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبــــــــــه: فقیر محمد شهروز عالم رضوی عفی عنه

الجــواب صحیـــــــح: فقیر ابو النعمان عطا محمد مشاهدی عفی عنه

قضاء نمازوں کا فدیہ کیسے ادا کریں؟

سوال: جناب مفتی صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔اگر کوئی شخص انتقال کر گیا اور اس کے ذمہ اس کی زندگی کی کچھ قضاء نمازیں رہ گئی ہو اور اس کے وارثین ادا کرنا چاہتے ہوں تو کیسے ادا کرے گا تفصیل سے مع حوالہ جواب عطا فرمائیں۔محمد زین الدین غازی پور، یوپی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡجَوَاب بِعَوۡنِ الۡمَلِکِ الۡوَھَّاب اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الۡحَقِّ وَالصَّوَاب

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔صورت مسؤلہ میں جس کی نمازیں قضا ہوگئیں اور اس کا انتقال ہوگیا تو اگر اپنے وارثین کو وصیّت کرگیا اور مال بھی چھوڑا تو اس کی تہائی سے ہر فرض و وتر کے بدلے نصف صاع گیہوں یا ایک صاع جَو تصدق کریں اگر وارثین بذات خود استطاعت رکھتے ہوں تب اور اگر مال بھی نہ چھوڑا اور ورثا کو مکمل طاقت بھی نہیں مگر فدیہ دینا چاہتا ہے تو کچھ مال اپنے پاس سے یا قرض لے کر مسکین پر تصدق کرکے اس کے قبضہ میں دیں اور مسکین اپنی طرف سے اسے ہبہ کر دے اور یہ قبضہ بھی کرلے پھر یہ مسکین کو دے، یونہی لوٹ پھیر کرتے رہیں یہاں تک کہ سب کا فدیہ ادا ہو جائے۔اور اگر مال چھوڑا مگر وہ ناکافی ہے جب بھی یہی کریں۔

میت نے ولی کو اپنے بدلے نماز پڑھنے کی وصیّت کی اور ولی نے پڑھ بھی لی تو یہ

ناکافی ہے۔ یوہیں اگر مرض کی حالت میں نماز کا فدیہ دیا تو ادا نہ ہوا۔"ولو مات وعليه صلوات فائتة وأوصى بالكفارة يعطى لكل صلاة نصف صاع من بر) كالفطرة (وكذا حكم الوتر) والصوم، وإنما يعطى (من ثلث ماله)ولو لم يترك مالا يستقرض وارثه نصف صاع مثلا ويدفعه لفقير ثم يدفعه الفقير للوارث، ثم وثم حتى يتم"۔(درمختار جلد اول صفحہ 98) اور ایسا ہی بہار شریعت میں ہے۔

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنہ

الجواب صحیح: فقیر ابو النعمان عطا محمد مشاھدی عفی عنہ

ایک یا دو مقتدی ہوں تو کہاں کھڑے ہونگے؟

سوال: السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ اگر ایک مقتدی ہو یا دو تو کہاں کھڑے ہونگے تفصیل کے ساتھ مع حوالہ جواب عطا فرمائیں نوازش ہوگی۔فقط احمد رضا گجرات۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡجَوَاب بِعَوۡنِ الۡمَلِكِ الۡوَهَّاب اَللّٰھُمَّ هِدَایَةَ الحَقِّ وَالصَّوَاب

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔صورت مستفسرہ میں جب ایک مقتدی ہوتو امام کے برابر داہنی جانب کھڑا ہو اور جب دوسرا آجائے تو امام آگے بڑھ جائیں یا مقتدی پیچھے ہٹ جائے۔

"ومن صلی مع واحد اقامه عن یمینه لحدیث ابن عباس رضی الله عنه... ولا یتاخر عن الامام... وان صلی خلفه او فی یساره جاز وهو مسئیی لانه خالف السنة وان ام اثنین تقدم علیهما"۔(ھدایۃ جلد اول کتاب الصلوۃ ص 124) یعنی جس نے نماز پڑھی ایک کے ساتھ تو وہ امام کے دائیں جانب کھڑا ہو حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث کی وجہ سے اور نہ پیچھے ہو امام سے اور اگر نماز پڑھی اس کے پیچھے یا اس کے بائیں جانب تو جائز برا ہے کہ وہ سنت کی مخالفت کرنے والا ہوا اور اگر امامت کی دو آدمی کی تو ان دونوں سے آگے بڑھ جائے۔اور اگر دونوں امام کے برابر کھڑا ہو گیا تو نماز مکروہ تنزیہی ہوگی اور دو سے زیادہ کا امام کے برابر کھڑا ہونا مکروہ تحریمی ہے۔(فتاوی فقیہ ملت جلد اول)

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبــــــہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنه

الجــواب صحیــــح: فقیر ابو النعمان عطا محمد مشاھدی عفی عنه

جمعہ کے خطبہ میں دوزانوں بیٹھے تو ایک پیر کی انگلیوں کو موڑنا ہوگا یا نہیں؟ اور دوران خطبہ ہاتھ اٹھانا کیسا؟

سوال: السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ۔ جمعہ کے خطبہ میں دوزانو بیٹھے تو ایک پیر کے انگلیوں کو موڑنا ہوگا یا نہیں اور اسی میں دورانے خطبہ دعا کے لیے ہاتھ اٹھا کر لب ہلا کر دعا کرنا کیسا ہے؟ جواب کے ساتھ دلیل بھی عطا ہو کرم ہوگا۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡجَوَاب بِعَوۡنِ الۡمَلِکِ الۡوَھَّاب اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الۡحَقِّ وَالصَّوَاب

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ و برکاتہ۔ دوران خطبہ دوزانوں بیٹھنا مستحب ہے جیسا کہ مراۃ المناجیح میں مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ نے بیان فرمایا ہے۔ لھذا جیسے چاہیں بیٹھیں۔ البتہ دوران خطبہ خطیب کے علاوہ کسی کو دعا یا تسبیح وغیرہ کی اجازت نہیں ہاں دو خطبوں کے درمیان دعا مانگنے پر ائمہ احناف میں اختلاف ہے مگر بہتر قول وہی ہے جو فتاوی رضویہ قدیم سوم باب الجمعۃ ص 764 میں اعلیحضرت علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے: تحقیق یہی ہے اگر چہ یہاں اختلاف نقول حد اضطراب پر ہے کہ سب کو مع ترجیح وتنقیح ذکر کیجئے تو کلام طویل ہو اس تحقیق کی بنا پر حاصل اس قدر کہ مقتدی دل میں دعا مانگیں کہ زبان کو حرکت نہ ہو تو بلا شبہ جائز کہ جب عین حالت خطبہ میں وقت ذکر شریف حضور پر نور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم دل سے حضور پر درود بھیجنا

مطلوب تو بین الخطبتین کہ امام ساکت ہے دل سے دعا بدرجہ اولی روا۔

والله تعالی اعلم بالصواب

کتبہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنه

الجواب صحیح: محمد هاشم رضا مصباحی عفی عنه

درمیان نماز میں احتلام ہو جائے تو کیسے بنا کرے؟

سوال: السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ مفتی صاحب قبلہ ایک مسئلہ کی وضاحت درکار ہے اثناء صلوۃ اگر احتلام ہو جائے تو بعد غسل عدم منافی صلوہ کی صورت میں بناء کرسکتا ہے یا نہیں؟ جواب خواہ اثبات میں ہو یا نفی میں علل بیان کرنا لازم ہے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡجَوَابُ بِعَوۡنِ الۡمَلِكِ الۡوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الۡحَقِّ وَالصَّوَابِ

وعلیکم السلام و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ اثناء صلوۃ اگر احتلام ہو جائے تو بعد غسل بنا نہیں کر سکتے ہیں کیونکہ بناء کے شرائط میں سے ایک شرط یہ ہے کہ حدث قصدا واقع نہ ہو اور شاذ و نادر بھی نہ ہو۔

"فالمفسد لها أنواع، منها الحدث العمد قبل تمام أركانها بلا خلاف حتى يمتنع عليه البناء، واختلف فى الحدث السابق وهو الذى

سبقه من غير قصد وهو ما يخرج من بدنه من بول أو غائط أو ريح أو رعاف أو دم سائل من جرح أو دم به بغير صنعه قال أصحابنا: لا يفسد الصلاة فيجوز البناء استحسانا، وقال الشافعي: يفسدها فلا يجوز البناء قياسا، والكلام فى البناء فى مواضع، فى بيان أصل البناء أنه جائز أم لا ، وفى بيان شرائط جوازه لو كان جائزا، وفى بيان محل البناء وكيفيته۔ أما الأول القياس أن لا يجوز البناء وفى الاستحسان جائز وجه القياس..الخ"۔(بدائع الصنائع جلداول ص 22)

حالت نماز میں احتلام اگر چہ قصدا نہیں ہے البتہ اس کا وجود شاذ ونادر ہے جیسا کہ دیوانگی، بیہوشی۔(بحوالہ مذکور ص 24) بنا نہ کرنے کی دوسری علت یہ بھی ہے کہ غسل کے لئے ستر کھولنا پڑیگا اور کشف ستر ناقض صلوۃ ہے۔(بدائع جلداول ص 696)

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنہ

الجواب صحیح: منظور احمد یار علوی عفی عنہ

جس مسجد میں جمعہ نہ ہوتا ہو اس میں جمعہ کی اذان دینے کا حکم

سوال: السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ جمعہ کے دن وقتیہ مسجد میں مائک کے ذریعے آذان دے سکتے ہیں یا نہیں جب کہ اس میں جمعہ کی نماز نہیں ہوتی ہے برائے کرم جواب عنایت فرمائیں مع حوالہ۔العارض: عبد الشکور دہلی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡجَوَاب بِعَوۡنِ الۡمَلِكِ الۡوَهَّاب اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الحَقِّ وَالصَّوَاب

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔صورت مسئولہ میں اگر گاؤں کی وقتیہ مسجد ہے تو آذان کہے گا اور اگر شہر کی مسجد ہے تو اذان نہیں کہے گا کیونکہ اذان جماعت کیلئے ہے اور جمعہ کے دن جس مسجد میں جمعہ کی نماز نہ ہوتی ہو جماعت ممنوع ہے۔(بہار شریعت جلد چہارم ص 102)

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبـــــــه: فقیر محمد شهروز عالم رضوی عفی عنه

الجـــواب صحيـــــح: فقیر ابو النعمان عطا محمد مشاهدی عفی عنه

غسل میں نیت سنت هے

سوال: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں کہ غسل کی نیت کرنی چاہیئے یا نہیں اور اس کی کیا نیت ہے غسل جنابت یا احتلام کا ہوا گر نیت

نہ کی غسل ہوا یا نہیں بینوا توجروا؟ سائل: محمد احسان علی جامعی سیتامڑھی بہار

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلْجَوَاب بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّاب اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الحَقِّ وَالصَّوَاب

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ و برکاتہ۔صورت مستفسرہ میں غسل میں نیت کرنی سنت ہے اگر نیت نہ کی غسل جب بھی ہو جائے گا۔ "يسن أن يبدأ بالنية بقلبه ويقول بلسانه نويت الغسل لرفع الجنابة أو للجنابة"۔(فتاوی ھندیہ جلد اول ص 14) اور اس کی نیت یہ ہے کہ غسل کرنے والا کہے کہ میں نے نیت کی ناپاکی دور ہونے اور نماز جائز ہونے کی۔

واللّٰہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ: فقیر محمد شھروز عالم رضوی عفی عنہ

الجواب صحیح: فقیر ابو النعمان عطا محمد مشاھدی عفی عنہ

کیا نابالغ بچہ اذان دے سکتا ھے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ نابالغ لڑکے کی اذان صحیح ہے یا نہیں؟ تسلی بخش جواب عطا کریں۔فقط محمد عمران رضا مرادآباد

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلْجَوَاب بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّاب اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الحَقِّ وَالصَّوَاب

سمجھدار نابالغ لڑکا کی اذان درست ہے۔فتاوی عالمگیری جلد اول میں ہے:

"اذان الصبی العاقل صحیح من غیر کراهة فی ظاهر الروایة ولکن اذان البالغ افضل اھ"۔یعنی ظاہر روایت میں سمجھدار بچہ کی اذان بلا کراہت درست ہےلیکن بالغ کااذان پڑھناافضل ہےاور اگر ناسمجھ ہےتو درست نہیں۔فتاوی عالمگیری ہی میں ہے:"اذان الصبی اللذی لایعقل لایجوز ویعاد و کذا المجنون هکذا فی النهایة"۔یعنی ناسمجھ بچے کی اذان جائزنہیں ہے(اگر دے دیا)لوٹائی جائے گی اور ایسے ہی مجنون کی اذان۔

واللّٰہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنه

الجواب صحیح: محمد نعمت اللّٰہ رضوی عفی عنه

بغیر وضو اذان کہنا کیسا ہے؟

سوال: السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ۔مفتی صاحب قبلہ اس سوال کا جواب عنایت فرمائیں کہ اگر کوئی آدمی باوضو نہیں ہے تو کیا وہ اذان دے سکتا ہے اس کی اذان صحیح ہوگی؟ مہربانی کر کے جلدی سے جواب دیجیے گا۔آپ کا کفش بردار سرور علی واجدی،مظفر پور بہار

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْجَوَاب بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّاب اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَاب

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔محدث یعنی بے وضو آدمی اذان دے سکتا ہے اور اس کی اذان صحیح ہے البتہ مستحب ہے کہ باوضو اذان دے۔ "وینبغی (یستحب) ان یوذن ویقیم علی طھر فان اذن علی غیر وضوء جاز لانه ذکر ولیس بصلوۃ فکان الوضوء فیه استحبابا کما فی القراۃ۔" (ھدایۃ اول کتاب الصلوۃ ص 90) یعنی مناسب ہے کہ اذان اور اقامت حالت طہارت میں کہے پس اگر اذان دیا غیر وضو پر تو جائز ہے اس لئے کہ یہ ذکر ہے اور نماز نہیں ہے وضو اس میں مستحب ہے جیسا کہ تلاوت میں۔

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ: فقیر محمد شھروز عالم رضوی عفی عنه

الجواب صحیح: فقیر ابوالنعمان عطا محمد مشاھدی عفی عنه

نماز میں انجیل وتوریت کی تلاوت کرنا کیسا؟

سوال: کیافرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی شخص نماز میں انجیل یا توریت کی تلاوت کرے گا تو اس کی نماز ہوگی یا نہیں؟ بینوا وتوجروا۔فقط ابصار احمد ہبلی کرنا ٹک

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

صورت مسئولہ میں صرف تورات یا انجیل کو نماز میں پڑھا تو نماز نہ ہوئی، قرآن پڑھنا جانتا ہو یا نہیں۔ اور اگر بقدر حاجت قرآن پڑھ لیا اور کچھ آیات تورات وانجیل کی جن میں ذکرِ الٰہی ہے پڑھیں، تو حرج نہیں مگر نہ چاہیے۔ "ولو قرأ من الإنجيل أو التوراة أو الزبور وهو يحسن القرآن أو لا يحسن فسدت صلاته كذا في فتاوى قاضي خان"۔ یاد رہے اس زمانے میں اصل تورات و انجیل موجود نہیں ہیں یہود و نصاریٰ نے اس میں تحریف کر دی ہے۔

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنہ

الجواب صحیح: فقیر ابو النعمان عطا محمد مشاھدی عفی عنہ

نماز میں ھاتھ ناف کے نیچے باندھنے سے متعلق دلائل

سوال: السلام علیکم ورحمۃ اللہ تعالیٰ وبرکاتہ۔ صباح الخیر۔ نماز میں ہاتھ ناف کے نیچے باندھنے سے متعلق کوئی رسالہ یا دلائل ہو تو عنایت فرمائیں۔ نیز غیر مقلدین جو دلائل پیش

کرتے ہیں ان کا توڑ کیا ہو؟

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡجَوَاب بِعَوۡنِ الۡمَلِكِ الۡوَهَّاب اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الحَقِّ وَالصَّوَاب

صورت مسؤلہ میں حدیث دونوں طرح کی ہے مگر سینہ پر ہاتھ باندھنے والی حدیث سنن کبری نے اور صحیح ابن خزیمہ نے بیان کیا ہے جسے بعض حضرات نے ضعیف قرار دیا ہے امام ابوذرعہ نے اس حدیث میں بہت خطا کہا، امام بیہقی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سینہ پر ہاتھ باندھنے کی روایت کا ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ اس حدیث کی سند اور متن میں اضطراب ہے۔

مردوں کو ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کا ثبوت مندرجہ ذیل حدیث سے ہے:

ترمذی شریف اول ص 34 کتاب الصلوۃ باب ماجاء فی وضع الیمین علی الشمال فی الصلوۃ: "ورای بعضھم ان یضعھما فوق السرۃ ورای بعضھم ان یضعھما تحت السرۃ"۔

مسند احمد ج 1 ص 110: "عن علی رضی اللہ عنہ قال ان من السنۃ فی الصلوۃ وضع الاکف تحت السرۃ"۔

سنن دار قطنی ج 1 ص 286: "عن علی رضی اللہ عنہ انہ کان یقول ان من السنۃ وضع الیمین علی الشمال تحت السرۃ"۔

مصنف ابن شیبہ ج 1 ص 390: "عن علقمه بن وائل بن حجر عن ابيه قال رايت النبى صلى الله عليه و سلم وضع يمينه على شماله فى الصلوة السرة"۔اسی میں دوسری جگہ ہے:"عن ابراهيم قال يضع يمينه على شماله فى الصلوة تحت السرة"۔ص 391 میں ہے: "عن حجاج بن حسان قال سالت ابا مجلز قال كيف يضع قال يضع باطن كف يمينه على ظاهر كف شماله ويجعلها اسفل من السرة"۔

ابن اعرابی کا نسخہ ابوداؤد میں ہے: "عن ابي جحيفه ان عليا قال من السنة وضع الكف فى الصلوة تحت السرة"۔جس کو سنن ابوداؤد ج 1 ص 390 کے حاشیہ میں ذکر کیا ہے۔یعنی حضرت ابوجحیفہ سے مروی ہے کہ بیشک حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا سنت یہ ہے کہ نماز میں ہتھیلی کو ناف کے نیچے رکھیں۔

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنہ

الجواب صحیح: فقیر ابوالنعمان عطامحمد مشاھدی عفی عنہ

تفصیلی واجبات نماز

سوال: جزاک اللہ حضرت سبھی (واجبات نماز) کو الگ الگ کر کے لکھ دیں

مہربانی ہوگی۔حضرت اگر یہاں ممکن نہیں ہے تو پرسنل میں بھیج دیں مہربانی ہوگی۔سائل:

ایم ایم آر رضوی

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡجَوَاب بِعَوۡنِ الۡمَلِكِ الۡوَهَّاب اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الحَقِّ وَالصَّوَاب

بہار شریعت کے مطابق تفصیل یہاں ممکن نہیں البتہ اختصار کے ساتھ صاحب نورالایضاح اور الموسوعہ نے ذکر کیا ہے"قراۃ الفاتحۃ وضم سورۃ او ثلاث آیات....الخ"۔

واجبات نماز اٹھارہ ہیں:

(۱)سورہ فاتحہ پڑھنا

(۲)فرض نماز کی دو غیر مقرر رکعتوں اور وتروں اور نفلوں کی تمام رکعتوں میں ایک (چھوٹی)سورۃ یا تین آیات ملانا

(۳)قرات کے لیے پہلی دو رکعتوں کا تعین

(۴)سورہ فاتحہ کو سورۃ سے مقدم کرنا

(۵)سجدہ میں ناک کو پیشانی کے ساتھ ملانا

(۶)ہر رکعت میں کسی دوسرے رکن کی طرف منتقل ہونے سے پہلے دوسرا سجدہ کرنا

(۷)ارکان کو اطمینان کے ساتھ ادا کرنا

(۸) پہلا قعدہ

(۹) اس میں اصح قول کے مطابق تشہد کا پڑھنا

(۱۰) آخری قعدہ میں تشہد پڑھنا

(۱۱) تشہد کے بعد کسی تاخیر کے بغیر تیسری رکعت کے لئے کھڑا ہونا

(۱۲) لفظ السلام نہ کہ علیکم کہنا

(۱۳) وتروں میں دعائے قنوت پڑھنا

(۱۴) عیدین کی تکبیریں

(۱۵) ہر نماز کو شروع کرنے کے لئے لفظ تکبیر کا تعین

(۱۶) عیدین کی دوسری رکعت میں رکوع کی تکبیر

(۱۷) فجر نیز مغرب وعشاء کی پہلی دو رکعتوں میں اگرچہ قضا ہوں جمعہ وعیدین تراویح اور رمضان میں وتر کی نماز میں امام کا بلند آواز سے قرات کرنا

(۱۸) ظہر اور عصر کی تمام رکعتوں میں نیز مغرب وعشاء کی پہلی دو رکعتوں کے بعد اور دن کے نفلوں میں آہستہ قرات کرنا۔

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کـتـبــــــــــہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنہ

الجـــواب صحیـــــــح: محمد نعمت اللہ رضوی عفی عنہ

مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ میں نماز قصر پڑھیں یا پوری

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ انڈیا سے حج کرنے آنے پر مدینہ شریف میں جو فرض نماز پڑھی جائے گی وہ قصر ہوگی یا چار رکعت پوری اور مکہ مکرمہ میں قصر ہوگی یا پوری پڑھی جائے؟ جلد جواب عنایت فرمائے کرم ہوگا۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡجَوَاب بِعَوۡنِ الۡمَلِکِ الۡوَھَّاب اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الۡحَقِّ وَالصَّوَاب

صورت مسئولہ میں مدینہ شریف ہو یا مکہ شریف اگر پندرہ دن سے زیادہ رہنے کا ارادہ ہو تو قصر پڑھیں گے جیسا کہ کتب فقہ سے ثابت ہے۔ البتہ حالات یہی ہوتے ہیں کہ اکثر حاجیوں کو مدینہ میں آٹھ دس دن ہی رکھا جاتا ہے ایسی صورت میں حاجی مسافر ہوگا اور قصر پڑھے گا اور مکہ میں کبھی پندرہ دن سے کم بھی رہنا ہوتا ہے اور کبھی زیادہ بھی جب زیادہ رہنا ہو تو حاجی نماز میں قصر نہیں کرے گا۔

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنہ

الجواب صحیح: فقیر ابو النعمان عطا محمد مشاھدی عفی عنہ

کیا داماد ولی بن سکتا ھے؟

سوال: السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔علماء کرام کی مقدس بارگاہ میں ایک سوال ہے کہ اگر کسی کا انتقال ہو جائے تو کیا اس کا داماد اس کا ولی بن سکتا ہے؟ جواب سے نوازیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔صورت مسؤلہ میں داماد ولی نہیں بن سکتا ہے۔اسباب ولایت چار ہیں ان چار میں سے داماد نہیں ہے۔(۱) قرابت (۲) ملک (۳) ولاء (۴) امامت۔(بہار شریعت حصہ ہفتم)

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنہ

الجواب صحیح: منظور احمد یار علوی عفی عنہ

کیا بیوی کی نسبندی کروانے والا قابل امامت ھے؟

سوال: کیا کہتے ہیں مفتیان کرام اس بارے میں جو امام اپنی بیوی کی نسبندی

کروائے اور پھر توبہ کرلے تو کیا اس امام کے پیچھے نماز پڑھنی درست ہے؟

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلْجَوَاب بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّاب اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَاب

نس بندی کرانا یا کروانا حرام اور سخت گناہ ہے مگر ایسا شخص جو بعد نس بندی اپنے گناہوں سے توبہ کرلے تو اب اس کی امامت جائز ہے ہے اور اس کے پیچھے نماز صحیح ہے جبکہ اور کوئی دوسری شیَ مانع امامت نہ ہو۔ حدیث پاک میں ہے: "التائب من الذنب کمن لاذنب له"۔ یعنی گناہوں سے توبہ کرنے والا شخص ایسا ہے جیسے اس نے گناہ کیا ہی نہیں۔

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنه

الجواب صحیح: فقیر ابو النعمان عطا محمد مشاھدی عفی عنه

سفر کی نماز کیسے پڑھیں؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کہ کہیں سفر کرنا چاہیں تو سفر میں نماز کیسے پڑھیں۔ جواب دیکر مشکور کریں۔ فقط: عارف رضا پونچھ جموں کشمیر

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلْجَوَاب بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّاب اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَاب

جب شرعی سفر پایا جائے یعنی کم از کم 92 کیلومیٹر کی مسافت ہو اور پندرہ دن سے کم رہنے کا ارادہ ہو تو وہ مسافر کہلائے گا اب وہ چار رکعات والی نماز دو رکعات پڑھے گا۔ "صلی الفرض الرباعی رکعتین) وجوبا لقول ابن عباس: »إن الله فرض علی لسان نبیکم صلاۃ المقیم أربعا" ۔(درمختار مع ردالمحتار جلد دوم ص 123)

اور بہار شریعت حصہ چہارم صلوۃ المسافر میں ہے: مسافر پر واجب ہے کہ نماز میں قصر کرے یعنی چار رکعت والے فرض کو دو پڑھے اس کے حق میں دو ہی رکعتیں پوری نماز ہے اور قصداً چار پڑھیں اور دو پر قعدہ کیا تو فرض ادا ہو گئے اور پچھلی دو رکعتیں نفل ہوئیں مگر گنہگار و مستحق نار ہوا کہ واجب ترک کیا لہٰذا توبہ کرے اور دو رکعت پر قعدہ نہ کیا تو فرض ادا نہ ہوئے اور وہ نماز نفل ہوگئی ہاں اگر تیسری رکعت کا سجدہ کرنے سے پیشتر اقامت کی نیت کر لی تو فرض باطل نہ ہوں گے۔(حج کا بیان)

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنہ

الجواب صحیح: محمد نعمت اللہ رضوی عفی عنہ

زنا سے پیدا ہونے والے کی امامت کا حکم

سوال: السلام علیکم۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اگرکسی نے زنا کیا اوراسی زنا سے عورت حاملہ ہوئی پھر زانی نے زانیہ سے نکاح کیا اب جو بچہ پیدا ہوا اور بعد تعلیم قابل امامت ہے یعنی اسکے پیچھے نماز ھو جائے گی۔سائل: محمد علی رضوی

بِسۡمِ اللهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اَلۡجَوَاب بِعَوۡنِ الۡمَلِكِ الۡوَهَّاب اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الحَقِّ وَالصَّوَاب

صورت مستفسرہ میں اگر نکاح کے بعد چھ ماہ سے پہلے لڑکے کی پیدائش ہوئی تو وہ ولد الزنا کہلائے گا اور اگر چھ ماہ بعد پیدا ہوا تو وہ ثابت النسب ہوگا اور ولد الزنا کی امامت سے متعلق نورالایضاح باب الامامۃ فصل فی احق الامامۃ ص 80 میں ہے:"و کرہ امامۃ العبد والاعمی والاعرابی وولد الزنا الجاھل"۔یعنی غلام اور اندھا اور دیہاتی اور وجاہل ولد الزنا کی امامت مکروہ ہے۔

اسی کے حاشیہ 8 میں ہے:"و کراھۃ امامۃ ولد الزنا معللۃ بانہ لیس لہ اب یربیہ ویودبہ ویعلمہ فیغلب علیہ الجھل فاذا کان ھو افضل القوم فلا کراھۃ وارادبولد الزنا اللذی لا علم عندہ ولا تقوی"۔

اگر ولد الزنا علم اور تقوی میں لوگوں سے زیادہ ہو تو اس کی امامت مکروہ نہیں جبکہ اور کوئی دوسری وجہ منع نہ ہو۔درمختار میں ہے:"کرہ امامۃ عبد او اعرابی وولد الزناء الی قولہ الا ان یکون اعلم القوم"۔

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبــــــــہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنہ

الجــواب صحیــــــح: منظور احمد یار علوی عفی عنہ

مسافر مقیم امام کے پیچھے کیسے نماز ادا کرے؟

سوال: السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔علماء کرام رہنمائی فرمائیں اگر مقیم مسافر امام کے ساتھ ظہر کی چار رکعت نماز میں شامل ہوا تو وہ کیسے نماز مکمل کرے گا یا پھر امام کے ساتھ سلام پھیر دیگا۔سائل: محمد حامد رضا نوری

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡجَوَاب بِعَوۡنِ الۡمَلِكِ الۡوَهَّاب اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الحَقِّ وَالصَّوَاب

صورت مسؤلہ میں اگر مقیم نے مسافر امام کی اقتدا کی تو وہ مقیم ہی کی طرح نماز مکمل کرے یعنی مسافر امام دو رکعات پوری کر کے سلام پھیر دے اور مقیم اپنی دو رکعات فردا فردا ادا کرے۔

ھدایہ اول کتاب الصلوۃ باب صلوۃ المسافر ص 167 میں ہے: "وان صلی المسافر بالمقیمین رکعتین سلم واتم المقیمون صلاتھم لان المقتدی التزم الموافقۃ فی الرکعتین فینفرد فی الباقی کالمسبوق الا

انہ لا یقراء فی الاصح"۔یعنی اگر مسافر مقیم کی نماز پڑھائے تو دو رکعات پڑھ کر سلام پھیر لے اور مقیم اپنی نماز کو پوری کرے (چار رکعات) اس لئے کہ مقتدی کو دو رکعت میں موافقت لازم ہے باقی میں وہ منفرد ہے مسبوق کی طرح مگر یہ کہ وہ قرات نہ کرے۔یعنی مقیم جب اپنی نماز پوری کرے تو مقدار قرات خاموش قیام میں رہے۔

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنہ

الجواب صحیح: محمد ہاشم رضا مصباحی عفی عنہ

پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ نہیں پڑھا تو کیا کرے؟

سوال: اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَتُہ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہ۔کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی شخص فرض کی پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ بھول گیا تو کیا دوسری رکعت میں اسے پڑھنا لازم ہوگا جواب دیکر مشکور فرمائیں۔فقط احمد رضا گجرات

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَلْجَوَاب بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَھَّاب اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَالصَّوَاب

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔صورت مسئولہ میں اگر فرض کی پہلی رکعت میں فاتحہ بھول گیا تو پچھلی رکعتوں میں اس کی قضا نہیں اور رکوع سے پیشتر یاد آیا تو فاتحہ پڑھ کر پھر

سورت پڑھے یونہی اگر رکوع میں یاد آیا تو قیام کی طرف عود کرے اور فاتحہ وسورت پڑھے پھر رکوع کرے اگر دوبارہ رکوع نہیں کرے گا نماز نہ ہوگی۔ "(ولو ترك الفاتحة) في الأولیین (لا) يقضيها في الأخريين للزوم تكرارها، ولو تذكرها قبل الركوع قرأها وأعاد السورة"۔(درمختار ج1 ص534)

والله تعالى اعلم بالصواب

کتبہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنہ

الجواب صحیح: فقیر ابو النعمان عطا محمد مشاهدی عفی عنہ

اذان کے بعد تثویب بدعت ہے؟

سوال: السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ کہ صلاۃ جو آج کل آذان اور جماعت کے درمیان کہی جاتی ہے کیا یہ بدعت نہیں ہے۔احمد رضا بائسی پورنیہ

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْجَوَاب بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّاب اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَاب

وعلیکم السلام و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔صورت مستفسرہ میں اذان اور قیام جماعت کے درمیان جو صلاۃ کہی جاتی ہے اسے تثویب کہتے ہیں اور یہ بدعت ضرور ہے مگر بدعت حسنہ

ہے۔

تثویب کو فقہاء نے نماز مغرب کے علاوہ اور نمازوں میں مستحسن قرار دیا ہے چنانچہ فتاوی ھندیہ جلد اول ص 53 میں ہے: "التثویب حسن عند المتاخرین فی کل صلاۃ الا فی المغرب ھکذا فی شرح النقایۃ" یعنی نماز مغرب کے علاوہ ہر نماز میں علماء متاخرین کے نزدیک تثویب مستحسن ہے ایسا ہی شرح نقایہ میں ہے۔

اور مراقی الفلاح شرح نور الایضاح میں ہے: "ویثوب بعد الاذان فی جمیع الاوقات لظھور التوانی فی امور الدینیۃ فی الاصح وتثویب کل بلد بحسب ما تعارفه اھلھا" یعنی صحیح مذھب میں یہ ہے کہ اذان کے بعد ہر وقت میں تثویب کہی جائے اس لئے کہ دینی کاموں میں لوگوں کی سستی ظاھر ہے اور ہر شہر کی تثویب شہر والوں کے عرف کے لحاظ سے ہے۔

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ: فقیر محمد شھروز عالم رضوی عفی عنه

الجواب صحیح: منظور احمد یار علوی عفی عنه

شرعی مسافر کب ھوگا اور اس کا حکم کیا ھے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ آدمی مسافر کب ہوتا ہے کیا

اپنے گھر سے نکلنے پر مسافر کا حکم لگے گا؟ بینوا وتوجروا۔ احسان اللہ قادری مدھ پردیش

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡجَوَاب بِعَوۡنِ الۡمَلِكِ الۡوَهَّاب اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الحَقِّ وَالصَّوَاب

صورت مسئولہ میں جب کسی کا ارادہ کم از کم 92 کیلومیٹر چلنے کا ہو اور جہاں جاتا ہو وہاں پندرہ دن سے کم رہنے کا ارادہ ہو تو وہ شرعی مسافر کہلاتا ہے۔ "اقل سفر تتغير به الاحكام مسيرة ثلاثة ايام من اقصر ايام السنة بسير وسط مع الاستراحات"۔ (نورالایضاح)

دور حاضر میں تین دن کا حساب 92 کیلومیٹر سے کیا گیا ہے۔ جب کوئی اپنے شہر یا گاؤں سے مذکورہ صورت میں باہر نکل جائے گا تو اس پر مسافر کا حکم لگے گا۔ "اذا جاوز بيوت مقامه وجاوز ايضا ما اتصل به من فنائه.."

(نورالایضاح باب صلوۃ المسافر ص 102)

بہار شریعت حصہ چہارم صلاۃ المسافر میں ہے: محض نیت سفر سے مسافر نہ ہوگا بلکہ مسافر کا حکم اس وقت سے ہے کہ بستی کی آبادی سے باہر ہو جائے شہر میں ہے تو شہر سے، گاؤں میں ہے تو گاؤں سے اور شہر والے کے لیے یہ بھی ضرور ہے کہ شہر کے آس پاس جو آبادی شہر سے متصل ہے اس سے بھی باہر ہو جائے۔ اور ایسا ہی درمختار مع ردالمحتار جلد دوم میں ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبـــــــــــہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنہ

اور اگر شرعی مسافت سفر کے بعد پندرہ دن سے زیادہ ٹھہرنے کا ارادہ ہو تب بھی حالت سفر میں وہ شرعی مسافر ہوگا اور اس دوران اس پر مسافرت کے احکام نافذ ہونگے واللہ اعلم۔

محمد نعمت اللہ رضوی

جانور سے وطی کرنے پر وضو وغسل نہیں ٹوٹے گا

سوال: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔کیا کہتے ہیں حضرت اس مسئلہ میں کہ فقہ کی کتابوں میں آتا ہے کہ اگر کسی نے جانور سے وطی کرلیا تو جب تک انزال نہ ہو غسل واجب نہیں ہوگا۔مگر وضو کا ذکر نہیں ملتا ہے اس کا وضو ٹوٹے گا یا نہیں اس خلجان کو دور فرما کر شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں۔سائل: چراغ احمد نعیمی رامپور یوپی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔نعوذ باللہ من ذالک اگر کسی نے ایسی حرکت کی تو اس کا غسل نہیں ٹوٹے گا جیسا کہ فقہ کی کتابوں میں ہے ویسے ہی اگر عضو کے اوپر کچھ نہیں لگا ہے تو اس کا وضو بھی نہیں ٹوٹے گا۔

"لأن التواری فی المیتة والصغیرة لا یوجب الغسل إلا بالإنزال"۔اسی کے تحت منحۃ الخالق میں ہے:"لأن التواری فی فرج البهیمة لا یوجب الغسل إلا بالإنزال) قال الرملی أقول: عللوه بأنه ناقص فی انقضاء الشهوة بمنزلة الاستمناء بالکف وقالوا الإیلاج فی المیتة بمنزلة الإیلاج فی البهائم، وهذا صریح فی عدم نقض الوضوء به مالم یخرج منه شیء"۔(بحرالرائق جلداول صفحہ 61)

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبـــــــــہ: فقیر محمد شهروز عالم رضوی عفی عنه

الجـــواب صحیـــــــح: فقیر ابوالنعمان عطا محمد مشاهدی عفی عنه

نماز کی رکعت میں دونوں سجدے فرض ھیں

سوال: السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ جناب مفتی صاحب قبلہ کیا نماز میں دونوں سجدے فرض ہیں یا ایک ہی سجدہ ایک صاحب کا کہنا ہے کہ ایک ہی سجدہ فرض ہے اس لیے کہ ایک ہی سجدہ کا فرشتوں کو حکم ہوا تھا۔کیا صحیح ہے کیا غلط جواب دیکر مشکور کریں۔فقط عین الھدی رشیدی بائسی پورنیہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَاب بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّاب اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَاب

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ و برکاتہ۔ ہر رکعت میں دو سجدے ہیں اور دونوں سجدے فرض ہیں یہ کہنا غلط ہے کہ فرشتوں کو ایک ہی سجدہ کرنے کا حکم ہوا تھا۔ "(ومنها السجود) السجود الثانی فرض كالأول بإجماع الأمة. كذا فی الزاهدی"۔ (فتاوی ھندیہ جلد اول ص 70) اور ایسا ہی درمختار مع رد المحتار جلد اول صفحہ 447 میں ہے: "(قوله وتكراره تعبد) أی تكرار السجود أمر تعبدی"۔ یعنی تکرار سجدہ بھی امر تعبدی ہے۔

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبـــــــــہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنہ

الجـــواب صحیـــــــح: فقیر ابو النعمان عطا محمد مشاہدی عفی عنہ

بلاوجہ عید کی نماز چھوڑنا بدعت وگمراہی ہے

سوال: السلام علیکم حضرت میرا سوال یہ ہے کہ کوئی عید کی نماز نہیں پڑھے تو کیا حکم ہوگا اُس پر؟ سائل: محمد فاروق

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْجَوَاب بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّاب اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَاب

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔صورت مسئولہ میں عید کی نماز واجب ہے مگر سب پر نہیں بلکہ انھیں پر جن پر جمعہ واجب ہے اور اس کی ادا کی وہی شرطیں ہیں جو جمعہ کے لیے ہیں۔بلا وجہ عید کی نماز چھوڑنا گمراہی و بدعت ہے۔

"وَتَرْكُ صَلَاةِ الْعِيدِ ضَلَالَةٌ وَبِدْعَةٌ"۔(جوہرہ نیرہ جلد اول ص 93) یعنی عید کی نماز چھوڑنا گمراہی و بدعت ہے۔

"تَجِبُ صَلَاةُ الْعِيدِ عَلَى كُلِّ مَنْ تَجِبُ عَلَيْهِ صَلَاةُ الْجُمُعَةِ، كَذَا فِي الْهِدَايَةِ"۔(فتاوی ھندیہ جلد اول ص 150) یعنی عید کی نماز واجب ہے ہر اس آدمی پر جس پر جمعہ واجب ہے۔ایسا ہی ھدایہ میں ہے۔

ایسا ہی بحر الرائق جلد دوم صفحہ 170 میں ہے:"لِأَنَّ الْمُرَادَ مِنَ السُّنَّةِ السُّنَّةُ الْمُؤَكَّدَةُ بِدَلِيلِ قَوْلِهِ، وَلَا يَتْرُكُ وَاحِدًا مِنْهُمَا وَكَمَا صَرَّحَ بِهِ فِي الْمَبْسُوطِ، وَقَدْ ذَكَرْنَا مِرَارًا أَنَّهَا بِمَنْزِلَةِ الْوَاجِبِ عِنْدَنَا، وَلِهَذَا كَانَ الْأَصَحُّ أَنَّهُ يَأْثَمُ بِتَرْكِ الْمُؤَكَّدَةِ كَالْوَاجِبِ"۔

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبـــــــــہ: فقیر محمد شهروز عالم رضوی عفی عنه

الجـــواب صحیــــــح: منظور احمد یار علوی عفی عنه

سفر میں جمع بین الصلاتین جائز ھے؟

سوال: السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ۔ میرا ایک سوال ہے کہ اگر کوئی انسان سفر کرتا ہے اور وہ دو وقتوں کی نماز ایک ساتھ پڑھے تو کیا پڑھ سکتا ہے جیسا کہ ظہر اور عصر یہ دونوں وقتوں کے بارے میں جواب دیکر شکریہ کا موقع دیں۔ سائل: محمد محبوب عالم بہار سے۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَلْجَوَاب بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّاب اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَاب

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ و برکاتہ۔ جمع بین الصلاتین کی دو صورتیں ہیں ایک حقیقی اور دوسری صوری۔ حقیقی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک صرف عرفہ ومزدلفہ ہی میں جائز ہے باقی اور جگہوں میں جمع بین الصلاتین جائز نہیں البتہ امام شافعی کے نزدیک حالت سفر میں بھی جائز ہے۔

"(قَوْلُهُ: وَعَنْ الْجَمْعِ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ فِي وَقْتٍ بِعُذْرٍ) أَيْ مُنِعَ عَنْ الْجَمْعِ بَيْنَهُمَا فِي وَقْتٍ وَاحِدٍ بِسَبَبِ الْعُذْرِ لِلنُّصُوصِ الْقَطْعِيَّةِ بِتَعْيِينِ الْأَوْقَاتِ فَلَا يَجُوزُ تَرْكُهُ إلَّا بِدَلِيلٍ مِثْلِهِ وَلِرِوَايَةِ الصَّحِيحَيْنِ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ «وَالَّذِي لَا إلَهَ غَيْرُهُ مَا صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - صَلَاةً قَطُّ إلَّا لِوَقْتِهَا إلَّا صَلَاتَيْنِ جَمَعَ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ بِعَرَفَةَ وَبَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ بِجَمْعٍ» "۔ (بحرالرائق اول ص 267)

صوری یہ کہ حقیقتاً نماز اپنے اپنے وقتوں ہی پر ادا ہو مگر دیکھنے والے کو معلوم ہو کہ دو نمازیں ایک ہی وقت میں پڑھی جا رہی ہے۔ جیسے ظہر کی نماز آخری وقت ظہر میں اور عصر کی نماز اول وقت عصر میں اور یہ جائز ہے.

"وَأَمَّا مَا رُوِیَ مِنَ الْجَمْعِ بَیْنَهُمَا فَمَحْمُولٌ عَلَى الْجَمْعِ فِعْلًا بِأَنْ صَلَّى الْأُولَى فِي آخِرِ وَقْتِهَا وَالثَّانِيَةَ فِي أَوَّلِ وَقْتِهَا وَيُحْمَلُ تَصْرِيحُ الرَّاوِي بِالْوَقْتِ عَلَى الْمَجَازِ لِقُرْبِهِ مِنْهُ وَالْمَنْعُ عَنْ الْجَمْعِ الْمَذْكُورِ عِنْدَنَا مُقْتَضٍ لِلْفَسَادِ إِنْ كَانَ جَمْعَ تَقْدِيمٍ وَلِلْحُرْمَةِ إِنْ كَانَ جَمْعَ تَأْخِيرٍ مَعَ الصِّحَّةِ كَمَا لَا يَخْفَى"۔ (بحر الرائق جلد اول ص 267)

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ: فقیر محمد شھروز عالم رضوی عفی عنه

الجواب صحیح: منظور احمد یار علوی عفی عنه

نماز جنازہ میں مسبوق کا حکم

سوال: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ میرا سوال یہ ہے اگر کوئی مسلمان کسی کی نماز جنازہ میں شریک ھونا چاہتے ہیں لیکن اس کو ٹائم لگ گیا اور وہ آخری تکبیر میں جا کر شامل ھو

گیا تو وہ امام کے ساتھ تکبیر پھیر نگے یا 3 تین تکبیر اس کو کہنا ضروری ہے جواب عنایت فرمائیں۔ بندہ ناچیز محمد مشرف رضا رضوی پورنوی بھار

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَاب بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّاب اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَاب

وعلیکم السلام و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔صورت مستفسرہ میں مسبوق یعنی جس کی بعض تکبیریں فوت ہوگئیں وہ اپنی باقی تکبیریں امام کے سلام پھیرنے کے بعد کہے اور اگر یہ اندیشہ ہو کہ دُعائیں پڑھے گا تو پوری کرنے سے پہلے لوگ میّت کو کندھے تک اٹھا لیں گے تو صرف تکبیریں کہہ لے دُعائیں چھوڑ دے۔

"(والمسبوق) ببعض التكبيرات لا يكبر فى الحال بل (ينتظر تكبير (الإمام ليكبر معه) للافتتاح لما مر أن كل تكبيرة كركعة، والمسبوق لا يبدأ بما فاته.وقال أبو يوسف: يكبر حين يحضر (كما لا ينتظر الحاضر) فى (حال التحريمة) بل يكبر اتفاقا للتحريمة. -لأنه كالمدرك ثم يكبران ما فاتهما بعد الفراغ نسقا بلا دعاء إن خشيا رفع الميت على الأعناق"۔(درمختار مع ردالمحتار جلد 2 صفحہ 216)

والله تعالى اعلم بالصواب

کتبہ: فقیر محمد شهروز عالم رضوی عفی عنه

الجـــواب صحیـــــــح: منظور احمد یار علوی عفی عنہ

جو خطبہ سننے نہ پایا وہ جمعہ کی نماز ادا کرے یا نہیں؟

سوال: علمائے کرام کی بارگاہ میں ایک سوال ہے کہ کوئی شخص ایسے وقت میں آیا کہ خطبہ سننے کو نہ پایا تو جمعہ کی نماز ادا کرے یا نہیں؟ سائل: فیضان رضا قادری۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

خطبہ جمعہ کی شرائط میں سے ہے نہ کہ کسی فرد واحد کی نماز کی۔ "ومن شرائطها الوقت فتصح فی وقت الظهر ولا تصح بعده ومنها الخطبه"۔ (ھدایۃ اول باب صلوۃ الجمعۃ ص 168)

تشھد ختم ہونے سے پہلے جب بھی شامل ہوگا نماز ہو جائے گی۔ ھدایۃ جلد اول باب الجمعۃ ص 170 میں ہے: "ومن ادرك الامام یوم الجمعة صلی معه مع ادرکه وبنی علیه الجمعة لقوله علیه السلام ماادرکتم فصلوا ومافاتکم فاقضوا وان کان ادرکه فی التشهد او فی سجود السهو بنی علیها الجمعة الخ"۔

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبـــــــــــہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنه

الجـــواب صحیــــــح: فقیر ابو النعمان عطا محمد مشاهدی عفی عنه

جنازہ میں اگر تکبیر زیادہ ہوگئی تو کیا حکم ہے؟

سوال: السلام علیکم و رحمت اللہ و برکاتہ۔ نماز جنازہ میں چار تکبیروں کے بجائے پانچ تکبیریں ہوگئی اسکے بارے میں کیا مسئلہ ہے؟ حضور تاریخ کے روشنی جواب عنایت فرمائیں۔

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ جنازہ میں چار تکبیروں کا ہونا جنازہ کا رکن ہے اگر کسی نے تین تکبیریں کہیں تو نماز نہیں ہوئی البتہ پانچ تکبیریں کہیں تو نماز ہوگئی۔ جیسا کہ بہار شریعت حصہ چہارم میں ہے: امام نے پانچ تکبیریں کہیں تو پانچویں تکبیر میں مقتدی امام کی متابعت نہ کرے بلکہ چُپ کھڑا رہے جب امام سلام پھیرے تو اُس کے ساتھ سلام پھیر دے۔

"وَصَلَاةُ الْجِنَازَةِ أَرْبَعُ تَكْبِيرَاتٍ وَلَوْ تَرَكَ وَاحِدَةً مِنْهَا لَمْ تَجُزْ

صَلَاتُهُ، هٰکَذَا فِي الْکَافِي............وَلَوْ کَبَّرَ الْإِمَامُ خَمْسًا فَالْمُقْتَدِي لَا يُتَابِعُ ثُمَّ مَاذَا يَصْنَعُ فِي رِوَايَةٍ عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ -رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالَى- يَمْكُثُ حَتّٰى يُسَلِّمَ مَعَهُ وَهُوَ الْأَصَحُّ، هٰکَذَا فِي مُحِيطِ السَّرَخْسِيِّ"۔(فتاوی ھندیہ اول ص 164)

والله تعالی اعلم بالصواب

کتبہ: فقیر محمد شھروز عالم رضوی عفی عنه

الجواب صحیح: محمد نعمت اللّٰہ رضوی عفی عنه

بعد قیام بغیر رکوع کے سجدہ میں چلا گیا تو کیا حکم ھے؟

سوال: السلام علیکم۔حالت نماز میں اگر قیام کے بعد سجدے میں چلے جائے یاد آنے پر پھر وہ رکوع کرے پھر سجدہ کرے تو نماز ہو جائیگی؟ سجدہ سہو کرنا پڑے گا یا نہیں؟ برائے مہربانی جواب عنایت فرمائے۔(نثار قادری)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

صورت مسئولہ میں سجدہ سہو سے نماز ہو جائے گی کہ رکن کے تقدم و تاخر سے سجدہ سہو

واجب ہوتا ہے۔"وَكَذَا إِذَا رَكَعَ فِي مَوْضِعِ السُّجُودِ أَوْ سَجَدَ فِي مَوْضِعِ الرُّكُوعِ أَوْ رَكَعَ رُكُوعَيْنِ أَوْ سَجَدَ ثَلَاثَ سَجَدَاتٍ لِوُجُودِ تَغْيِيرِ الْفَرْضِ عَنْ مَحَلِّهِ أَوْ تَأْخِيرِ الْوَاجِبِ، وَكَذَا إِذَا تَرَكَ سَجْدَةً مِنْ رَكْعَةٍ فَتَذَكَّرَهَا فِي آخِرِ الصَّلَاةِ سَجَدَهَا وَسَجَدَ لِلسَّهْوِ"۔ (البدائع الصنائع ج1 ص 164) یعنی اور ایسا ہی رکوع کیا سجدہ کی جگہ میں یا سجدہ کیا رکوع کی جگہ میں یا ایک رکوع کے بجائے دو رکوع کیا اور دو سجدہ کے بجائے تین سجدہ کیا فرض کے اپنی جگہ سے متغیر ہو جانے یا واجب کے تاخیر کی وجہ سے اور ایسے ہی ایک رکعت کا ایک سجدہ چھوڑ دیا اور یاد آیا آخر نماز میں سجدہ کیا تو سجدہ سہو واجب ہے۔"وَكَذَا إِذَا سَجَدَ فِي مَوْضِعِ الرُّكُوعِ أَوْ رَكَعَ فِي مَوْضِعِ السُّجُودِ"۔

(فتاوی ھندیہ اول ص 127)

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنہ

الجواب صحیح: محمد نعمت اللہ رضوی عفی عنہ

روزہ، اعتکاف کا بیان

تمباکو منہ میں رکھ کر سویا اور سحری کے بعد بیدار ہونے پر روزے کا حکم اور تمباکو اور حقہ پینا کیسا؟

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتی صاحب اس مسئلہ میں کہ زید رات میں منہ میں تمباکو رکھ کر سو گیا، اور جب نیند سے بیدار ہوا تو سحری کا وقت ختم ہو گیا تھا۔ کیا زید بغیر سحری کے روزہ رکھ سکتا ہے؟ حالانکہ زید نے اٹھ کر فوراً کلی کر لی تھی۔ اور ساتھ میں تمباکو کھانا شرعی طور پر کیا کہلائے گا؟ مکروہ یا خالص حرام؟ اور جہاں جہاں تمباکو استعمال ہوتا ہے جیسے سگریٹ، حقہ ان کا استعمال کرنا کیسا؟ سائل: سید سمیر احمد رضوی ہند، مورخہ: 30 مئی 2018

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْجَوَاب بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّاب اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَاب

صورت مسؤلہ میں زید رات میں تمباکو منہ میں رکھ کر صبح تک سوتا رہا اگر سونے میں تمباکو کے ذرات منہ کے اندر حلق کے نیچے جانا گمان ہو تو زید کا روزہ نہیں ہوگا اگرچہ بغیر سحری کے بھی روزہ ہو جاتا ہے ہاں اگر غالب گمان ہو کہ ذرات حلق کے نیچے نہیں گیا ہے تو روزہ ہو جائے گا۔

سیدی اعلیٰ حضرت امام اہل سنت، امام احمد رضا قادری برکاتی رحمتہ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ: اگر رات میں پان کھالیا اور صبح تک اگال منہ میں تھا جس کا جرم خواہ عرق لعاب کے ساتھ ساتھ حلق میں جانا مظنون (غالب گمان) ہے تو روزہ نہ ہوگا۔(فتاوی رضویہ قدیم جلد چہارم ص 586)

سگریٹ، بیڑی تمباکو کا استعمال شرعا جائز ہے البتہ جو تمباکو یا حقہ کا کش دماغ میں فتور لائے ممنوع ہے۔ "تمبا کو خوردن و کشیدن وشمیدن همه رواست کما حققناه فی حقة المرجان... که بمقتضاء حدیث حرام زاده نباشد الخ" (فتاوی رضویہ قدیم جلد دھم ص 90)

لھذا اشیاء مذکورہ کا استعمال جائز ہے منع نہیں اگر طبیعت میں ناگوار گذرے تو وہ بیشک مکروہ طبعی ہے نہ کہ شرعی۔(فتاوی رضویہ قدیم جلد دھم ص 42)

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنہ

الجواب صحیح: محمد نعمت اللہ رضوی عفی عنہ

ضعیف والدین کے روزہ نہ رکھ سکنے کا کفارہ

سوال: ہمارے ایک عزیز سنی بھائی کے والدین ضعیف اور کمزور و ناتواں

ہونے کی وجہ سے روزہ نہیں رکھ سکتے۔ اس کے لئے کتنا کفارہ (سکہ ہند رائج الوقت کے حساب سے) ادا کرنا پڑے گا؟ سائل: مصطفی خان قادری حال مقیم دبئی مورخہ: 29 مئی 2018ء

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡجَوَابُ بِعَوۡنِ الۡمَلِکِ الۡوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الۡحَقِّ وَالصَّوَابِ

صورت مستفسرہ میں اگر ضعف درازگی عمر کی وجہ سے ہے یعنی اتنی عمر ہوگئی ہے جو حقیقتاً روزہ کی قدرت نہ رکھتے ہوں اور نہ آئندہ طاقت کی امید ہوں تو ایسا شخص روزہ چھوڑ دے اور ہر روزہ کے بدلے فدیہ ادا کرے یعنی دونوں وقت ایک مسکین کو بھر پیٹ کھانا کھلانا اس پر واجب ہے یا ہر روزہ کے بدلے صدقہ فطر کی مقدار مسکین کو دے۔ (فتاوی رضویہ قدیم جلد چہارص 612، درمختار کتاب الصوم جلد 3 ص 471)

"وکذا کبر السن حتی یباح للشیخ الفانی ان یفطر فی شہر رمضان لانہ عاجز عن الصوم وعلیہ الفدیۃ عند عامۃ العلماء... بقول تعالیٰ وعلی الذین یطیقونہ فدیۃ طعام مسکین۔ ومقدار الفدیۃ مقدار صدقۃ الفطر وھو ان یطعم عن کل یوم مسکینا مقدار مایطعم فی صدقۃ الفطر"۔ (بدائع الصنائع المجلد الثانی ص 97)

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبـــــــــہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنه

الجــواب صحیـــــــح:منظور احمد یار علوی عفی عنه

سحری کا وقت کب تک ھے؟

سوال: السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ۔علمائے کرام کے بارگاہ میں گزارش ہیکہ سحری کا وقت کیا صبح صادق تک رہتا ہے یا پھر دس یا پندرہ منٹ پہلے ختم ہو جاتا ہے یعنی سحری کیا صبح صادق تک کرسکتا ہے یا نہیں؟ سائل:عبدالرشید

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡجَوَاب بِعَوۡنِ الۡمَلِكِ الۡوَھَّاب اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الۡحَقِّ وَالصَّوَاب

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ و برکاتہ۔صورت مسؤلہ میں سحری کا وقت صبح صادق تک رہتا ہے جونہی صبح صادق ہوئی وقت سحری ختم ہوگیا۔جیسا کہ بدائع الصنائع جلد دوم ص 77 کی عبارت سے ظاہر ہے "فھو بیاض النھار وذالك من حین یطلع الفجر الثانی الی غروب الشمس.... لقوله تعالیٰ کلوا واشربوا حتی یتبین لکم الخیط الابیض من الخیط الاسود من الفجر ای حتی یتبین لکم بیاض النھار من سواد اللیل ھکذا روی عن رسول اللہ صلی اللہ علیه و سلم"

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبــــــــــہ: فقیر محمد شھروز عالم رضوی عفی عنه

الجــواب صحیـــــــح: فقط محمد عطاءاللہ نعیمی کراچی عفی عنه

کیا آذان کے وقت افطار کرنا درست ھے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ رمضان میں اذان ہوتی ہے تو لوگ افطار کرنے لگتے ہیں کیا اذان کے وقت افطار کرنا درست ہے۔سائل: احسان علی زاہدی،سیتامڑھی بہار

بِسۡمِ اللهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اَلۡجَوَاب بِعَوۡنِ الۡمَلِكِ الۡوَهَّاب اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الحَقِّ وَالصَّوَاب

صورت مسئولہ میں سورج ڈوبتے ہی بلا تاخیر افطار شروع کر دیں۔ترمذی شریف کی حدیث ہے "ان احبی عادی الی اعجلهم فطرا"۔یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ فرماتا ہے مجھے اپنے بندوں میں وہ شخص پیارا ہے جو ان میں سب سے زیادہ جلد افطار کرتا ہے۔

اذان کے وقت خاموش رہے اور جواب دے آواز سن کر زبان سے جواب دینا مستحب اور قدم سے جواب دینا واجب ہے کما بیناہ فی فتاوٰنا۔ "ولا یقراء السامع ولا

یسلم ولا یرد السلام ولا یشتغل بشئ سوی الاجابة ولو کان السامع یقراء بقطع القراۃ ویجیب"۔(بحرالرائق جلد اول صفحہ 259) یعنی اذان سننے والا قراۃ نہ کرے اور نہ ہی سلام کرے اور نہ سلام کا جواب دے اور نہ اذان کا جواب دینے کے سوا کوئی کام کرے اور اگر اذان سننے والا قرآن پڑھتا ہے تو پڑھنا بند کر دے اور جواب دے۔

اور ایسا ہی فتاوی عالمگیری مصری جلد اول ص 54 میں ہے "لا ینبغی ان یتکلم السامع فی خلال الاذان والاقامة ولا یشتغل بقراءۃ القرآن ولا بشئ من الاعمال سوی الاجابة"۔

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنه

الجواب صحیح: منظور احمد یار علوی عفی عنه

روزہ کے لئے ایام مناہی پانچ دن ہے

سوال: السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ پورے سال میں کون کون سے دن روزہ رکھنا منع ہے؟تفصیل کے ساتھ وضاحت فرما دیں نوازش ہوگی۔سائل:نصیر الدین عرفانی ساکن مرول اتر دیناجپور

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

صورت مسؤلہ میں پورے سال میں پانچ دن روزہ رکھنا منع ہے ایک دن عید اور ایک دن بقرعید اور تین دن ایام تشریق ۱۱، ۱۲، ۱۳ ذی الحجہ۔ "ویکرہ صوم یوم العیدین، وأیام التشریق، وإن صام فیھا کان صائما عندنا کذا فی فتاوی قاضی"۔ (فتاوی ھندیہ اول ص 201)

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنہ

الجواب صحیح: فقیر ابوالنعمان عطا محمد مشاھدی عفی عنہ

جنبی کے روزہ کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ حالت جنابت میں روزہ رکھنا کیسا ہے کیا روزہ پر کوئی فرق پڑے گا؟ سائل: محمد شاھد ہوڑہ بنگال

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

صورت مستفسرہ میں حالت جنابت میں روزہ درست ہے۔اس سے روزے میں کوئی

نقص وخلل نہیں آئے گا کہ طہارت باجماع ائمہ اربعہ شرط روزہ نہیں ہے البتہ اگر دن بھر جنبی رہا تو وہ شخص نمازیں قصدا چھوڑنے کے سبب اشد گناہ کبیرہ کا مرتکب ہوگا۔(فتاوی رضویہ ج ۴ ص ۶۱۵)

"ومن أصبح جنبا أو احتلم في النهار لم يضره كذا في محيط السرخسي..." جس نے حالت جنابت میں صبح کی یا دن میں محتلم ہوا تو اسے کوئی ضرر نہیں دیگا۔

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنہ

الجواب صحیح: فقیر ابو النعمان عطا محمد مشاہدی عفی عنہ

روزہ کی نیت کب کریں؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ روزے کی نیت کس وقت کرنی چاہیے؟ الارض: محمد مستقیم انصاری بناسکانٹھا گجرات

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَاب بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّاب اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَاب

صورت مستفسرہ میں ادائے رمضان کا روزہ اور نذر معین ونفلی روزہ کی نیت رات سے

کرنا ضروری نہیں اگر ضحوۂ کبری یعنی دو پہر سے پہلے نیت کرلی تب بھی یہ روزے ہو جائیں گے اور ان تینوں روزوں کے علاوہ قضائے رمضان نذر غیر معین اور نفل کی قضا وغیرہ روزوں کی نیت عین اجالا شروع ہونے کے وقت یا رات میں کرنا ضروری ہے ان میں سے کسی روزہ کی نیت اگر دس بجے دن میں کی تو وہ روزہ نہ ہوا۔

"ووقت النية كل يوم بعد غروب الشمس، ولا يجوز قبله كذا في محيط السرخسي ولو نوى قبل أن تغيب الشمس أن يكون صائما غدا ثم نام أو أغمي عليه أو غفل حتى زالت الشمس من الغد لم يجز، وإن نوى بعد غروب الشمس جاز كذا في الخلاصة. جاز صوم رمضان، والنذر المعين، والنفل بنية ذلك اليوم أو بنية مطلق الصوم أو بنية النفل من الليل إلى ما قبل نصف النهار، وهو المذكور في الجامع الصغير وذكر القدوري ما بينه وبين الزوال"۔ (فتاوی ھندیہ جلد اول ص 195)

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبــــــــــہ: فقیر محمد شهروز عالم رضوی عفی عنه

الجــــواب صحیـــــــــح: فقیر ابو النعمان عطا محمد مشاهدی عفی عنه

نفلی روزہ کی نیت کا وقت کب تک ھے

سوال: السلام علیکم ۔ذوالحجہ کے روزے نفلي ہیں اگر کوئی عورت بغیر کئے (سحري سنت ہے) ابھي یعني ٦ بجے تک نیت بھي نہ کي ہو تو کیا اس ترک سنت کي صورت میں روزہ ادا کرنا چاہیے؟ جزاک اللہ خیرا ۔منتظر جواب ۔فقیر سید زبیر القادري رضوي

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡجَوَاب بِعَوۡنِ الۡمَلِكِ الۡوَهَّاب اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الۡحَقِّ وَالصَّوَاب

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ۔سحری کھانا سنت بھی ہے اور سحری سے نیت بھی ہوتی ہے اگرکسی نے سحری نہ کھائی پھر بھی روزہ رکھنا چاہے تو وقت مذکور میں نیت کر کے روزہ رکھ سکتے ہیں کیونکہ نفل کے روزوں کے لیے نیّت کا وقت غروب آفتاب سے ضحوۂ کبریٰ تک ہے، اس وقت میں جب نیّت کر لے، یہ روزے ہو جائیں گے۔

"وَالنَّفۡلُ بِنِيَّةِ ذَلِكَ الۡيَوۡمِ أَوۡ بِنِيَّةِ مُطۡلَقِ الصَّوۡمِ أَوۡ بِنِيَّةِ النَّفۡلِ مِنۡ اللَّيۡلِ إلَى مَا قَبۡلَ نِصۡفِ النَّهَارِ، وَهُوَ الۡمَذۡكُورُ فِي الۡجَامِعِ الصَّغِيرِ وَذَكَرَ الۡقُدُورِيُّ مَا بَيۡنَهُ وَبَيۡنَ الزَّوَالِ" ۔(فتاوی ھندیہ ج1 ص195)

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنہ

الجواب صحیح: فقیر ابو النعمان عطا محمد مشاھدی عفی عنہ

نویں اور دسویں ذوالحجہ کوروزہ رکھنا کیسا؟

سوال: السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔ایک سوال ہے کہ نویں ذوالحجہ اور دسویں ذوالحجہ کوروزہ رکھنا کیسا ہے برائے مہربانی جواب عنایت فرمائیں۔سائل: محمد احمد علی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡجَوَاب بِعَوۡنِ الۡمَلِكِ الۡوَھَّاب اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الۡحَقِّ وَالصَّوَاب

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔صورت مستفسرہ میں نویں ذی الحجہ کو عرفہ کہتے ہیں اور حدیث شریف میں عرفہ کے روزہ کی بڑی فضیلت آئی ہے چنانچہ صحیح مسلم وسنن ابی داود و ترمذی ونسائی وابن ماجہ میں ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی،رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں "مجھے اللہ(عزوجل) پرگمان ہے،کہ عرفہ کاروزہ ایک سال قبل اور ایک سال بعد کے گناہ مٹادیتا ہے۔

صحیح مسلم،کتاب الصیام،باب استحباب صیام ثلاثۃ ایام من کل شھر۔ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بیہقی وطبرانی روایت کرتے ہیں،کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عرفہ کے روزہ کو ہزار دن کے برابر بتاتے۔(المعجم الأوسط"،باب المیم،الحدیث:٦٨٠٢،ج٥،ص١٢٧)

یاد رہے یہ غیر حاجی کے لئے ہے حاجی کو یوم عرفہ کاروزہ رکھنا مکروہ ہے۔(سنن ابو داوٗد)دسویں ذی الحجہ کاروزہ سب کے لئے مکروہ تحریمی ہے پورے سال میں پانچ دن کا

روزہ مکروہ ہے ایک دن عید اور دسویں گیارہویں، بارہویں اور تیرہویں ذی الحجہ ان ایام میں مسلمان اللہ کے مہمان ہوتے ہیں۔"الذی کرہ تحریما "صوم العیدین" الفطر والنحر للإعراض عن ضیافة الله ومخالفة الأمر "و" منه صوم "أيام التشريق" لورود النهي عن صيامها وهذا التقسيم ذكره المحقق الكمال بن الهمام رحمه"۔ (مراقی الفلاح جلد اول ص 236)

واللّٰہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنہ

الجواب صحیح: محمد نعمت اللّٰہ رضوی عفی عنہ

زکاۃ کا بیان

پی ایف کی زکوۃ کیسے ادا کریں؟

سوال: السلام علیکم مفتی صاحب قبلہ۔حضرت ایک مسئلہ ہے وضاحت فرمائیں زید سرکاری سروس میں ہے اسکی تنخواہ سے ماہانہ ایک متعین رقم اسکے فنڈ میں جمع ہوتی ہے اور وہ رقم اسکے رٹائر ہونے کے بعد اسے واپس ملے گی۔زید اس فنڈ میں سے اپنی ضروریات کیلئے کچھ رقم نکال لیتا ہے۔نکالی ہوئی رقم دوبارہ اسکی تنخواہ سے کٹکر اسکے فنڈ میں جمع ہو جائے گی۔ایسی صورت میں فنڈ سے نکالی گئی رقم پر زکوٰۃ کے شرعی حکم کی وضاحت فرمائے کرم ہوگا۔جبکہ وہ مذکورہ رقم سائل کی تنخواہ سے دوبارہ کٹکر اسکے فنڈ میں جمع ہو جائیگی۔سائل: سید احمد ایاز فیض آباد یوپی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَاب بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّاب اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الحَقِّ وَالصَّوَاب

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔صورت مسؤلہ میں پی ایف فنڈ کا وہ حصہ جو ملازم کی تنخواہ سے کاٹا جاتا ہے وہ ملازم کی ملکیت ہے اگر چہ قبضہ نہیں ہے اس فنڈ کو بطور ضمانت قرار دے کر اس کے کچھ حصے کو ملازم قرض لیتا ہے اس قرض کا حکم میعادی قرض کی طرح ہے اس کو

اموال زکوٰۃ میں سے کم کر کے باقی کی زکوۃ دے گا۔ (وقارالفتاوی اول ص 396) جب سے یہ رقم جمع ہونے شروع ہوئی ہے اسی وقت سے اس رقم کی بھی زکوٰۃ ہر سال واجب ہوگی اور سال بسال واجب ہوتی رہے گی اس شرط کے ساتھ کہ صاحب فنڈ مالک نصاب ہو اور جو رقم خرچ کر دی گئی اس پر زکوٰۃ نہیں زکوٰۃ کے لئے لازم ہے سال گھومنا۔

درمختار مع شامی جلد سوم ص 236 میں ہے "تجب زکاتھا نصابا وحال الحول لکن لا فورا بل عند قبض اربعین درھما من الدین القوی کقرض" اور ایسا ہی فتاوی رضویہ قدیم جلد چہارم ص 432 میں ہے۔

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنہ

الجواب صحیح: منظور احمد یار علوی عفی عنہ

عشر کتنا ہوتا ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلے میں کہ عشر دھان اور گیہوں میں کتنا ادا کیا جائے۔ سائل: غلام مرتضیٰ علیمی کٹیہار

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

صورت مسؤلہ میں عشر کا لغوی معنی ہے دسواں حصہ شریعت میں عشر اسے کہتے ہیں کہ وہ زکوٰۃ جو کھیتی کی پیداوار پر واجب ہو اب اگر یہ پیداوار بارش یا نہر کے پانی سے ہوئی ہے تو شریعت نے اس پر عشر یعنی کل پیداوار کا دسواں حصہ واجب کیا ہے۔ اور اگر یہ پیداوار آب پاشی چرسی یا ڈول کے پانی سے ہوئی ہے تو اس میں نصف عشر یعنی بیسواں حصہ واجب ہے۔

(الدر المختار کتاب الزکاۃ باب العشر ج 3 ص 313) (الفتاوی الھندیہ ج 1 ص 186 کتاب الزکاۃ الباب السادس فی زکوٰۃ الزراع والثمار)

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبـــــــــہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنہ

الجــواب صحیـــــــح: محمد نعمت اللہ رضوی عفی عنہ

کرنٹ اکاؤنٹ کے کھاتہ میں جمع رقم پر زکوۃ کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین میرا کرنٹ اکاؤنٹ ہے جس میں میری تنخواہ جمع ہوتی ہے۔ جس میں سے رقم، ہر ماہ، گھر بار، اہل وعیال پر خرچ ہوتی رہتی ہے۔ پچھلے سال ۱۰ ہزار جمع تھے اور سال کے آخر میں (یعنی اس سال رمضان میں) ۵ ہزار موجود ہیں! اس رقم پر کیا ترکیب ہوگی؟ سائل: عمران احمد متحدہ عرب امارات مورخہ:

28مارچ2018ء

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَاب بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّاب اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَاب

صورت مسؤلہ میں وجوب زکوۃ کے لئے لازم ہے کہ مال نصاب پر سال گذر جائے اسے فقہی اصطلاح میں حولان حول کہتے ہیں۔جیسا کہ ھدایہ جلد اول میں ہے: "الزکوۃ واجبۃ علی الحر العاقل البالغ المسلم اذا ملك نصابا ملكا تاما وحال علیه الحول"۔

گذشتہ سال آپ کے کھاتے میں دس ہزار روپے تھے اور اب یہ روپے درمیان سال میں کمی وبیشی ہوتے رہے اور آخر سال میں پانچ ہزار روپے جمع ہیں اب اگر یہ پانچ ہزار روپے آپ کے شہر کے اعتبار سے ساڑھے سات تولہ سونا(93 گرام 312 ملی گرام) یا ساڑھے باون تولہ چاندی (653 گرام 184 ملی گرام) کی قیمت کو پہونچ رہا ہے تو ان روپیوں پر ڈھائی فیصد کے حساب سے زکوٰۃ نکالنا واجب ہے۔ (تفہیم المسائل جلد دوم ص168)

نوٹ: ہندوستان میں پانچ ہزار روپے پر نصاب متحقق نہیں۔

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنه

الجواب صحیح: منظور احمد یار علوی عفی عنه

سونے اور چاندی کی زکوۃ کا حکم

سوال: السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ آپ مفتیان کرام علماء دین کی بارگاہ میں سوال ہے کہ میرے پاس ساڑھے چار تولہ سونا ہے اور ایک سو بیس تولہ چاندی ہے پندرہ ہزار روپیے ہے۔سوال یہ ہے کہ ان تمام کی ٹوٹل زکوۃ کتنے روپیے ہوگی تفصیل سے جواب عنایت فرمائیں۔سائل: محمد نوشاد عالم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْجَوَاب بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّاب اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَاب

وعلیکم السلام و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔صورت مسؤلہ میں اپنے علاقے کے بازار بھاؤ سے سونے اور چاندی کی قیمت نکالیں پھر تینوں کو (روپے سونے کی قیمت، چاندی کی قیمت) ملائیں اور بعد حولان حول ڈھائی پرسنٹ کے حساب سے زکوۃ نکالیں۔ردالمحتار جلد دوم ص 300 باب زکواۃ المال میں ہے:"فان کانت فضۃ تخلص تجب فیھا الزکوۃ ان بلغت نصابا وحدھا او بالضم الی غیرھا"

چونکہ ہر شہر میں سونے چاندی کی قیمت الگ الگ ہے جو جہاں رہتے ہیں وہی کے اعتبار سے قیمت نکالی جائے گی۔

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبـــــــــہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنہ

الجـــواب صحیـــــــح: محمد ھاشم رضا مصباحی عفی عنہ

ایک سال کی زکوۃ نہ ادا کرنے پر اگلے سال دونوں سال کی ادا کرنی ہوگی؟

سوال: السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ایک مسئلہ ہے کہ ایک شخص پر زکاۃ فرض تھی اس نے اپنے مال سے زکاۃ کا مال جو تقریباً چار لاکھ کے قریب تھا، الگ کیا، لیکن کسی وجہ سے مستحق کو دے نہیں پایا، وہ نکالا ہوا مال اس کے پاس ہی پڑا رہا یہاں تک کہ دوسرا سال بھی اس پہ گزر گیا پوچھنا یہ ہے کہ اب وہ کیا کرے؟

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

صورت مسؤلہ میں مالک نصاب پر زکوۃ ہر سال فرض اور اسی سال نکالنا واجب ہے جبکہ شخص مذکور گذشتہ سال کی زکوۃ ادا نہیں کی ہے تو دونوں سال کی ادا کرے۔جیسا کہ تنویر الابصار ج 3 ص 227 اور فتاوی رضویہ ج 4 ص 414 میں ہے۔اور ایسا ہی فتاوی بحر العلوم جلد دوم ص 179 میں ہے۔

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنہ

الجواب صحیح: محمد نعمت اللہ رضوی عفی عنہ

کن چیزوں پر عشر ہے؟

سوال: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔کیا فرماتے ہیں مفتی صاحب قبلہ کہ عشر کن کن چیزوں میں ہے؟ العارض: ذوالفقار علی، گجرات

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔حدیث پاک میں ابن نجار انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں کہ "ہراُس شے میں جسے زمین نے نکالا، عشر یا نصف عشر ہے۔" "ويجب العشر عند أبي حنيفة -رحمه الله تعالى- في كل ما تخرجه الأرض من الحنطة والشعير والدخن والأرز، وأصناف الحبوب والبقول والرياحين والأوراد والرطاب وقصب السكر والذريرة والبطيخ والقثاء والخيار والباذنجان والعصفر، وأشباه ذلك مما له ثمرة باقية أو غير باقية قل أو كثر هكذا في فتاوى قاضي خان سواء يسقى بماء السماء أو سيحا ۔" (ھندیہ اول ص 186)

گیہوں، جَو، جوار، باجرا، دھان اور ہر قسم کے غلّے اور السی، کسم، اخروٹ، بادام اور ہر قسم کے میوے، روئی، پھول، گنا، خربزہ، تربز، کھیرا، ککڑی، بیگن اور ہر قسم کی ترکاری سب میں عشر واجب ہے تھوڑا پیدا ہو یا زیادہ۔ ایسا ہی عالمگیری میں ہے۔

اس میں نصاب بھی شرط نہیں ایک صاع بھی پیداوار ہو تو عشر واجب ہے اور یہ شرط بھی نہیں کہ وہ چیز باقی رہنے والی ہو اور یہ شرط بھی نہیں کہ کاشتکار زمین کا مالک ہو یہاں تک کہ مکاتب و ماذون نے کاشت کی تو اس پیداوار پر بھی عشر واجب ہے بلکہ وقفی زمین میں زراعت ہوئی تو اس پر بھی عشر واجب ہے خواہ زراعت کرنے والے اہلِ وقف ہوں یا اُجرت پر کاشت کی۔ (درمختار، ردالمحتار) البتہ سبزیوں میں اختلاف ہے بعض کے نزدیک عشر ہے اور بعض کے نزدیک کچھ نہیں لقول علیہ السلام "لیس فی الخضروات صدقة اخرجه الترمذی۔" یعنی سبزیوں میں زکوۃ نہیں ہے۔ اسی کو اختیار کیا ہے صاحبین نے۔

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنه

الجواب صحیح: فقیر ابوالنعمان عطا محمد مشاہدی عفی عنه

ساڑھے باؤن تولہ چاندی اور ساڑھے سات تولہ سونا کا

گرام کے حساب سے وزن

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ مالک نصاب ہونے کے لئے ساڑھے باون تولے چاندی یا ساڑھے سات تولے سونا یا ان دونوں کی قیمت کا مالک ہونا ہے عرض ہے کہ آج کے حساب سے کتنے گرام سونا یا چاندی بنتی ہے۔ بینوا وتوجروا۔ سائل: محمد عارف رضا پٹنہ بہار

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

صورت مستفسرہ میں ساڑھے باون تولے چاندی جدید اوزان کی روشنی میں 653 گرام 184 ملی گرام اور ساڑھے سات تولے سونا 93 گرام 312 ملی گرام ہے۔ (جدید اوزان الجامعۃ الرضا)

واللّٰہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنہ

الجواب صحیح: محمد شرف الدین رضوی عفی ونہ

جعلی رسید چھپوا کر چندہ کرنا کیسا؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے اسلام مفتیان کرام مندرجہ ذیل مسائل میں کہ زید

ایک تجربہ کا جہاندیدہ آدمی ہے یہ کئی مدرسوں میں تدریسی خدمات انجام دے چکا ہے زید ایک جامعہ کا نصف کمیشن پہ چندہ کرتا تھا۔ کچھ دنوں تک کمیشن کی رقم کاٹ کر جامعہ میں دس بیس ہزار دے دیتا تھا۔ جب زید کے ذمہ کمیشن کی رقم کاٹ کر واجب الادا رقم کافی ھوگئ تو اراکین جامعہ نے رسید دینا بند کر دیا۔ زید نے اپنی شاطرانہ حکمت عملی سے اسی طرح فرضی رسیدیں چھپوائیں اور سات سال تک اسی فرضی رسید پہ چندہ کرتا رھا۔ رسیدیں پکڑیں گئیں زید نے بھری پنچایت خانہ خدا مسجد میں اس جرم کا اقرار بھی کیا۔

(۱) دریافت طلب امر یہ ھے کہ جن لوگوں نے زید کو زکوۃ کی رقم دی ہے وہ زکوۃ ادا ہوئی یا نہیں؟ جب کہ زید دانستہ طور پر اس رقم سے اپنے بچوں کی ضروریاتِ زندگی جیسے مکان زیور وغیرہ پر خرچ کئے جبکہ زید اور اسکے سبھی اولاد فارغ البال ہیں زکوۃ کے مستحق نہیں۔

زید کے دوسرے بچے اپنے باپ کی اس قبیح حرکت پر یہ کہہ کر کہ تم نے اپنے بیٹے فلاں کے لئے زکوۃ سے بلڈنگ خریدی ہے اسلئے وہ رقم ہم لوگ ادا نہیں کریں گے۔

(۲) کیا اللّٰہ ورسول (جل شانہ وصلی اللّٰہ علیہ وسلم) کے نزدیک بے ادا کئے ہوئے رقم معاف ہوجائیگی؟

(۳) زید کے چند ہی خواہ لوگ ہیں جو کہہ رھے کہ جب زید نے اقرار کرلیا ہے (جبکہ رقم کمیشن کاٹ کر تقریبا سات آٹھ لاکھ ہے) درگزر کر دیا جائے کیا ایسا کہنے والوں پر شرعا کوئی مواخذہ نہیں؟ اور کیا یہ رقم معاف کرنے والے لوگ اللہ ورسول کے نزدیک مجرم ہیں؟ کیا یہ

رقم در گزر کیا جاسکتا ہے؟ جواب تحریر فرما کر عنداللہ وعند الناس ماجور وممنون ہوں۔ المستفتی: اسلام الدین احمد انجم فیضی بانی وناظم اعلیٰ جامعہ خدیجۃ الکبریٰ مسلم نسواں کالج پیرا آدائی گورا چوکی گونڈہ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اَلْجَوَابِ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّاب اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَاب

مسئلہ زکوٰۃ بہت اہم ہے کہ یہ حق اللہ اور حق العباد بھی ہے خود اللہ تعالیٰ نے اس کی ادائیگی کا راستہ بتایا ہے اور ہر مسلمان پر لازم ہے کہ اس کے بتائے ہوئے راستے پر چلیں صورت مسئولہ میں

(۱) قرآن مجید نے زکوۃ کے سات مصارف بیان کئے ہیں ان ساتوں میں سے کسی کو بھی بنیت زکوۃ مال دے دے تو زکوۃ ادا ہو جائے گی ان سات کے علاوہ ادائیگی زکوۃ کے لئے بھی تملیک فقیر شرط ہے اور اگر تملیک نہیں پائی گئ تو زکوٰۃ کی ادائیگی نہیں ہوگی۔

درمختار کتاب الزکوۃ میں ہے "یشترط ان یکون الصرف تملیکا"۔ فتاوی عالمگیری مع خانیہ ج 1 ص 170 پر ہے: "ھی تملیك المال من فقیر مسلم"۔ اور بہار شریعت جلد پنجم ص 58 پر ہے کہ بغیر تملیک زکوۃ ادا نہیں ہوسکتی۔ فتاوی فیض الرسول اول ص 419 میں ہے: جن مدارس میں مال زکوۃ طلبہ پر نہیں صرف کیا جاتا اور اراکین مدرسہ بغیر حیلہ شرعی مدرسہ کے دیگر کاموں میں صرف کرتے ہیں اور زکوۃ دینے والے کو

اس بات کا علم ہے تو ایسے مدارس میں زکوۃ دینا جائز نہیں اگر دیا تو تاوان دینا پڑے گا۔ایسا ہی فتاوی فقیہ ملت اول ص 313 میں ہے۔

ہاں عامل کے لئے الگ حکم ہے اگر عامل کے ہاتھ مال ہلاک ہوگیا یا ضائع ہوگیا تو زکوٰۃ ادا ہوجائے گی۔"وَلَوْ هَلَكَ الْمَالُ فِي يَدِ الْعَامِلِ أَوْ ضَاعَ سَقَطَ حَقُّهُ، وَأَجْزَأَهُ عَنِ الزَّكَاةِ عَنِ الْمُؤَدِّينَ كَذَا فِي السِّرَاجِ الْوَهَّاجِ"۔(فتاوی ھندیہ اول ص 188)واضح ہو کہ سفیر اجیر مشترک ہے جو متعین ہوگا وہی پائے گا۔(فتاوی فقیہ ملت اول ص 332) البتہ مہتمم وکیل ہوتے ہیں صورت مسئولہ میں تملیک فقیر مفقود ہے۔

(۲)یہ مال فقیر کا مال ہے جو حق العباد ہے مدرسہ والے یا کسی دوسرے شخص کے معاف کرنے سے معاف نہیں ہوگا زید یا تو مدرسہ میں جمع کرے یا زکوٰۃ دہندگان کو واپس کرے۔ چندہ کی رقم بطور قرض بھی اپنے مصرف میں خرچ نہیں کرسکتا۔(فتاوی بحر العلوم دوم ص 228)ایسا ہی احسن الفتاوی اول ص 457 میں ہے۔

(۳)زید کے اقرار کرنے سے حق غیر معاف نہیں ہوگا البتہ اگر چندہ دہندگان نے زید کو وکیل بنا کر یہ کہہ دیا ہو کہ آپ جہاں چاہیں اس رقم کو مصارف میں خرچ کریں تو زید کو اختیار ہے اگر وہ خود مصارف میں ہیں تو اپنے اوپر خرچ کریں یا بعد تملیک کچھ بھی کریں۔

(بہار شریعت جلد پنجم ص 22)

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبـــــــــہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنہ

جن لوگوں نے زکوۃ کی رقم ان کو دیا ہے ان کی زکوۃ ادا نہ ہوئی۔

محمد نعمت اللہ رضوی عفی عنہ

حج وعمرہ کا بیان

عمرہ کب کب کرسکتے ہیں؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان ذی وقار حج کے دنوں کے علاوہ عمرہ کرنے کا طریقہ کیا ہے؟ جواب عنایت فرمائیں۔ المستفتی: نسیم احمد دیورنیاں یوپی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَلْجَوَاب بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَھَّاب اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَالصَّوَاب

عمرہ میں چار چیزیں ضروری ہیں:

اول: میقات سے احرام باندھنا

دوم: بیت اللہ کا طواف کرنا

سوم: صفا اور مروہ کی سعی کرنا

چہارم: حلق یا قصر کروانا (بال منڈوانا)

عمرہ 9 ذی الحجہ سے لیکر 12 ذی الحجہ کے علاوہ پورا سال کرسکتا ہے۔ "عن عائشہ رضی اللہ عنہا قالت لاباس ای فی السنۃ شئت ما خلا خمسۃ ایام یوم عرفۃ، یوم النحر وایام التشریق" یعنی ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے

فرمایا کوئی حرج نہیں یعنی سال میں جب تو چاہے سوائے پانچ ایام کے یوم عرفہ، یوم نحر اور ایام تشریق۔ (کتاب الآثار، کتاب الحج باب العمرۃ فی اشہر الحج)

فقہاء نے ان پانچ دنوں میں عمرہ مکروہ قرار دیا ہے اور وجہ یہ بیان کیا ہے "ولان هذه الايام ايام الحج فكانت متعينة له" کیونکہ یہ ایام حج ہیں لھذا اسی کے لئے متعین ہیں۔ اور یہ کراہت تحریم ہے چنانچہ علامہ علاء الدین حصکفی حنفی لکھتے ہیں: "و كرهت تحريما" یعنی مکروہ تحریمی ہے۔

کچھ حضرات اس بات کی طرف گئے ہیں کہ یہ کراہیت صرف حاجی کے لئے ہے جیسا کہ سید احمد بن محمد طحطاوی حنفی اور ان سے علامہ ابن عابدین شامی وہ لکھتے ہیں "ومانقله "ح" عن "الشرنبلالية" من تقييده كراهة العمرة فى الايام الخمسة بقوله" اى فى حق المحرم او مريد العمرة يقتضى انه لايكره فى حق غيرهما. لم ار من صرح به فليراجع۔ یعنی جو نقل کیا اسے امام طحطاوی نے شرنبلالیہ سے پانچ ایام میں عمرہ کی تقید کو ان کے قول سے کہ (ان ایام میں) عمرہ محرم کے لئے مکروہ ہے اور ان کے لیے جو حج کا ارادہ رکھتا ہو یہ قول اس بات کا مقتضی ہے کہ ان کے غیر کے حق میں کوئی صراحت نہیں اور میں نے کسی کو نہیں دیکھا کہ جس نے اس کی صراحت کی ہو پس چاہیے کہ وہاں مراجعت کی جائے۔

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبــــــــہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنہ

الجـــواب صحیـــــــح: فقط محمد عطاء اللہ نعیمی کراچی عفی عنہ

عورت کو بغیر محرم عمرہ میں جانا کیسا

سوال: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔علماء کرام کی بارگاہ میں سوال عرض ہے ایک ضعیفہ خاتون عمرہ جارہی ہے اس کے ساتھ محرم کوئی نہیں ہے اس کے ساتھ جان پہچان کے لوگ ہیں حالانکہ اس کا شوہر بھی ہے اور بیٹا بھی ہے مگر مصروفیت کی بنا پر نہیں جارہے ہیں صرف وہ خاتون اکیلی ہی جارہی ہے۔وہ بغیر محرم کے عمرہ کرنے چلی گئی اب کیا حکم ہے کیا اس کا عمرہ ہوجائے گا؟جواب کا منتظر:فقیر غلام مصطفی ناندیڑ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡجَوَابُ بِعَوۡنِ الۡمَلِكِ الۡوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الۡحَقِّ وَالصَّوَابِ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔عورت کو بغیر شوہر یا محرم کے فرض حج کے لیے جانا حرام ہے۔(فتاوی رضویہ) چہ جائیکہ عمرہ شوہر کو منع کرنے کا اختیار تھا عورت جب تک بغیر شوہر یا محرم کے باہر رہے گی گناہ ہوتا رہے گا۔(مستفاد فتاوی فیض الرسول اول ص 539)

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبــــــــہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنہ

الجـــواب صحيـــــــــح: فقط محمد عطاء اللہ نعیمی کراچی عفی عنہ

غیر محرم کے ساتھ سفر حج پر جانا کیسا؟

سوال: السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ ہندہ اس کے بہنوئی (زید) اور اس کی بہن کے ساتھ سفر پر جانا چاہتی ہے۔ساتھ میں ہندہ کی والدہ بھی ہوگی۔اور ہندہ کا بہنوئی پابند شرع شخص ہے فتنے کا اندیشہ نہیں ہے۔تو کیا ہندہ اس سفر میں جاسکتی ہے؟ سائل: ڈاکٹر ساحل ملک گجرات

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

اَلْجَوَاب بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّاب اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَاب

ہندہ کے لئے سفر حج جائز نہیں ۔لقولہ علیہ السلام: "لا يحل لامراة تومن بالله واليوم الآخر ان تسافر مسيرة يوم وليلة الامع ذی رحم محرم يقوم عليها" حلال نہیں اس عورت کو کہ ایمان رکھتی ہو اللہ اور قیامت پر کہ ایک منزل کا بھی سفر کرے مگر محرم کے ساتھ۔

"اما شرط وجوبه فمنها المحرم للمراة شابة كانت او عجوزا اذا كانت بينها وبين مكة مسيرة ثلاثة ايام" (فتاوی عالمگیری اول کتاب المناسک ص 279) جب تک ساتھ میں کوئی ایسا محرم نہ ہو جس سے ہمیشہ ہمیشہ کو نکاح حرام ہے اسے سفر پر

جانا جائز نہیں ۔(فتاوی رضویہ قدیم جلد چہارم ص 682)اگر چہ بہنوئی کے ساتھ بہن ہی کیوں نہ ہو اسے جائز نہیں ۔(فتاوی بحرالعلوم دوم ص 281)

والله تعالی اعلم بالصواب

کتبہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنه

الجواب صحیح: محمد ھاشم رضا مصباحی عفی عنه

کوئی شخص حج کو گیا اور قربانی پیش نہ کی تو کیا حکم ھے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ اگر کوئی شخص حج کے لئے گیا اور قربانی پیش نہ کی تو کیا حج مکمل ہوا یا نہیں مع دلیل جواب عنایت فرمائیں۔سائل:(حافظ)محمد ذوالفقار بڑودہ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اَلۡجَوَاب بِعَوۡنِ الۡمَلِكِ الۡوَهَّاب اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الحَقِّ وَالصَّوَاب

صورت مسؤلہ میں حج ھوگیا مگر وجوب چھوٹ گیا۔حج کی تین قسمیں ہیں: افراد،تمتع، قران۔متمتع اورقارن(تمتع اورقران کرنے والا) پر قربانی واجب ہے۔(فتاوی شامی جلد اول ص 641)اور قربانی چھوڑنے والے پر دم واجب ہے۔لحدیث ابن مسعود رضی اللہ تعالی

عنہ "قال من قدم نسکا علی نسك فعلیه دم "(ھدایۃ اول کتاب الحج ص 276) جس شخص نے ایک نسک کو دو نسک پر مقدم کر دیا اس پر دم واجب اور جب تقدیم نسک موجب دم ہے تو تاخیر تو بدرجہ اولی موجب دم ہوگی کیونکہ تاخیر تقدیم سے بھی زیادہ مضر اور نقصان دہ ہے۔ پھر یہ کہ شخص مذکور پر دو قربانی واجب ہے۔ "من حلق القارن قبل ان ذبح فعیله دمان عند ابی حنیفة دم بالحلق فی غیر اوانه لان اوانه بعد الذبح ودم بتاخیر الذبح من الحلق "۔(ھدایۃ اول کتاب الحج ص 277)

واضح ہو کہ یہ دونوں دم حرم ہی میں دینا ہے چاہے خود دے یا کسی کو وکیل بنا دے۔ سیدی اعلیحضرت عظیم البرکت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ فتاوی رضویہ قدیم جلد چہارم ص 669 میں فرماتے ہیں کہ: اگر ہندوستان میں ہزار گائیں یا اونٹ کر دیں ادا نہ ہوگا کہ اس کے لئے حرم شرط ہے۔ درمختار میں ہے: "یتعین الحرم لا حل"۔

والله تعالی اعلم بالصواب

کتبہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنه

الجواب صحیح: محمد شبیر احمد صدیقی عفی عنه

سعودی حکومت کے ذریعہ تاریخ حج میں ردوبدل کا حکم

سوال: کیافرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسائل میں:

(۱) حکومت سعودیہ کے پروگرام (کلینڈر سے حج کے ایام کا تقرر) کے مطابق وقوف عرفہ و دیگر رکن واجب کی ادائیگی کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ کیا اس سے حج ادا ہو جائے گا اور فرضیت حج ساقط ہو جائے گی؟

(۲) کیا سعودی حکومت کے جبر وتسلط کا عذر ایسی مجبوری ہے جس کی بنا پر عرفہ میں وقوف، مزدلفہ میں قیام، رمی جمار، طواف وداع وغیرہ غیر مقررہ اوقات میں شرعاروا وصحیح ہو سکتی ہے؟ اگر نہیں تو آپ کی نظر میں اس کا شرعی حل کیا ہے؟

(۳) بغیر محرم کے عورت کا حج میں جانا جائز ہے یا نہیں اگر چار یا پانچ عورتیں ایک ساتھ حج کو جائیں اور کوئی محرم نہ ہو تو شرعا اس کی اجازت ہو سکتی ہے؟ المستفتی: مولانا سالک رضا

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡجَوَاب بِعَوۡنِ الۡمَلِكِ الۡوَھَّاب اَللّٰھُمَّ ھِدَایَةَ الۡحَقِّ وَالصَّوَاب

(۱) حج کے ارکان قیاسی نہیں کہ ہم اپنی عقل ومنشاء کے مطابق اس میں جو چاہیں ردو بدل کریں۔ حج کے سارے ارکان اور ان کے اوقات من جانب الشرع متعین ومقرر ہیں حجۃ الوداع کے موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جس طرح جس ترتیب اور اوقات کی تعین کے ساتھ حج فرمایا اسی طرح ہم پر حج کے افعال ادا کرنا لازم ہے اس کے خلاف کرنے سے حج

میں نقص لازم آئے گا۔

امام ابن ھمام نے اور صاحب عنایہ وغیرہ نے فرمایا کہ حج کی ارکان کے ادائیگی کے وقت اور جگہ کے سلسلے میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی لازم ہے جس طرح یہ جائز نہیں کہ حضور نے جو رکن جہاں ادا کیا اس جگہ کو تبدیل کیا جائے اسی طرح یہ بھی جائز نہیں کہ وقت میں تبدیلی کی جائے ۔(مقالات شارح بخاری اول ص 381)

امام ابومنصور محمد بن مکرم الحنفی متوفی 697ھ فرماتے ہیں:"واذا التبس علی الناس ھلال ذی الحجۃ وقف الناس بعد ان اکملوا عدۃ ذی القعدۃ ثلاثین یوما ثم تبین ان ذالک الیوم کان یوم النحر فوقوفھم صحیح وحجھم صحیح"۔السالک المناسک جلد اول فصل فی اشتباہ یوم عرفۃ میں ہے:

"قال ولووقفوا یوم الترویۃ لایجزیھم لان ذالک مما یمکن التحفظ والاحتراز عنہ وفیہ اداء الطاعۃ والفریضۃ قبل دخول وقتھا"۔فرمایا اگرلوگوں نے یوم الترویۃ(8ذوالحجۃ)کو وقوف کیا تو اسے جائز نہیں ہوگا کیونکہ یہ وہ ہے جس سے تحفظ اور اس سے احتراز ممکن ہے اور اس میں طاعت وفریضہ کی ادائیگی اس فریضہ کا وقت داخل ہونے سے قبل ہے۔

عازمین حج کو وقت اصلی کے اعتبار سے ہی یوم عرفہ کو وقوف کرنا لازم ہوگا جیسا کہ مندرجہ بالا عبارت سے معلوم ہوا نہ کرنے کی صورت میں اس حج کی قضاء لازم آئیگی۔ھکذا فی فتاوی

حج وعمرہ ص 61۔

(۲) جبر وتشدد سے کیا مراد ہے اگر احصار ہے تو یہ عذر ہے مگر یہاں احصار مفقود ہے جیسا کہ حالات سے ظاہر ہے اور اگر اوقات متعینہ میں من مانی ہے تو اس پر عمل کرے جو سوال اول میں مذکور ہوا۔

(۳) کسی عورت کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ بغیر محرم کے حج کرے۔ صحیح مسلم میں حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم "ان امراتی خرجت حاجة وانی اکتتبت فی غزوة کذا و کذا قال انطلق حج مع امراتك" یعنی میری بیوی حج کو جارہی ہے اور میرا نام فلاں فلاں جہاد میں لکھا ہوا ہے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جاؤ تم اپنی بیوی کے ساتھ حج کرو۔ امام اہلسنت سیدی اعلیحضرت علیہ الرحمہ فتاوی رضویہ قدیم جلد چہارم ص 681 میں فرماتے ہیں: امام اعظم رضی اللہ عنہ کے نزدیک زن متقیہ کی معیت کافی نہیں لیکن اگر بغیر محرم کے چلی گئی اور حج کرلیا تو فرض ساقط اور حج مع الکراھیة ادا۔۔

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبـــــــه: فقیر محمد شهروز عالم رضوی عفی عنه

الجـــواب صحيـــــح: محمد شبير احمد صديقي عفی عنه

میقات کی تعریف اور اس کی تعداد

سوال: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔حضرت مفتی صاحب میقات کسے کہتے ہیں اور میقات کتنے ہیں تفصیل سے جواب عنایت فرمائیں۔اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے آمین۔

العارض: رستم علی جعفری سیوان بہار

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْجَوَاب بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّاب اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَاب

صورت مسؤلہ میں میقات اُس جگہ کو کہتے ہیں کہ مکہ معظمہ جانے والے کو بغیر احرام وہاں سے آگے جانا جائز نہیں اگرچہ تجارت وغیرہ کسی اور غرض سے جاتا ہو۔

"المواقيت التي لا يجوز أن يجاوزها الإنسان إلا محرما خمسة: لأهل المدينة ذو الحليفة ولأهل العراق ذات عرق، ولأهل الشام جحفة ولأهل نجد قرن، ولأهل اليمن يلملم، وفائدة التأقيت المنع عن تأخير الإحرام عنها"۔

اور ایسا ہی ھدایہ اول ص 234 میں ہے: "والمواقيت التي لايجوز ان يجاوزها الانسان الا محرما۔" عنایہ شرح ھدایہ ج2 ص 425 میں ہے:"وهو المواقيت حتى لا يجوز لمن دونه أن يتجاوزه إلا بالإحرام تعظيما"

میقات پانچ ہیں:

"المواقیت، خمسة لاهل المدینة ذوالحلیفة ولاهل العراق ذات عرق ولاهل الشام جحفة ولاهل نجد قرن ولاهل یمن یلملم هکذا وقت رسول الله علیه السلام هذه المواقیت۔ "(ھدایہ اول ص 234)

(۱) ذُوالحلیفہ: یہ مدینہ طیبہ کی میقات ہے۔اس زمانہ میں اس جگہ کا نام بیر علی ہے۔ ہندوستانی یا اور ملک والے حج سے پہلے اگر مدینہ طیبہ کو جائیں اور وہاں سے پھر مکہ معظمہ کو تو وہ بھی ذُوالحلیفہ سے احرام باندھیں۔

(۲) ذاتِ عرق: یہ عراق والوں کی میقات ہے۔

(۳) جحفہ: یہ شاموں کی میقات ہے مگر جحفہ اب بالکل معدوم سا ہوگیا ہے وہاں آبادی نہ رہی، صرف بعض نشان پائے جاتے ہیں اس کے جاننے والے اب کم ہوں گے، لہٰذا اہلِ شام رابغ سے احرام باندھتے ہیں کہ جحفہ رابغ کے قریب ہے۔

(۴) قَرن: یہ نجد والوں کی میقات ہے یہ جگہ طائف کے قریب ہے۔

(۵) یلملَم: اہلِ یمن کے لیے۔

یہ میقاتیں اُن کے لیے بھی ہیں جن کا ذکر ہوا اور انکے علاوہ جو شخص جس میقات سے گزرے اُس کے لیے وہی میقات ہے اور اگر میقات سے نہ گزرا تو جب میقات کے محاذی آئے اس وقت احرام باندھ لے مثلاً ہندیوں کی میقات کوہِ یلملَم کی محاذات ہے اور محاذات میں آنا اُسے خود معلوم نہ ہو تو کسی جاننے والے سے پوچھ کر معلوم کرے اور اگر کوئی

ایسا نہ ملے جس سے دریافت کرے تو تحری کرے اگر کسی طرح محاذات کا علم نہ ہو تو مکہ معظمہ جب دو منزل باقی رہے احرام باندھ لے۔ (بہار شریعت حصہ ششم)

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنہ

الجواب صحیح: فقط محمد عطاء اللہ النعیمی کراچی عفی عنہ

غیر مقلد کے پیسوں سے حج کو جانا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں ایک غیر مقلد زید کو حج کے لے کہ رہا ہے تو کیا زید اس کے پیسوں سے حج کو جاسکتا ہے اور اس کے لے دعا کرسکتا ہے؟

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

صورت مستفسرہ میں زید کو ایسے شخص سے پیسے لیکر حج کو جانا جس کی گمراہی حد کفر کو پہونچ گئی ہو جائز نہیں جیسا کہ انوار الفتاوی ص 278 میں مذکور ہے۔ اور ایسے شخص کے لئے دعائے مغفرت بھی جائز نہیں البتہ دعائے ھدایت کرسکتے ہیں مگر بدائع صنائع جلد دوم میں وارد ہے کہ کوئی بھی شخص زاد سفر ھبہ کردے تو حج کرسکتا ہے۔

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبـــــہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنہ

الجــواب صحیــــح: منظور احمد یار علوی عفی عنہ

عمرہ کسی بھی مہینے میں کر سکتے ہیں کیا؟

سوال: السلام علیکم ورحمت اللہ۔کیا سال میں عمرہ جب کبھی بھی کرے تو ہو جائیگا علاوہ ۵ دنوں کے وہ ۵ دن کون سے ہیں؟ وجہ کراہیت کیا ہے؟ محمد جواد القادری

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْجَوَاب بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّاب اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَاب

صورت مسئولہ میں وہ پانچ دن یوم عرفہ یوم نحر اور تین دن ایام تشریق۔ان ایام میں حاجی کے لئے عمرہ مکروہ ہے اگر کسی نے انہی ایام میں عمرہ کر لیا تو ہو جائے گا۔

"جميع السنة إلا خمسة أيام تكره فيها العمرة لغير القارن كذا في فتاوى قاضي خان وهي يوم عرفة ويوم النحر وأيام التشريق والأظهر من المذهب ما ذكرنا ولكن مع هذا لو أداها في هذه الأيام صح ويبقى محرما بها فيها كذا في الهداية"۔(فتاوی ھندیہ اول ص 283)

ان ایام میں کراہیت کی وجہ یہ ہے کہ ان ایام میں حاجی ارکان حج کی ادائیگی میں مشغول رہتے ہیں اس لیے عمرہ کرنے سے حج میں حرج واقع ہوگا اور عین ممکن ہے کہ عمرہ کی

مصروفیت کی وجہ سے حج میں خلل پیدا ہوجائے۔(بدائع صنائع جلد دوم ص 621)

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبــــــــہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنہ

الجــواب صحیــــــح: منظور احمد یار علوی عفی عنہ

منی پہونچے بغیر عرفات پہونچ گیا تو کیا حکم ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ میں کہ زید منی نہیں پہونچا اور نویں ذی الحجہ کو عرفات چلا گیا کیا اس کا حج ہوا یا نہیں؟ بینوا و توجروا۔فقط عبدالستار احمد آباد گجرات

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اَلۡجَوَابُ بِعَوۡنِ الۡمَلِكِ الۡوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الۡحَقِّ وَالصَّوَاب

صورت مستفسرہ میں نویں ذی الحجہ کی رات منی میں صبح تک ٹھہرنا اور آفتاب چمکنے پر عرفات کو جانا سنت ہے مجبوراً اس کے ترک سے حج میں کوئی نقص نہ آئے گا۔

فتاوی رضویہ قدیم چہارم ص 668 میں لباب اور شرح لباب سنن حج سے ہے:

"الخروج من مكة الى عرفة يوم التروية والبيوته بمنى ليلة عرفة الا لحادث من الضرورة والدفع منه الى عرفة بعد طلوع الشمس"۔اور اسی میں دوسری جگہ ہے:"وان بات بغير منى تلك الليلة جاز واساء"۔یعنی اس

رات (نویں) کو بغیر منی کے گذارا تو جائز ہے مگر برا کیا۔

والله تعالی اعلم بالصواب

کتبہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنہ

الجواب صحیح: فقیر ابو النعمان عطا محمد مشاھدی عفی عنہ

زید اپنی زندگی میں حج وعمرہ کرنے کے بعد کیا مرحومین کے نام سے حج کرسکتا ھے؟

سوال: السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہ۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید اپنی زندگی میں حج اور عمرہ دونوں کر چکا ہے اب وہ اپنے مرحومین دادا اور دادی کے نام پہ حج کرنا چاہتا ہے تو کیا اس کا یہ حج کرنا درست ہوگا یا نہیں؟ اور اگر ہوگا تو زید کو کتنا ثواب ملے گا؟ حوالہ کے ساتھ جواب عنایت فرمائیں مہربانی ہوگی۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡجَوَابُ بِعَوۡنِ الۡمَلِكِ الۡوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَایَةَ الحَقِّ وَالصَّوَابِ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔صورت مسئولہ میں زید اپنے دادا یا دادی کے نام سے حج کرسکتا ہے سوال میں دونوں کا ذکر ہے دونوں کا حج ایک آدمی ایک ہی سال کیسے کریگا البتہ الگ الگ سال میں کرسکتا ہے۔حج کا ثواب اسے بھی ملے گا۔ "فلا یجوز حج الغیر

عنه بغير أمره إلا الوارث يحج عن مورثه بغير أمره فإنه يجزى"۔(فتاوی هندیہ جلد اول ص 257) یعنی جائز نہیں ہے کسی کو کہ بغیر اجازت کسی کے اس کے لئے حج کرے مگر وارث اپنے مورث کی طرف سے ان کی اجازت کے بغیر بھی کرے تو وہ حج اس کو کافی ہوگا۔

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبــــــــہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنہ

الجــواب صحیـــــح: منظور احمد یار علوی عفی عنہ

حلق سے پہلے طواف صدر (زیارت) کرنے سے دم واجب ھے

سوال: السلام علیکم ورحمت اللہ و برکاتہ۔کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص حج کو گیارمی اور قربانی کرنے کے بعد بغیر حلق کئے طواف زیارت کیا۔کیا کوئی کفارہ لازم آئے گا؟

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ و برکاتہ۔صورت مستفسرہ میں دم واجب نہیں ہوگا اگر چہ دسویں ذی الحجہ کے دن بمشتشنی یہ تین کام بالترتیب امام اعظم رضی اللہ عنہ کے نزدیک واجب ہے۔جیسا کہ

شرح لباب لملا علی قاری ص 256 پر ہے: یوم نحر یعنی دس تاریخ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چار عبادتیں ادا کی اول رمی جمرہ عقبی دوسرے قربانی تیسرے حلق چوتھے طواف صدر موخر الذکر کے علاوہ بالترتیب امام اعظم کے یہاں یہ چیزیں واجب ہیں۔ایسا ہی رکن دین کتاب الحج ص 255 میں ہے۔

بخاری شریف جلد اول کتاب العلم باب من اجاب الفتیا باشارۃ الید والراس میں افعل ولا حرج کے تحت حاشیہ نمبر 8 میں ہے:" واختلف فی ترتیب هذه الاعمال المذکورة فی انه سنة ولا شئا فی ترکه او واجب یتعلق الدم بترکه فالی الاول ذهب الشافعی واحمد والی الثانی ابوحنیفة ومالك بما روی عن ابن عباس انه قال من قدم شئیا من حجه اواخره فلیهرق الخ"۔ اصح قول یہ ہے کہ طواف زیارت اگر پہلے کرلیا تو خلاف سنت ہوا دم واجب نہیں البتہ طواف کے علاوہ اگر خلاف ترتیب کیا تو دم لازم ہوگا۔

" طَوَافُ الزِّيَارَةِ (أَوَّلُ وَقْتِهِ بَعْدَ طُلُوعِ الْفَجْرِ يَوْمَ النَّحْرِ وَهُوَ فِيهِ) أَيْ الطَّوَافِ فِي يَوْمِ النَّحْرِ الْأَوَّلِ (أَفْضَلُ وَيَمْتَدُّ) وَقْتُهُ إلَى آخِرِ الْعُمُرِ (وَحَلَّ لَهُ النِّسَاءُ) بِالْحَلْقِ السَّابِقِ، حَتَّى لَوْ طَافَ قَبْلَ الْحَلْقِ لَمْ يَحِلَّ لَهُ شَيْءٌ"۔ (درمختار ج2 ص 518) اور ایسا ہی بدائع الصنائع جلد دوم صفحہ 132 میں ہے۔"وَأَمَّا زَمَانُ هَذَا الطَّوَافِ، وَهُوَ، وَقْتُهُ فَأَوَّلُهُ حِينَ يَطْلُعُ الْفَجْرُ

الثَّانِي مِنْ يَوْمِ النَّحْرِ بِلَا خِلَافٍ بَيْنَ أَصْحَابِنَا حَتَّى لَا يَجُوزَ قَبْلَهُ"۔

واللّٰہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنہ

الجواب صحیح: محمد نعمت اللّٰہ رضوی عفی عنہ

رمی جمار میں نائب بنانا کیسا ہے؟

سوال: زید حج کے لیے جارہا ہے اور وہ بہت کمزور ہے چونکہ جمرہ میں بھیڑ بہت ہوتی ہے تو کیا زید رمی جمار کے لئے اپنا نائب بنا سکتا ہے؟ جواب دیکر شکریہ عنایت فرمائیں۔سائل: اکرم علی جمشید پور جھارکھنڈ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

صورت مسئولہ میں رمی جمار میں بغیر عذر شرعی نیابت جائز نہیں اگر عذر شرعی ہو تو رخصت ہے عذر شرعی سے مراد ایسی بیماری یا کمزوری جسکی وجہ سے بیٹھ کر نماز پڑھنا جائز ہو یا جمرات تک سوار ہو کر پہونچنے میں سخت تکلیف ہو یا مرض کی شدت اختیار کرنے کا قوی اندیشہ ہو وہ اپنی طرف سے دوسرے کو اپنا نائب بنا کر رمی کرا سکتا ہے اور اگر بغیر عذر شرعی کے اگر کسی نے اپنا نائب بنا کر رمی کرایا تو اس پر دم واجب ہوگا چاہے ایک دن کی ہو یا تینوں دن

کی دم ایک ہی واجب ہوگا۔(مسائل حج وعمرہ ص 88،مقالاتِ شارح بخاری اول ص 362،فتاوی رضویہ قدیم چہارم ص 668)

واللّٰہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنہ

الجواب صحیح: فقیر ابوالنعمان عطا محمد مشاھدی عفی عنہ

طواف زیارت کے بعد کی سعی کا وقت

سوال: السلام علیکم ورحمتہ اللہ۔کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ طواف زیارت کے بعد والی سعی کا وقت کب سے کب تک ہوتا ہے؟ کیا اسکا وقت وہی ہیں جو طواف زیارت کا ہیں یا طواف زیارت کا وقت ختم ہونے کے بعد بھی وہ سعی کی جا سکتی ہیں؟ علمائے کرام سے گزارش کی اس مسئلہ پر نظر کرم فرمائیں۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَاب بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّاب اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَاب

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔صورت مسؤلہ میں سعی کا اصل وقت ایام نحر ہے کیونکہ سعی طواف زیارت کے تابع ہے مگر حاجیوں کی سہولت کے لئے رخصت دی گئی ہے کہ اگر ایام نحر میں بھی نہیں کر پایا تو بعد ایام نحر بھی کر سکتا ہے۔(بدائع صنائع جلد دوم کتاب الحج)

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبـــــــــہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنہ

الجــواب صحیـــــــح: محمد نعمت اللہ رضوی عفی عنہ

کیا حاجیوں کو عرفات ومزدلفہ میں جمع بین الصلوتین لازم ہے؟

سوال: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔کیا فرماتے ہیں مفتی صاحب قبلہ اس بارے میں کہ کیا تمام حاجیوں کو درمیان حج عرفات اور مزدلفہ میں جمع بین الصلوتیں کرنا لازم ہے۔

بینوا وتوجروا۔العارض: عبدالجبار سرلاہا، نیپال

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔صورت مستفسرہ میں ہر اس حاجی پر جمع بین الصلوتیں ہے جو بڑی جماعت میں شامل رہے۔"فإذا زالت الشمس من يوم عرفة صلى الإمام بالناس الظهر والعصر بأذان واحد وإقامتين) ولا يجهر فيهما بالقراءة لأنهما صلاتا نهار كسائر الأيام"۔(جوہرہ نیرہ ج1 ص156)اور جو شخص ظہر وعصر کی نماز امام کے ساتھ نہ پڑھ سکے تو اس کے لئے ظہر وعصر کو اپنے اپنے

وقت پر پڑھنا لازم ہے چاہے جماعت کرے یا فرداً فرداً پڑھے ان کو جمع کرنا جائز نہیں۔

"فإن من صلى الظهر بجماعة لكن لا مع الإمام الأكبر لا يجوز له الجمع عند أبي حنيفة كالمنفرد....."

"ومن صلى في رحله وحده صلى كل واحدة منهما في وقتها عند أبي حنيفة) لأن المحافظة على الوقت فرض بالنص قال الله تعالى {إن الصلاة كانت على المؤمنين كتابا موقوتا}"۔(بحوالہ سابق)

یہ حکم صرف عرفات کے لئے ہے مگر مزدلفہ میں اس کا برعکس ہے یعنی مزدلفہ میں مغرب وعشاء ایک ساتھ پڑھے چاہے بڑی جماعت میں امام کے ساتھ ہو یا اپنی جماعت میں یا تنہا تنہا ہر صورت میں یہی حکم ہے۔ "ويصلي الإمام بالناس المغرب والعشاء بأذان وإقامة واحدة) لأن العشاء في وقته فلا يفرد له إقامة بخلاف العصر بعرفة....""ومن صلى المغرب في الطريق وحده لم يجزه عند أبي حنيفة ومحمد وعليه إعادتها ما لم يطلع الفجر"۔(جوھرہ نیرہ ج1ص156)

والله تعالى اعلم بالصواب

کتبہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنہ

الجواب صحیح: منظور احمد یار علوی عفی عنہ

مکی اور میقاتی حج قران وتمتع نہیں کرے گا

سوال: السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔کیا حرم میں رہنے والا حج قران کرسکتا ہے؟ مثلاً ٦ ذی الحجہ کو حدودِ حرم سے باہر جا کر عمرہ اور حج کی نیت ایک ساتھ کرکے احرام باندھ لیں اور پھر عمرہ اور حج کرکے تقصیر کروائیں۔فقط ڈاکٹر ساحل ملک گجرات

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

وعلیکم السلام و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔صورت مستفسرہ میں مکی یا میقاتی پر حج قران اور تمتع نہیں ہے بلکہ ان لوگوں کے لئے حج افراد ہے اگر قران یا تمتع کا احرام باندھ لیا تو اس پر دم لازم ہے۔

"وليس لأهل مكة تمتع ولا قران، وإنما لهم الإفراد خاصة كذا في الهداية وكذلك أهل المواقيت ومن دونها إلى مكة في حكم أهل مكة كذا في السراج الوهاج"۔(فتاوی ھندیہ جلد اول ص 239)اور ایسا ہی درمختار مع ردالمحتار جلد دوم ص 539 میں بھی ہے۔"ولو قرن أو تمتع جاز وأساء، وعليه دم جبر"۔غایۃ الاوطار شرح درمختار جلد اول ص 641 مذکورہ عبارت کے تحت ہے: مکی نے اگر قران یا تمتع کیا تو جائز ہے اور اس نے برا کیا اور اس پر بعوض اس قصور کے دم دینا

واجب ہے۔کتب فقہ میں جو مذکور ہے کہ مکی قران اور تمتع نہ کرے تو نفی سے مراد حلت کی نفی ہے نہ کہ صحت کی۔

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنہ

الجواب صحیح: منظور احمد یار علوی عفی عنہ

قارن بعد عمرہ حلق نہیں کرے گا

سوال: السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ۔کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ حج قران کرنے والا عمرہ کا حلق کیسے کریگا جبکہ وہ ابھی حالت احرام میں ہے یا پھر وہ حلق کرے گا ہی نہیں جواب عطا فرما کر خلجان دور فرمائیں۔فقط شاکر علی مظفر پور بہار

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْجَوَاب بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّاب اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَاب

وعلیکم السلام و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔صورت مسئلہ یہ ہے کہ جب حاجی حج وعمرہ کا ایک ساتھ احرام باندھ لیا اور نیت کرلی اب وہ قارن ہوگیا یعنی قران کرنے والا اور قارن عمرہ کے سارے ارکان ادا کرے گا سوائے حلق کے اگر قارن نے حلق کرلیا تو بھی عمرہ سے باہر نہیں ہوا البتہ اسے اب دو دم دینا لازم ہوگا۔

"فلو حلق لم یحل من عمرته ولزمه دمان"۔(درمختار) غایۃ الاوطار شرح درمختار جلد اول ص 339 میں ہے: اگر قارن نے بعد عمرہ کے سر منڈھا دیا تو اس کے عمرے کا احرام نہ ٹوٹے گا کیونکہ قارن کا احرام یوم النحر کو ٹوٹتا ہے اس پر دو دم لازم ہوگا کیونکہ وہ دو احرام میں ہے۔کذافی الطحطاوی۔

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبـــــــہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنہ

الجـــواب صحیـــــح: محمد نعمت اللہ رضوی عفی عنہ

احرام پہنا مگر تلبیہ نہ کہی تو کیا حکم ہے؟

سوال: السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔احرام کی چادر پہن لی اور عمرہ کی نیت بھی کر لی لیکن تلبیہ نہیں پڑھی اور میقات کراس کر گیا تو کیا حکم ہے؟ المستفتی: ڈاکٹر ساحل ملک گجرات

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡجَوَاب بِعَوۡنِ الۡمَلِكِ الۡوَھَّاب اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الحَقِّ وَالصَّوَاب

صورت مسؤلہ میں احرام کے لیے ایک مرتبہ زبان سے لبیک کہنا ضروری ہے اور اگر اس کی جگہ سُبۡحٰنَ اللّٰہِ، یا اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ، لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ یا کوئی اور ذکرِ الٰہی کیا اور احرام کی نیت کی تو احرام ہوگیا مگر سنت لبیک کہنا ہے۔احرام کے لیے نیت شرط ہے اگر بغیر نیت

لبیک کہا احرام نہ ہوا۔ یونہی تنہا نیت بھی کافی نہیں جب تک لبیک یا اس کے قائم مقام کوئی اور چیز نہ ہو۔

"واذا البی فقد احرم یعنی اذا نوی لان العبادة لا تتادی الا بالنیة الا انه لم یذکرها لتقدم الاشارة الیها فی قوله اللهم انی ارید الحج.... یقصد به التعظیم سعی التلبیه فارسیة کانت اوعربیة"۔

(ھدایہ اول کتاب الحج)

اسی کے حاشہ نمبر 6 میں مذکور ہے:"لو ذکر التهلیل اوالتسبیح اوالتحمید ونوی الآخرله یصیر محرما سواء کان یحسن التلبیه اولا یحسن و کذالك اذا نوی بای لسان کان سواء کان یحسن العربیة اولا"۔

چنانچہ اگر کوئی شخص حج کی نیت سے جانور کے گلے میں قلادہ ڈالکر اسے روانہ کر دیا ہو تو وہ بھی محرم ہو جائے گا اگر چہ اس نے تلبیہ نہ پڑھا ہو کیوں کہ ذکر لسانی اگر چہ نہ پایا گیا مگر ذکر قلبی تو پایا گیا ہے لھذا جب حج مین غیر ذکر یعنی قلادہ ڈالنا یعنی تلبیہ کا قائم مقام ہو جاتا ہے تو تلبیہ منقولہ کے علاہ دوسرا ذکر تو بدرجہ اولی تلبیہ کے قائم مقام ہو جائے گا خواہ عربی ہو یا فارسی۔

بالفرض اگر نہ تلبیہ کہا اور نہ اس کا قائم مقام تو احرام نہ پایا گیا۔ "فلا بد من التلبیة أو ما یقوم مقامها فلو نوی ولم یلب أو بالعکس لا یصیر

محرما وھل یصیر محرما بالنیة والتلبیة أو بأحدھما بشرط الآخر "۔(رد المحتار ج2 ص469)

والله تعالی اعلم بالصواب

کتبـــــــــہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنہ

الجـــواب صحیـــــــح: فقیر ابو النعمان عطا محمد مشاہدی عفی عنہ

حدودِ منی سے باہر قیام کرنا خلاف سنت ہے

سوال: السلام علیکم و رحمت اللہ و برکاتہ۔سعودی حکومت نے منٰی کے کچھ خیمے مزدلفہ کی حدود تک لگائے ہیں۔تو وقوف منٰی کے دوران جن حاجیوں کے خیمے منٰی کی حد کے باہر آئے وہ کیا کرے؟ کیا وقوف منٰی ادا ہو جائے گا؟ اگر ادا نہیں ہوگا، تو ادا کرنے کی کیا صورت ہوگی؟ اور اگر کوئی ادا نہ کرے تو کیا کفارہ لازم آئے گا؟ سائل: ڈاکٹر ساحل ملک گجرات

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلْجَوَاب بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّاب اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَاب

صورت مستفسرہ میں اگر کسی نے قیام منیٰ نہیں کیا تو کوئی کفارہ لازم نہیں آئے گا کیونکہ

قیام منیٰ سنن حج میں سے ہے صدر الشریعۃ بدر الطریقہ علامہ امجد علی علیہ الرحمہ بہار شریعت حصہ ششم سنن حج میں فرماتے ہیں: آٹھویں کی فجر کے بعد مکّہ سے روانہ ہو نا کہ منیٰ میں پانچ نمازیں پڑھ لی جائیں، نویں رات منیٰ میں گزارنا۔

اسی طرح فتاوی ھندیہ جلد اول صفحہ 227 میں ہے: "وَلَوْ بَاتَ بِمَكَّةَ وَصَلَّى بِهَا الْفَجْرَ يَوْمَ عَرَفَةَ ثُمَّ تَوَجَّهَ إِلَى عَرَفَاتٍ وَمَرَّ بِمِنًى أَجْزَأَهُ وَلَكِنْ أَسَاءَ بِتَرْكِ الِاقْتِدَاءِ بِرَسُولِ اللّٰهِ - صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "۔ یعنی اگر کسی نے مکہ میں رات گذاری اور یوم عرفہ کو فجر کی نماز پڑھ کر منی سے گذرتے ہوئے عرفہ چلا گیا تو اس کو کافی ہے مگر اس نے برا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء کو چھوڑ کر۔

"ثُمَّ يَعُودُ إِلَى مِنًى فَيُقِيمُ بِهَا لِرَمْيِ الْجِمَارِ فِي بَقِيَّةِ الْأَيَّامِ وَلَا يَبِيتُ بِمَكَّةَ وَلَا فِي الطَّرِيقِ، كَذَا فِي غَايَةِ السُّرُوجِيِّ شَرْحِ الْهِدَايَةِ وَيُكْرَهُ أَنْ يَبِيتَ فِي غَيْرِ مِنًى فِي أَيَّامِ مِنًى كَذَا فِي شَرْحِ الطَّحَاوِيِّ فَإِنْ بَاتَ فِي غَيْرِهَا مُتَعَمِّدًا فَلَا شَيْءَ عَلَيْهِ عِنْدَنَا. كَذَا فِي الْهِدَايَةِ"۔ (فتاوی ھندیہ اول ص 232)

مزدلفہ کی واپسی پر بھی ایسا ہی ہے اگر دوسری جگہ قیام کیا تو خلاف سنت کیا۔

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنہ

الجــواب صحیـــــــح: منظور احمد یار علوی عفی عنه

ایام حج میں اگر کوئی فجر سے پہلے مزدلفہ سے نکل کر منٰی پھونچ جائے تو کیا حکم ہے؟

سوال: السلام علیکم ورحمت اللہ وبرکاتہ۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام مسئلہ ذیل میں زید نے مزدلفہ میں مغرب اورعشاء کی نماز ادا کی اور فجر سے پہلے وہاں سے نکل کر منٰی میں نماز فجر ادا کی اب مسئلہ یہ ہے کہ کیا زید پر دم واجب ہوگا یا نہیں؟ برائے کرم رہنمائی فرمائیں۔کسی عالم صاحب نے فرمایا کہ دم واجب ہوگا کچھ لوگ کشمکش میں ہیں مسئلہ واضح فرمائیں۔سائل: عبدالکریم خان قادری رضوی عرب

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔وقوف مزدلفہ واجب ہےاور وقوف مزدلفہ کاوقت طلوع فجر سے اُوجالا ہونے تک ہے۔اس درمیان میں وقوف نہ کیا تو فوت ہوگیااور اگراس وقت میں یہاں سے ہوکر گزرگیا تو وقوف ہوگیا طلوع فجر سے پہلے جو یہاں سے چلا گیا اُس پر دَم واجب ہے مگر جب بیمار ہو یا عورت یا کمزور کہ ازدحام میں ضرر کا اندیشہ ہے اس وجہ سے پہلے چلا گیا تو اُس پر کچھ نہیں۔

"قَوْلُهُ وَمَنْ تَرَكَ الْوُقُوفَ بِالْمُزْدَلِفَةِ فَعَلَيْهِ دَمٌ) لِأَنَّهُ مِنَ الْوَاجِبَاتِ يَعْنِي إِذَا كَانَ قَادِرًا أَمَّا إِذَا كَانَ بِهِ ضَعْفٌ أَوْ عِلَّةٌ أَوْ امْرَأَةٌ تَخَافُ الزِّحَامَ فَلَا شَيْءَ عَلَيْهِ۔" (جوہرہ نیرہ جلداول صفحہ 172)

اور ایسا ہی فتاوی ھندیہ اول ص 231 میں ہے۔ "وَلَوْ جَاوَزَ حَدَّ الْمُزْدَلِفَةِ قَبْلَ طُلُوعِ الْفَجْرِ فَعَلَيْهِ دَمٌ لِتَرْكِ الْوُقُوفِ بِهَا إِلَّا إِذَا كَانَتْ بِهِ عِلَّةٌ أَوْ مَرَضٌ أَوْ ضَعْفٌ فَخَافَ الزِّحَامَ فَدَفَعَ مِنْهَا لَيْلًا فَلَا شَيْءَ عَلَيْهِ كَذَا فِي السِّرَاجِ الْوَهَّاجِ فَإِذَا أَسْفَرَ جِدًّا دَفَعَ مِنْهَا قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَالنَّاسُ مَعَهُ حَتَّى يَأْتُوا بِمِنًى"۔

والله تعالى اعلم بالصواب

کتبہ: فقیر محمد شهروز عالم رضوی عفی عنه

الجواب صحیح: محمد نعمت اللہ رضوی عفی عنه

وقف واحکام مسجد کا بیان

قبر پر ڈاٹ ڈال کر مسجد میں شامل کرنا کیسا؟ کرتے کے اوپر صدری ہوا سکے بٹن کو نماز میں کھلا رکھنا کیسا؟

سوال: علماء کرام ومفتیان عظام کی توجہ مطلوب:

(۱) قبرستان سے منسلک مسجد ہے مسجد میں جگہ کی قلت اور نمازیوں کی تعداد کی کثرت کی وجہ سے قبرستان کی زمین جس پر قبریں بھی ھیں ان قبروں کو زمین کے برابر کر کے مسجد کے صحن میں شامل کرنا اور پھر اس پر نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں آیا اگر قبریں زمین کے برابر ھوں تو اس پر کیا نماز پڑھی جا سکتی ھے؟ حوالہ کے ساتھ جواب مرحمت فرمائیں اللہ تعالی رحمتوں سے نوازے گا۔

(۲) دیگر کرتے کے اوپر صدری ھوا سکے بٹن کو نماز میں کھلا رکھنا کیسا؟ المستفتی: (مولانا) محمد عتیق الزماں بمبئی

بِسْمِ اللہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

صورت مستفسرہ میں قبرستان کو برابر کر دینا کہ لوگ اس پر چلیں پھریں اٹھیں بیٹھیں نماز، پڑھیں محض حرام ہے۔جیسا کہ فتح القدیر ورد المحتار میں ہے: "تكره الصلوة على القبر لورود النهي عن ذالك"۔ قبر پر نماز پڑھنی حرام اور قبر کی طرف بے حائل نماز پڑھنا مسجد صغیر میں مطلقا حرام اور مسجد کبیر میں اتنے فاصلے تک حرام کہ جب نماز خاشعین کی پڑھے اور قیام میں موضع سجود پر نظر جمائے تو قبر تک نگاہ پہونچے چاہے قبر برابر ہو یا نہیں۔

(فتاوی رضویہ جلد سوم ص 605)

البتہ علماء عظام نے اس کی صورت یہ نکالی ہے کہ اگر سخت ضرورت ہو تو قبر کی جگہوں کو چھوڑ کر چاروں طرف سے دیوار، کھمبا قائم کر کے اس کے اوپر ڈاٹ ڈال دیں جس سے قبور مسلمین کی توہین و بے حرمتی نہ ہو کہ یہ اموات مومنین کو اذیت دینا ہوا۔حدیث پاک میں ہے: "ان الميت يتاذى مما يتاذى منه الحى" (فتاوی رضویہ ششم وفتاوی فیض الرسول اول ص 464) یہ حکم اس صورت میں ہے کہ قبرستان وقفی نہ ہو اور مالک کی اجازت سے ہو ورنہ تغیر وقف لازم آئیگا جو جائز نہیں۔

(2) اگر صدری کے نیچے کوئی کپڑا پہنا ہوا ہے جس سے سینہ ڈھکا ہوا ہو ایسی صورت میں صدری کا بٹن کھلا رکھ کر نماز پڑھنا مکروہ تنزیہی ہے۔اور اگر صدری کے نیچے کوئی کپڑا نہ ہو جس سے سینہ ڈھکا رہے تو مکروہ تحریمی۔(فتاوی فیض الرسول اول ص 374)(مستفاد فتاوی رضویہ سوم)

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنہ

الجواب صحیح: محمد مبشر ازہر مصباحی عفی عنہ

مسجد کے نل سے گھر کی تعمیر کر سکتے ہیں؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ کرام اس مسئلے میں کہ مسجد کے نل سے اپنے گھر کی تعمیر کرنا کیسا ہے؟

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡجَوَابُ بِعَوۡنِ الۡمَلِكِ الۡوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الۡحَقِّ وَالصَّوَابِ

صورت مستفسرہ میں مسجد کا پانی جو مسجد کے حوض یا ٹنکی میں جمع کیا گیا ہے وہ خاص مسجد کی ملک ہے اور اسے مسجد ہی کے مصارف میں استعمال کرنے کی اجازت ہے گھر لیجا کر استعمال کرنا یا اس پانی سے گھر کی تعمیر کرنا جائز نہیں۔ فتاوی رضویہ ج 1 ص 419 میں ہے:

"المراد به الماء المسبل بمال الوقف كماء المدارس والمساجد والسقايات التي تملؤ من اوقافها فإن هذا الماء لا يملكه احد ولا يجوز صرفه الا الى جهة عينها الواقف وهذا هو حكم الوقف" اور ایسا ہی فتاوی مرکز تربیت افتاء دوم باب المسجد ص 190۔

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبـــــــــــہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنه

الجـــواب صحیـــــــح: فقط محمد عطاء اللّٰہ نعیمی کراچی عفی عنه

قبضہ کی ہوئی زمین پر مسجد بنانا کیسا ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کسی زمین پر مسلمانوں نے قبضہ کر کے مسجد بنائی جبکہ وہ زمین غیر مسلم کی ہے یا گورمنٹ کی کئی سال گزرنے کے بعد اس زمین کو واپس کرے سرکار یا جس غیر مسلم کی ہے وہ اس صورت میں آنکے حوالے کر دی گئی مسجد کو شہید کر کے دونوں صورتوں میں زمین مسجد کی تھی یا نہیں اور جتنی نمازیں پڑھی گئی ان کا کیا حکم ہوگا علماء جواب عنایت فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَاب بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّاب اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَاب

پہلے سوال متعین کریں گورنمنٹ کی زمین کی صورت میں حکم الگ ہوگا اور کسی فرد خاص کی زبردستی قبضہ کرنے کا حکم الگ پہلے تحقیق کریں کہ زمین کی نوعیت کیا ہے۔ اگر وہ گورنمنٹ کی خالی زمین ہے جسے نزول کی زمین کہتے ہیں تو یہ اللہ کی ملکیت ہوتی ہے ایسی زمین پر ایک بار مسجد بن گئی تو قیامت تک مسجد رہے گی۔ (فتاوی رضویہ قدیم جلد ششم کتاب الوقف، فتاوی

بحرالعلوم اول) اور اگر غصب کی ہے تو وہاں ہرگز مسجد بنانی جائز نہیں۔ اور وہاں پڑھی گئی نماز مکروہ تحریمی۔ شامی میں ہے: "بنی مسجد علی سور المدینه لا یصلی فیه لانه حق العامة فلم یخلص لله تعالیٰ کالمبنی فی ارض المغصوبة فالصلاة فیه مکروهة تحریمة"

والله تعالی اعلم بالصواب

کتبه: فقیر محمد شهروز عالم رضوی عفی عنه

الجواب صحیح: فقط محمد عطاء الله نعیمی کراچی عفی عنه

مسجد کی اشیاء گاؤں کے لوگ استعمال کرسکتے ہیں؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ مین کہ مسجد کا سامان گاؤں کے لوگ استعمال کر سکتے ہیں جیسے پانی گھر لیجانا یا مسجد میں آ کر غسل کرنا اور خاص کر بے نمازی لوگوں کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے۔ تفصیل سے بیان فرمائیں۔ سائل: فقط والسلام محمد سلیم اشرفی ستگانواں

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

صورت مسؤلہ میں مسجد کا سامان مسجد کے لئے وقف ہوتا ہے اسے اپنے مصرف میں لانا یا اپنے گھر لے جانا جائز نہیں البتہ مصلیوں اور مسافروں کو وضو اور قضاء حاجت کی اجازت ہے۔ (درمختار، بہارشریعت، احسن الفتاوی المعروف فتاوی خلیلیہ دوم ص 538 و 580) گاؤں کے لوگوں کے لئے بلا ضرورت اس کی اجازت نہیں البتہ اگر سخت ضرورت ہو جیسے کوئی پیاس سے بیتاب ہے اور کہیں پانی نہ مل رہا ہے تو "الضرورة تبيح المحظورات" کی بنا پر جائز ہے۔

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبـــــــــہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنہ

الجــواب صحیـــــح: منظور احمد یار علوی عفی عنہ

کافر اپنی طرف سے مسجد بنا کر دے تو ایسی مسجد مسجد نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے اہلسنت اس مسئلہ میں کہ ایک کرسچن (عیسائی) خود اپنے پیسوں سے مسجد بناتا ہے، کسی مسلمان کے ہاتھ ہبہ نہیں کیا اور نہ ہی کسی مسلمان کو مسجد بنوانے کی ذمہ داری دی بلکہ وہ خود مسجد کی تعمیر کا کام پورا کروا کر مسلمانوں کے حوالے کرتا ہے۔ تو اس کا کیا حکم شرعی ہے؟ سائل: سید محمد عظیم آشرفی حسینی ممبئی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

صورت مسؤلہ میں کسی غیر مسلم کی بنائی ہوئی مسجد مسجد نہیں اور نہ اس میں نماز مسجد کی نماز کا ثواب ہے البتہ نماز ہو جائے گی جب تک کہ منع نہ کر دے۔ سیدی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں: اگر مشرک نے زمین کسی مسلمان کو ھبہ کر دی اور مسلمان نے مسجد بنوائی تو جائز ہے اور اس میں نماز مسجد میں نماز ہے اور اگر بے تملیک مسلم اپنی ہی ملک رکھ کر مسجد بنوائی تو وہ مسجد شرعا مسجد نہ ہوئی "لان الکافر لیس اھل وقف المسجد وفی جواھر الاخلاطی جعل ذمی دارہ مسجدا للمسلمین وبناہ کما بنی المسلمون واذن لھم بالصلوۃ فیه ثم مات یصیر میراثا لورثته"۔ اس میں نماز ایک کافر کے گھر میں نماز ہے جس پر نماز مسجد کا ہرگز ثواب نہیں مگر جبکہ اس کے اذن سے ہے نماز درست ہے اگر منع کرے گا تو اب اجازت نہ رہے گی۔ (فتاوی رضویہ قدیم جلد ششم ص 397)

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنہ

الجواب صحیح: محمد ھاشم رضا مصباحی عفی عنہ

ایک مسجد کا چندہ دوسری مسجد میں لگانا کیسا؟

سوال: درج ذیل سوالات کے جوابات دیکر عنداللہ ماجور ہوں:

(۱) صابری مسجد کے نام سے چندہ کیا گیا تمام ضروریات میں خرچ کے بعد بچی ہوئی رقم کو نوریہ مسجد میں لگا سکتے ہیں یا نہیں؟

(۲) مطلق مسجد کے نام سے چندہ کیا گیا جمع رقم کو نوریہ مسجد اور صابری میں استعمال کر سکتے ہیں؟ سائل: محمد شمیم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

ایک مسجد کا مال دوسری مسجد میں لگانا جائز نہیں۔ فتاوی شامی ج 6 ص 439 میں ہے: "لایجوز نقله ونقل ماله مسجد آخر" عام طور پر جو چندہ مسجد مدرسہ کے نام سے ہوتا ہے وہ وقف نہیں ہوتا ہے البتہ جس خاص غرض کے لئے کئے گئے ہیں اس کے غیر میں نہیں کئے جاسکتے اگر وہ غرض پوری ہو چکی ہو تو جس نے دیئے ہیں اس کو واپس کئے جائیں۔ (فتوی امجدیہ ج 3 ص 39) البتہ اگر دینے والے نے اس کا صرف کرنا متولیوں کی رائے پر رکھا ہو تو یہ اپنی رائے سے جس میں مناسب سمجھیں صرف کر سکتے ہیں۔ (ایضاً ص 42)

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبــــــــه: فقیر محمد شهروز عالم رضوی عفی عنه

الجــواب صحيــــــح: فقیر ابو النعمان عطا محمد مشاهدی عفی عنه

کیا جرمانہ کی رقم مسجد مدرسہ میں لگا سکتے ہیں؟

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام مسئلہ ذیل میں زید کو ہندہ اجنبیہ سے غلط صحبت کرتے ہوے پکڑا گیا سماج کے لوگوں نے دونوں مجرم مزکورہ پر سزا اور بطور جرمانہ کچھ روپے لاگو کیا۔ دونوں نے ادا کر کے ازادی اختیار لی۔ اب بطور جرمانہ لیا گیا روپے سماج کے لوگ مدرسہ یا قبرستان میں لگا سکتے ہیں یا نہیں؟ مدلل: جواب عنایت فرمائیں۔

العارض: آصف رضا جونپور یوپی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْجَوَاب بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّاب اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَاب

وعلیکم السلام و رحمۃ اللہ۔ زانی اور زانیہ کے لیے شریعت نے حدود مقرر کیا ہے۔ مگر ہندی قانون کے تحت یہ ناگزیر ہے۔ اس لئے موجودہ صورت حال میں توبہ و استغفار ہی ہے اور جری ہونے کی صورت میں عام مسلمانوں پر لازم ہے کہ اس کا بائیکاٹ کریں جب تک ان کی توبہ صادقہ نہ ثابت ہو اسے برادری سے باہر رکھیں۔ (فتاوی بحر العلوم ج 4 ص 463)

تعزیر بالمال (مالی جرمانہ) جائز نہیں فتاوی شامی میں ہے "و تحرم التعزیز بالمال"۔ تنویر الابصار میں ہے "ولا یوخذ مال فی المذھب"۔ فتاوی عالمگیری

میں ہے "التعزیز بأخذ المال لا یجوز کذا فی فتح القدیر"۔ یہ مال واپس کرنا ضروری ہے یہ رقم مسجد، مدرسہ یا قبرستان میں لگانا جائز نہیں۔(فتاوی بحرالعلوم ج4 ص 467)

البتہ دینے والے اگر اجازت دے دیں تو لگانا جائز ہوگا۔(ایضاًص 460)

والله تعالی اعلم بالصواب

کتبـــــــہ: فقیر محمد شھروز عالم رضوی عفی عنه

الجـــواب صحیـــــــح: محمد مبشر رضا ازھر مصباحی عفی عنه

عیدگاہ کو کرایہ پر دینا کیسا؟

سوال: السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔کیا فرماتے ہیں علماء دین کہ عیدگاہ میں ھندوں کا میلا جیسے رام لیلا، دسہرہ، یا شادی کے پرگرام کے لئے عیدگاہ کو بھاڑے پر دینا کیسا ہے؟

سائل: خطیب وامام نورعالم امروہا یوپی۔

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْجَوَاب بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّاب اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الحَقِّ وَالصَّوَاب

صورت مسئولہ میں عیدگاہ کو کرایہ پر دینا جائز نہیں کہ وہ بھی وقف للصلوۃ ہے اور وقف میں تبدیلی جائز نہیں۔فقہ کی اکثر کتابوں میں یہ ضابطہ ہے "لان الوقف لا یتبدل" وہ بھی ایسے کاموں کے لئے جو سراسر حرام ہے جہاں بت رکھے جائیں گے میلا لگے گا دنیا بھر

کے خرافات ہوں گے۔ یہ تو اور بھی اشد حرام ہے واضح ہو کہ عیدگاہ بھی مسجد ہی کے حکم میں ہے صرف کچھ باتوں میں فرق ہے جیسے مسجد میں جنبی، حائضہ، نفساء کو جانا جائز نہیں اور عیدگاہ میں جائز ہے۔(فتاوی عالمگیری بحوالہ بہار شریعت حصہ سوم ص 182) لھذا مسلمانوں کو عیدگاہ کی حرمت کا بھی خیال رکھنا لازم ہے۔

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبـــــــــہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنہ

الجـــواب صحیـــــــح: منظور احمد یار علوی عفی عنہ

حرام کمائی سے مسجد تعمیر کرنا کیسا؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کہ کسی کی حرام کی کمائی سے مسجد تعمیر کی گئی یا اس حرام کاروبار والے نے مسجد کی تعمیر میں چندا دیا یا اس سے لیا تو کیا حکم ہے؟ سائل: محمد ذاکر

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْجَوَاب بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّاب اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَاب

حرام مال مسجد میں لگانا جائز نہیں مگر لگا دیا تو وہ شرعا مسجد ہے۔فتاوی رضویہ قدیم جلد ششم ص 442 میں ہے: جو مال بعینہ حرام ہو وہ مصارف مساجد کے لیے لینا بھی حرام

ہے اور جس کی نسبت یہ معلوم نہ ہو کہ یہ خالص مال حرام ہے اس کے لینے میں مضائقہ نہیں۔ فتاوی عالمگیری میں ہے: "تاخذ مالم نعرف شئیا حراما بعینه"۔ فتاوی فیض الرسول دوم ص 358 میں ہے: ناجائز آمدنی کے روپے سے مسجد تعمیر کرانا جائز نہیں لیکن کسی نے ایسا کیا تو وہ شرعاً مسجد ہے اور اس میں نماز پڑھنا جائز ہے۔ اعلیحضرت علیہ الرحمہ نے فتاوی رضویہ قدیم ششم میں بیان فرمایا ہے کہ: اگر نقد و عقد حرام پر جمع ہو تو ناجائز ہے (بعینہ حرام مال دیکھا کر وہی روپے عقد میں دینا) اور اگر نقد و عقد حرام پر جمع نہ ہو تو جائز ہے۔

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنہ

الجواب صحیح: محمد نعمت اللہ رضوی عفی عنہ

مرتد کا وقف باطل ہو جاتا ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی مسلم اپنی جائداد وقف کرے پھر وہ مرتد ہو جائے تو اس موقوفہ جائداد کا کیا حکم ہوگا؟ بینوا و توجروا۔ فقط محمد صابر علی بروئی پور کلکتہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَاب بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّاب اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَاب

مسلمان کا وقف صحیح ہوتا ہے مگر نعوذ باللہ من ذالک اگر مسلمان وقف کر کے مرتد ہو جائے تو اس کا وقف ختم ہو جاتا ہے۔ اعلیحضرت عظیم البرکت سیدی امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ والرضوان فتاوی رضویہ قدیم جلد ششم ص 339 پر فرماتے ہیں: مسلمان اگر کیسا ہی وقف کسی غرض کا کرے اور پھر معاذ اللہ اسلام سے پھر جائے تو فوراً اس کا ہر وقف باطل ہو جاتا ہے وہ اس کے وارثوں پر تقسیم کر دئے جاتے ہیں یہاں تک کہ اگر مرتد ہو کر پھر اسلام لے آئے وقف عود نہ کرے گا حیتک کہ بعد اسلام پھر از سر نو وقف نہ کرے اور یہ حکم عام ہے جس میں کسی وقف کی تخصیص نہیں۔ "وفی الفتح: لو وقف المرتد فقتل أو مات أو ارتد المسلم بطل وقفه، ولا يصح وقف مسلم أو ذمی علی بیعة أو حربی، قیل أو مجوسی"۔ (فتاوی ھندیہ)

والله تعالی اعلم بالصواب

کتبـــــــــــہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنه

الجواب صحیح: فقیر ابو النعمان عطا محمد مشاھدی عفی عنه

مسجد ومدرسہ کے نام وقف کی گئی زمین پر قبضہ کرنا کیسا ھے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیانِ کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ بکر کا باپ 20 برس پہلے ایک زمین مدرسہ ومسجد کے لیے وقف کیا تھا ابھی اس میں تعلیمی سلسلہ جاری ہے مگر اب بکر موقوفہ زمین پر قبضہ کرنے کی کوشش کرتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ وہ زمین میری ہے اور میری ماں کے نام سے رسید کٹی ہوئی ہے حالانکہ موقوفہ زمین کا ثبوت قبالہ کی صورت میں موجود ہے اور اس میں بکر کے باپ کا دستخط موجود ہے۔ وضاحت طلب امر یہ ہے کہ بکر کا دعویٰ کرنا کیسا ہے وہاں سے تعلیمی سلسلہ ختم کرنا اور اس جگہ کے بارے میں لوگوں کے درمیان بدگمانی پھیلانا کیسا ہے؟ مدلل جواب عنایت فرمائیں۔ محمد نسیم اختر ممبئی مہاراشٹر

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اَلۡجَوَابُ بِعَوۡنِ الۡمَلِكِ الۡوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الۡحَقِّ وَالصَّوَابِ

صورت مسئولہ میں برصدق مستفتی اگر وہ زمین بکر کے والد کی تھی اور انہوں نے وقف صحیح کر دیا تھا تو اب اس پر بکر کا دعویٰ کرنا صحیح نہیں اس لئے کہ وقف کا حکم یہ ہے کہ شے موقوف واقف کی ملک سے خارج ہو جاتی ہے اس کے ملک میں داخل نہیں رہتی بلکہ خالص اللہ تعالیٰ کی ملک قرار پاتی ہے۔ ایک بار وقف ہونے کے بعد واقف وقف کو نہ باطل کر سکتا ہے نہ اس میں میراث جاری ہوگی نہ اسکی بیع ہوسکتی ہے نہ ہبہ ہوسکتا ہے۔

"وَلَا يُبَاعُ وَلَا يُوهَبُ وَلَا يُورَثُ كَذَا فِي الۡهِدَايَةِ وَفِي الۡعُيُونِ وَالۡيَتِيمَةِ إِنَّ الۡفَتۡوَى عَلَى قَوۡلِهِمَا كَذَا فِي شَرۡحِ أَبِي الۡمَكَارِمِ لِلنُّقَايَةِ

وَإِنَّمَا يَزُولُ مِلْكُ الْوَاقِفِ عَنِ الْوَقْفِ"۔(فتاوی ھندیہ جلد دوم ص 350)

اور ایسا ہی درمختار جلد چہارم ص 339 میں ہے:"فَلَا يَجُوزُ لَهُ إِبْطَالُهُ وَلَا يُورَثُ عَنْهُ وَعَلَيْهِ الْفَتْوَى"۔

مسلمانوں پر فرض ہے کہ مال وقف کی حفاظت کرے۔فتاوی رضویہ جلد ششم ص 350 میں سیدی اعلیحضرت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: ضرور مسلمانوں پر فرض ہے کہ حتی المقدور ہر جائز کوشش حفظ مال وقف واقف ظلم ظالم میں صرف کریں اور اس میں جتنا وقت یا مال ان کا خرچ ہوگا یا جو کچھ محنت کریں گے مستحق اجر ہوں گے۔

اسی کے صفحہ 354 میں ہے: وقف میں تصرف مالکانہ حرام ہے اگرچہ خود واقف چہ جائیکہ دیگر...وہاں کے مسلمانوں پر فرض ہے کہ وقف کو ظلم سے نجات دلائیں۔

جب تک بکر باز نہ آئے اس سے مقاطعہ کریں۔اور اگر مذکور زمین بکر کی ماں ہی کی ہے جیسا کہ دعویٰ ہے تو وقف صحیح نہیں صحت وقف کے لئے ضروری ہے کہ وقف کے وقت وہ چیز واقف کی ملک ہو۔اگر وقف کرنے کے وقت اُسکی مِلک نہ ہو بعد میں ہو جائے تو بھی وقف صحیح نہیں۔"اَلْخَامِسُ مِنْ شَرَائِطِهِ الْمِلْكُ وَقْتَ الْوَقْفِ حَتَّى لَوْ غَصَبَ أَرْضًا فَوَقَفَهَا ثُمَّ اشْتَرَاهَا مِنْ مَالِكِهَا وَدَفَعَ الثَّمَنَ إِلَيْهِ أَوْ صَالَحَ عَلَى مَالٍ دَفَعَهُ إِلَيْهِ لَا تَكُونُ وَقْفًا لِأَنَّهُ إِنَّمَا مَلَكَهَا بَعْدَ أَنْ وَقَفَهَا هَذَا عَلَى أَنَّهُ هُوَ الْوَاقِفُ"۔(بحرالرائق جلد 5 ص 203)

والله تعالی اعلم بالصواب

کتبــــــــــہ: فقیر محمد شھروز عالم رضوی عفی عنه

الجواب صحیح: فقیر ابو النعمان عطا محمد مشاھدی عفی عنه

غیر مسلم سے مسجد کا رنگ وروغن کرانا کیسا؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ کیا غیر مسلم سے مسجد کا اندرونی حصہ کلر کرا سکتے ہیں؟ کیا مسجد میں غیر مسلم داخل ہو سکتا ہے؟ از روئے شرع جواب عنایت فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔ سائل: محمد رمضان رضوی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

مسجد خدا کا گھر ہے اس کا احترام ہر حال میں مسلمانوں پر لازم ہے غیر مسلم کو پاکی اور ناپاکی سے کوئی مطلب نہیں رہتا ہے اور نہ اسے حرمت مسجد کا لحاظ ہے اور پھر غیر مسلم سے کام کروانے پر وہ اپنی برتری سمجھے گا گویا یہ ایک قسم کا احسان ہوگا۔ لھذا جہاں تک ممکن ہو مسجد کی تعمیر میں کافر مستری کو نہ لگایا جائے۔ (یعنی بچنا بہتر ہے) کما ورد فی احسن الفتاوی المجلد الثانی ص554۔

والله تعالی اعلم بالصواب

کتبــــــــــہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنہ

مکمل طور پر حکم واضح نہیں کیا گیا ہے۔صرف نہیں چاہئے یا بچنا چاہئے اس سے مشورہ سمجھا جاتا ہے نہ کہ حکم۔

محمد نعمت اللہ رضوی عفی عنہ

غیر مسلم کے ذریعے رنگ وروغن کرانے سے بچنا بہتر ہے۔ **فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنہ**

نکاح، طلاق کا بیان

نسبی بهن کے رضاعی بھائی سے نکاح جائز ھے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام و مفتیان عظام مسئلہ ذیل میں ہندہ اور زاہدہ دونوں بہن ہیں ہندہ کی دو بیٹی (۱) رشیدہ (۲) فہمیدہ! رشیدہ نے اپنی خالہ زاہدہ کا دودھ مدت رضاعت میں پیا تھا تو کیا فہمیدہ کی شادی زاہدہ کے بیٹے عمر سے ہو سکتی ہے؟ جواب عنایت فرمائیں۔ العارض: ناہد رضا

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَاب بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّاب اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الحَقِّ وَالصَّوَاب

صورت مستفسرہ میں فہمیدہ کی شادی اپنی نسبی بہن کے رضاعی بھائی زاہدہ کے بیٹے عمر سے ہو سکتی ہے اگر کوئی اور دوسری وجہ منع شرعی نہ ہو۔ ھدایہ اول کتاب الرضاع ص 350 میں ہے: "ویجوز ان یتزوج الرجل باخت اخیہ من الرضاع" جائز ہے مرد کے لئے کہ وہ اپنے رضاعی بھائی کی بہن سے نکاح کرے۔ کنز الدقائق و بحر الرائق جلد ثالث ص 227 میں ہے: "تحل اخت اخیہ رضاعا"۔

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبـــــــــہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنہ

بتاریخ؛ ۱۷/۷/۱۴۳۹ رجب المرجب

الجــــواب صحیـــــــح: محمد نعمت اللہ رضوی عفی عنہ

شادی کے موقع پر ڈھول اور ڈیجے بجانا کیسا ھے

سوال: السلام علیکم حضرت مفتیان کرام ایک مسئلے کا جواب دیں کہ جولوگ شادی بیاہ کے موقع پر ڈھول وڈیجے وغیرہ بجاتے ہیں تو شرعاً کیا حکم ہے مکمل حوالہ کے ساتھ وضاحت بھی کریں۔ سائل: محمد منا مشتاق نعیمی رضوی مرادآباد

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَلْجَوَاب بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّاب اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَاب

صورت مستفسرہ میں ساز، راگ، گانا اور آلات لہو ولعب کا استعمال بطور لہو ولعب ناجائز وحرام ہے۔ حدیث شریف میں ہے: "صوتان ملعونان فی الدنیا والآخرۃ مزمار عند النعمۃ ورنۃ عند المصیبۃ"۔ نیز حدیث پاک میں بارہ چیزوں کو باعث عذاب قرار دیا ہے جن میں "۱۱ تخذت القیان والمعازف" بھی ذکر فرمایا ہے۔ (فتاوی یورپ ص 400) لھذا خواص کے لئے ضروری ہے کہ اگر استطاعت ہو تو روکے ورنہ شرکت سے باز رہے۔ نیز فتاوی رضویہ جلد پنجم قدیم ص 89 میں ہے: ڈھول اور اکثر باجے

شرعاً ممنوع وحرام ہیں۔

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنہ

الجواب صحیح: محمد نعمت اللہ رضوی عفی عنہ

بدمذہب نکاح پڑھا دے تو؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلے کے بارے میں کہ اگر کوئی بد مذہب کسی کا نکاح پڑھا دے تو کیا اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ دوبارہ نکاح پڑھوائے یا اسی میں کام ہو جائے گا؟ جواب عنایت فرمائیں مہربانی ہوگی۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَاب بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّاب اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَاب

نکاح دو گواہوں کی موجودگی میں ایجاب وقبول کا نام ہے اگر بدمذہب بھی پڑھا دے تو ہو جائے گا۔ البتہ اس سے نہیں پڑھوانا چاہیے کہ اس میں اس کی تعظیم ہے اور بدمذہب کی تعظیم جائز نہیں۔ (فتاوی رضویہ قدیم جلد پنجم)

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنہ

الجـــواب صحيـــــــح: فقط محمد عطاء اللّٰہ نعیمی کراچی عفی عنه

مرضعیه کی سوتیلی بیٹی سے نکاح جائز ھے؟

سوال: السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔کیافرماتے ہیں علماءکرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ زید نے پھوپھی کادودھ پیاکچھ دن کے بعد پھوپھی کاانتقال ہوگیاتو پھوپھانے دوسرا نکاح کیااس عورت سے ایک لڑکی پیدا ہوئی اسکا نکاح زید سے ہوا ہے اسکےکئی بچے ہیں۔دریافت طلب امر یہ ہے کہ یہ نکاح درست ہے کہ نہیں؟ جواب دیکرمشکور فرمائیں۔طبیب الدین قادری۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

اَلۡجَوَاب بِعَوۡنِ الۡمَلِکِ الۡوَهَّاب اَللّٰهُمَّ هِدَایَةَ الۡحَقِّ وَالصَّوَاب

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔صورت مسئولہ میں یہ نکاح جائزنہیں کہ یہ دونوں رضاعی بھائی بہن ہیں اگرچہ بظاہر یہ سمجھ میں آتا ہےکہ اس نے اپنی پھوپی کادودھ پیاہے نہ کہ اس کی ماں کایادرہے جونکاح نسب سے حرام ہے وہ رضاعت سے بھی حرام ہے۔

ھدایۃ اول کتاب النکاح باب الرضاع میں ہے "ولبن الفحل یتعلق به التحریم وھو ان ترضع المراۃ صبیۃ فتحرم ھذہ الصبیۃ علی زوجھا وعلی آبائه وابنائه" اورمرد کے دودھ سے تحریم متعلق ہوتی ہے اوروہ یہ ہےکہ عورت

کسی بچی کو دودھ پلانے تو یہ بچی مرضعیہ کے شوہر پر حرام ہو گی اور شوہر کے آباء واولاد پر بھی۔ یونہی اس شوہر کی اولادیں اس کے بھائی بہن اور اس کے چچا اور اس کی بہنیں اس کی پھوپیاں خواہ شوہر کی یہ اولادیں اسی عورت سے ہوں یا دوسری سے۔فتاوی ھندیہ جلد اول کتاب الرضاع ص 343 میں ہے:"یحرم علی الرضیع ابواہ من الرضاع واصولھما وفروعھما من النسب والرضاع جمیعا حتی ان المرضعۃ لو ولدت من ھذا الرجل اوغیرہ قبل ھذہ الارضاع اوبعدہ اوارضعت رضیعا او ولد الرجل من غیر ھذہ المرأۃ قبل ھذہ الارضاع او بعدہ اوارضعت امرأۃ من لبنہ رضیعا فالکل اخوۃ الرضیع واخواتہ واولادھم اولاد اخوتہ واخواتہ" کذافی التھذیب۔

دودھ پینے والے بچے رضاعی ماں باپ اور ان کے اصول وفروع نسبی ہوں یا رضاعی سب حرام ہو جاتے ہیں، حتیٰ کہ دودھ پلانے والی عورت کا موجودہ خاوند سے یا کسی دوسرے سے، دودھ پلانے سے پہلے یا بعد کا بچہ ہو یا اس نے کسی بچے کو دودھ پلایا ہو، یا اس عورت کے خاوند کی کوئی اولاد اس عورت سے ہو یا کسی اور سے ہو۔دودھ پلانے سے پہلے کی ہو یا بعد کی ہو، یا کسی عورت نے اس مرد سے اترے ہوئے دودھ کو کسی بچے کو پلایا ہو، تو یہ تمام، دودھ پینے والے بچے کے بہن بھائی ہوں گے، اور ان کی اولاد اس بچے کے بھتیجے اور بھانجے ہوں گے تہذیب میں یوں ہے۔ (وھکذا الجوہرۃ النیرۃ المجلد الثانی ص 35 کتاب الرضاع۔ وایضا

العطایا النبویۃ فی فتاوی الرضویۃ المجلد الخامس ص 217)

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبـــــــــــہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنہ

الجــواب صحیـــــــح: فقیر ابوالنعمان عطامحمد مشاھدی عفی عنہ

سوتیلی بھن کی پوتی سے نکاح کیسا؟

سوال: کیافرماتے ہیں مفتیان عظام مندرجہ ذیل مسائل کے بارے میں:

(۱) زید کی تین بیوی (1) ہندہ (2) زینب (3) ذاکرہ

ھندہ کی بیٹی زاہدہ، زاہدہ کی پوتی خالدہ کے ساتھ ذاکرہ کا بیٹا عمر کا نکاح شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو وجہ کیا؟

(۲) علاقہ کے علماء نے مفتیان کرام سے رابطہ کر کے معلوم کیا کہ عمر کا زید کی نسل سے ہونے کی وجہ سے نکاح درست وحلال نہیں سمجھا اور نکاح پڑھانے سے انکار کر دیا کیا ان لوگوں نے یہ صحیح کیا؟

(۳) علاقہ کے قاضی و پیر صاحب اس نکاح کو جائز قرار دے کر یہ دعوٰی کیا کہ اگر کوئی نہیں پڑھائے گا تو میں خود پڑھاؤں گا یا کسی سے پڑھواں گا۔ کیا پیر صاحب کا یہ کہنا درست ہے؟ نیز اگر وہ پڑھادے یا پڑھانے کا حکم دے تو پیر صاحب یا پڑھانے والے پر

شرعاً کیا حکم عائد ہوگا؟

(4) اس محفل نکاح کے وکیل وگواہان ہونے والے نیز شریک ہونے والے حضرات کے لیے شرعاً کیا حکم نافذ ہوگا؟ مندرجہ بالا سوالات کے جوابات عنایت فرما کر مشکور فرمائیں۔ بینوا وتوجروا۔ المستفتیان: (1) احقر محمد احسان علی قادری (2) محمد فضل رسول قادری پٹاس پور مدنا پور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

صورت مسؤلہ میں ذاکرہ کا بیٹا عمر ھندہ کی بیٹی زاھدہ کا سوتیلا بھائی ہے اور زاھدہ سوتیلی بہن اور زاھدہ کی پوتی خالدہ جو کہ عمر کی بھی پوتی ہوئی۔ جیسے سوتیلے بھائی بہن کے درمیان نکاح حرام قطعی ہے اسی طرح اس کی بیٹی نواسی اور پوتی سے بھی نکاح حرام قطعی ہوا۔ فقہ کی مختلف کتابوں میں مسئلہ واضح ہے۔

شرح فتح القدیر ج 3 ص 199 پر ہے "فتحرم بنات الاخوة والاخوات وبنات اولاد الاخوة والاخوات وان نزلن" اور ایسا ہی فتاوی ھندیہ المعروف بہ فتاوی عالمگیری ج 1 ص 273 میں ہے اور فتاوی رضویہ ج 5 ص 288 اور 306 میں اور بدائع صنائع ج 2 ص 689 میں بھی ہے۔

بھتیجوں وبھانجیوں کی بیٹیوں سے نیچے تک نکاح کی حرمت اجماع سے ثابت

ہے۔ بہارشریعت ح 7 ص 22 مسئلہ 22 میں ہے: بہن خواہ حقیقی ہو یعنی ایک ماں باپ سے یا سوتلی کہ باپ دونوں کا ایک اور مائیں دو یا ماں ایک اور باپ دو سب حرام ہیں اور مسئلہ 5 میں ہے بھتیجی بھانجی سے بھائی بہن کی اولادیں مراد ہین ان کی پوتیاں نواسیاں بھی اسی میں شمار ہیں۔

(۲) ان لوگوں نے قانون اسلام کے مطابق کام کیا۔

(۳) قاضی و پیر صاحب شرعا خطا پر ہیں ان کا ایسا کہنا بے جا جرات جو خلاف شرع ہے اور اگر ایسا کہتے ہوئے نکاح کر دیا تو سخت گناہگار مستحق عذاب نار ہونگے چاہے نکاح خواں ہوں یا گواہان یا موجودین حلال جاننے والا سب پر توبہ واجب ہے اور جب تک توبہ نہ کرے مسلمان اس کا مقاطعہ کرے۔ قرآن مجید میں ہے: "وتعاونوا علی البر والتقوی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان" (المائدہ) (فتاوی بحرالعلوم دوم ص 510)

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبــــــــــہ: فقیر محمد شهروز عالم رضوی عفی عنه

الجـــواب صحيـــــــح: فقير ابو النعمان عطا محمد مشاهدی عفی عنه

ولیمہ کے لئے وطی شرط ھے؟

سوال: سرکار مسئلہ حل فرمادیں کیا ولیمہ کے لئے وطی شرط ہے؟ دلائل کی روشنی

میں حل فرمائیں۔(علامہ)عارف القادری۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡجَوَاب بِعَوۡنِ الۡمَلِکِ الۡوَھَّاب اَللّٰھُمَّ ھِدَایَةَ الۡحَقِّ وَالصَّوَاب

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ فتاوی رضویہ قدیم ج 5 ص 171 ولیمہ کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ولیمہ کہتے ہیں شب زفاف کی صبح کو احباب کی دعوت کرنا۔

ہر چندکہ وقت میں اختلاف ہے بعض نے دو دن اور بعض نے تین دن کے اندر ولیمہ کرنا سنت قرار دیا ہے جیسا کہ اسلامی اخلاق وعادات میں عالگیری کے حوالے سے ہے۔

دعوت ولیمہ صرف پہلے دن ہے یا اس کے بعد دوسرے دن بھی یعنی دو ہی دن تک یہ دعوت ہوسکتی ہے اس کے بعد ولیمہ اور شادی ختم۔مگر بخاری شریف ج دوم ص 777 پر مکمل ایک باب ہے "باب حق اجابة الولیمة والدعوة ومن اولم بسبعة ایام ونحوہ ولم یوقت النبی صلی اللہ علیہ و سلم یوما ولا یومین" اسی کے حاشیہ نمبر 8 میں ہے: "اخرجه ابوداؤدوالنساء قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم الولیمة اول یوم حق والثانی معروف والثالث ریا وسمعة قال البخاری لا یصح اسنادہ" ایک سطر بعد ہے: "قال ابن عمر وغیرہ عن النبی صلی اللہ علیہ و سلم اذا دعی

احد کم الی الولیمة فلیجب ولم یخص ثلثة ایام ولا غیرھا" اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ کبھی بھی ولیمہ کرے سنت پالی جائے گی۔

ولیمہ کے لئے وطی شرط ہے یا نہیں اس میں بھی اختلاف ہے بعض کے نزدیک شرط ہے اور بعض کے نزدیک شرط نہیں۔ "قد اختلف السلف فی وقتھا ھل ھو عند العقد او عقبہ او عند الدخول او عقبہ او موسع من ابتداء العقد الی انتہائی الدخول" (بخاری شریف ج2 ص776 باب الولیمۃ حق حاشیہ 5)

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبـــــــــہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنہ

الجـــواب صحیـــــــح: فقط محمد عطاءاللہ نعیمی کراچی عفی عنہ

صحبت کئے بغیر طلاق دی تو کیا حکم ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کہ ایک شخص نے نکاح کی پھر صحبت کئے بغیر ایک طلاق دے دی پھر رجوع کیا پھر دوسری بار بھی صحبت نہیں کی اور تین طلاق دے دی اب پھر سے نکاح کرنا چاہتے ہیں اب کیا صورت ہوگی برائے کرم جواب مع حوالہ عنایت فرمائے۔ اور طلاق موبائل فون پر دی ہے۔ سائل: عمر قادری۔

بِسْمِ اللہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَلْجَوَاب بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّاب اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الحَقِّ وَالصَّوَاب

صورت مسؤلہ میں برصدق مستفتی بعد نکاح قبل دخول یا خلوت صحیحہ اگر کسی نے اپنی بیوی کو متفرق الفاظ سے طلاقیں دیں یوں کہا کہ تجھے طلاق، تجھے طلاق، تجھے طلاق یا کہا تجھے طلاق طلاق طلاق یا کہا تجھے طلاق ہے ایک اور اور ایک اور ایک تو ایک ہی واقع ہوگی باقی لغو ہوں گی اور عورت بائنہ ہو جائے گی اور اگر بیک لفظ تین طلاقیں دیں یوں کہا کہ تجھے تین طلاقیں تو تین ہونگی اور موطوّہ میں بہر حال تین واقع ہونگی۔(5)

اسی طرح علامہ علاؤالدین حصکفی حنفی متوفی 1088ھ نے درمختار میں لکھا ہے اور علامہ نظام حنفی متوفی 1161ھ اور علماء ہند کی ایک جماعت نے لکھا کہ "إِذَا طَلَّقَ الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ ثَلَاثًا قَبْلَ الدُّخُولِ بِهَا وَقَعْنَ عَلَيْهَا فَإِنْ فَرَّقَ الطَّلَاقَ بَانَتْ بِالْأُولَى وَلَمْ تَقَعُ الثَّانِيَةُ وَالثَّالِثَةُ وَذٰلِكَ مِثْلُ أَنْ يَقُولَ أَنْتِ طَالِقٌ طَالِقٌ طَالِقٌ وَكَذَا إِذَا قَالَ أَنْتِ طَالِقٌ وَاحِدَةً وَوَاحِدَةً وَقَعَتْ وَاحِدَةٌ" كَذَا فِي الْهِدَايَة ۔ ھندیہ کتاب الطلاق باب الثانی فصل رابع۔

شخص مذکور کی بیوی پہلے ہی بائنہ ہو چکی تھی رجعت بیکار ہوئی اور جب نکاح میں نہ رہی تو طلاق ثلثہ کا محل نہیں۔اب اگر دونوں راضی ہیں تو مہر جدید کے ساتھ دو گواہوں کی موجودگی میں نکاح جدید کرے حلالہ کی ضرورت نہیں۔فون پر بھی طلاق ہو جاتی ہے۔

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کـتبـــــــــــہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنہ

الجـــواب صحیـــــــــح: فقط محمد عطاء اللّٰہ نعیمی کراچی عفی عنہ

الجـــواب صحیـــــــــح: محمد شرف الدین رضوی عفی عنہ

شوھر کے انتقال کے بعد ادائیگی مھر کی کیا صورت ھے؟

سوال: السلام علیکم ورحمت اللہ و برکاتہ۔کیا فرماتے ہیں علماء کرام کہ نکاح کے بعد شوہر نے مہر ادا نہیں کی یہاں تک کہ شوہر مہر ادا کیے بغیر مر گیا تو بیوی اس کی جنازے کے پاس آ کر معاف کرتی ہے اگر بیوی پہلے انتقال کر گئی شوہر کیا کرے کہ مہر ادا ہو۔اس سوال کا جواب ضرور عطا کریں نوازش ہوگی۔سائل: محمد عمران قادری

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَلْجَوَاب بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّاب اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَاب

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ و برکاتہ۔صورت مسؤلہ میں اگر شوہر بغیر مہر ادا کئے انتقال کر گئے اور بیوی ہوش وحواس کی درستگی میں راضی خوشی مہر معاف کردے معاف ہو جائے گا۔(فتاوی فیض الرسول اول ص 716)معاف نہ کرنے کی صورت میں بیوی مال متروکہ میں سے مہر پائے گی۔ "امراۃ ادعت علی زوجھا بعد موتہ ان لھا علیہ الف درھم من

مهرها فالقول قولها الی اتمام مهر مثلها عند ابی حنیفة رحمة اللہ علیه کذا فی محیط السرخسی اھ" (فتاوی عالمگیری) اور اگر بیوی کا انتقال پہلے ہوگیا اور شوہر نے مہر ادا نہیں کیا تھا تو اب شوہر وارثین کو ادا کرے اب یہ مہر ترکہ میں شامل ہوگا۔

(فتاوی فیض الرسول دوم ص 728)

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبـــــــــــہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنہ

الجـــواب صحیـــــــــح: محمد نعمت اللہ رضوی عفی عنہ

تین طلاق دیکر بیوی کو رکھے رہنا کیسا ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ زید نے اپنی بیوی کو تین طلاق دی۔طلاق دینے کے بعد زید ممبئی چلا گیا وہاں کچھ دنوں رہنے کے بعد دوبارہ واپس آیا تو اپنی مطلقہ بیوی کے ساتھ رہنے لگا۔لوگوں نے اس پر اعتراض کیا اور ایک ساتھ رہنے سے بھی منع کیا لیکن زید نہیں مانا۔لوگوں نے سمجھایا کہ تم اس کے ساتھ رہنا چاہتے ہو تو حلالہ کروالو لیکن زید نے صاف انکار کر دیا اور مطلقہ بیوی کے ساتھ رہنے لگا۔اس کی حرکت سے ناراض ہوکر لوگوں نے اس کا بائیکاٹ کر کے اسے گھر سے نکال دیا بعدہ زید گھر چھوڑ کر باہر رہنے لگا طلاق کے بعد مطلقہ بیوی سے زید کی ایک لڑکی ہے۔

لھذا دریافت طلب امر یہ ہے کہ زید کا یہ کردار کہاں تک صحیح ہے کیا زید کا یہ قدم صحیح ہے؟ اگر نہیں تو شریعت مطہرہ زید کے بارے میں کیا حکم صادر فرماتی ہے حکم شرع سے آگاہ فرما کر شکریہ کا موقع عنایت کریں۔فقط وسلام المستفتی: محمد شہزاد عالم مقام پرسونی ناتھ مظفرپور بہار

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلْجَوَاب بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّاب اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَاب

صورت مسؤلہ میں برصدق مستفتی زید کا اپنی مطلقہ بیوی کو بغیر حلالہ رکھنا سخت حرام فعل قبیح نہایت مذموم جب تک عورت اور مرد میں اختلاط ہے زنائے خالص ہے جس پر اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی لعنت زید کو چاہیے کہ فورا الگ ہو جائے اور توبہ واستغفار کرے کہ اللہ تعالی ارحم الراحمین ہے۔مسلمانوں کا زید سے بائیکاٹ کرلینا ضروری تھا ورنہ سب کے سب گناہگار ہوئے۔ قرآن مجید پارہ 7 ع 14 میں ہے: "ومایںسینك الشیطان فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظالین"۔تین طلاق طلاق مغلظہ کے بعد بغیر حلالہ کہ وطی سے جو بچہ پیدا ہوا ولد الزنا اور ترکہ پیدری سے محروم۔کما ورد فی رد المحتار والاشباہ والنظائر وفتاوی رضویہ المجلد الخامس ص 634

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنہ

الجواب صحیح: منظور احمد یار علوی عفی عنہ

دیوبندی سے نکاح پڑھوانا کیسا؟

سوال: السلام علیکم ورحمتہ اللہ۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام مفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ دیوبندی مولانا کسی سنی کا نکاح پڑھا سکتا ہے اور اگر وہ نکاح پڑھا دے تو نکاح ھوگا یا نہیں جواب عطافرمائیں کرم ہوگا۔نوری رضا قادری۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

اَلۡجَوَاب بِعَوۡنِ الۡمَلِكِ الۡوَهَّاب اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الحَقِّ وَالصَّوَاب

صورت مسؤلہ میں نکاح منعقد ہوجائے گا "النکاح ینعقد بالایجاب والقبول" (ھدایۃ اول کتاب النکاح) درمختار میں ہے:"شرط حضور شاھدین حریین او حر وحرتین مکلفین سامعین قولهما معا علی الاصح"۔ہاں جس کی دیوبندیت حد کفر کو پہونچ گئی ہے ایسوں کو نکاح پڑھانے کے لئے لانا یہ گناہ ہے کہ اس میں اس کی تعظیم ہے اور اس کی تعظیم ناجائز وگناہ ہے البتہ اس نے جو نکاح پڑھایا وہ منعقد ہوگیا کہ نکاح خواں حقیقت میں وکیل ہوتا ہے اور صحت وکالت کے لیے اسلام شرط نہیں۔فتاوی عالمگیری جلد سوم ص 439 میں ہے:"تجوز وکالۃ المرتد ان وکل مسلم مرتد او کذا لو کان مسلما وقت التوکیل ثم ارتد فھو علی وکالتہ الا ان یلحق بدار الحرب فتبطل وکالتہ کذا فی البدائع"۔

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبـــــــــہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنہ

الجـــواب صحیـــــــح: محمد شرف الدین رضوی عفی عنہ

مروجہ اوزان کے مطابق مہر فاطمی کی مقدار کتنی ھے

سوال: السلام علیکم ورحمۃ اللہ تعالیٰ وبرکاتہ۔کیا فرماتے ہیں مفتانِ کرام وعلماء شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ مہرِ فاطمی کتنا تولہ سونا یا چاندی کو کہتے ہیں؟ اور فی زمانا اس کی کیا قیمت ہوگی مدلل ومفصل جواب عنایت فرمائیں۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

وَعَلَيْكُمُ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُه۔صورت مسؤلہ میں مہر فاطمی کی مقدار 400 مثقال چاندی ہے جیسا کہ مرقات المفاتیح میں ہے اور ایسا ہی کتب فتاوی میں ہے۔فی زمانا اس کی مقدار 1 کیلو 866 گرام 240 ملی گرام ہے اس کی رقم متعین کرنا دشوار ہے چونکہ تقریباً ہر شہر میں چاندی کی قیمت جداگانہ ہے اب جس شہر میں جو قیمت ہو اسی اعتبار سے متعین کیا جائے گا۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبـــــــــہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنہ

الجــواب صحیـــــح: محمد نعمت اللّٰہ رضوی عفی عنہ

شوھر اپنی بیوی سے مھر معاف کرا سکتا ھے یا نھیں؟

سوال: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے ذیل کے بارے میں زید کا کہنا ہے کہ شوہر اپنی بیوی سے مہر معاف کرا سکتا ہے اور بکر کا کہنا ہے کہ مہر معاف نہیں ہوتا ہے جتنی مہر آپ نے بندھوائی ہے وہ آپ کو دینی پڑے گی پھر زید کہہ رہا ہے کہ کچھ پیسے معاف ہو سکتی ہے حوالے کے ساتھ جواب عنایت فرمائیں بہت مہربانی ہوگی۔سائل: محمد نوشاد ازہری بلرامپور

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡجَوَابُ بِعَوۡنِ الۡمَلِکِ الۡوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَایَةَ الۡحَقِّ وَالصَّوَاب

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔صورت مسؤلہ میں مہر کی مالکہ عورت ہے جو شوہر کے او پر قرض ہے مالکہ اپنے مال کا اختیار رکھتی ہے چاہے کل معاف کرے یا بعض ہر صورت میں معاف ہو جائے گی جبکہ جبر واکراہ نہ ہو لھذا زید کا کہنا حق وصواب ہے۔(فتاوی امجدیہ حصہ دوم

(ص148)

والله تعالی اعلم بالصواب

کتبہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنہ

الجواب صحیح: فقط محمد عطاءاللہ نعیمی کراچی عفی عنہ

دھمکی دے کر طلاق نامہ پر دستخط کروانے کا کیا حکم ہے؟

سوال: اَلسَّلامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ-کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ وضاحت طلب یہ ہے کہ کسی نے شوہر کو دھمکی دی کہ اگر تم نے اپنی بیوی کو طلاق نہ دی تو ہم تمہیں قتل کر دینگے یا بہت مارینگے اور شوہر کو غالب وگمان ہوا کہ طلاق نہ دینے کی صورت میں ایسا ہی کرینگے تو اس نے طلاق کا لفظ زبان سے نہ کہا اور نہ دل میں ارادہ کیا مگر طلاق نامہ لکھ دیا ہوش وحواس کی حالت میں تو طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟ برائے مہربانی تفصیلا جواب عنایت فرمائے اور عنداللہ ماجور ہو۔ سائل: محمد عارف حسین اندور

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ صورت مستفسرہ میں اگر اکراہ شرعی پایا گیا یعنی اگر شوہر کو

کسی عضو کے کاٹے جانے یا قتل کئے جانے یا پھر ضرب شدید کا صحیح اندیشہ ہو اور زبان سے اس نے طلاق نہ کہا ہو تو طلاق واقع نہیں ہوئی۔

فتاوی قاضی خان مع ہندیہ جلد اول ص 441 میں ہے:"رجل اکرہ بالضرب والحبس علی ان یکتب طلاق امراته فلانة بنت فلانة فلاں بن فلاں فکتب امراته فلانة بنت فلاں بن فلاں طالق لاتطلق امراته لان الکتابة اقیمت مقام العبارة باعتبار الحاجة ولا حاجة ھھنا وفی البزازیه اکرہ علی طلاقها فکتب فلانة بنت فلاں طالق لم یقع"۔بحر الرائق میں ہے:"قوله ولومکرھا ای ولو کان الزوج مکرھا علی انشاء الطلاق لفظاً"۔

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنه

الجواب صحیح: منظور احمد یار علوی عفی عنه

کیا فاسق گواہ بن سکتا ھے

سوال: السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان شرع اس مسئلہ کے بارے میں کہ کیا ڈاڑھی نہ رکھنے والا شخص فاسق ہے؟ کیا فاسق کی گواہی قابل قبول

نہیں؟ اگر فاسق کی گواہی قابل قبول نہیں تو پھر ہمارے معاشرے میں یہ بات عام ہے شادی کے موقع پر ڈاڑھی نہ رکھنے والے حضرات گواہ بن رہے ہیں کیا انکی گواہی پر نکاح ہو جائیگا اور جس کا نکاح ہو رہا ہے اور فاسق ہے تو اسکا نکاح ہوگا کہ نہیں؟ قرآن و حدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں سائل: محمد عبدالرشید شہر: کالپی شریف (الہند)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

صورت مسؤلہ میں یقیناً ڈاڑھی منڈانا فسق ہے مگر نکاح کے گواہ بننے میں کوئی حرج نہیں۔ چنانچہ قدوری کتاب النکاح میں ہے "ولا ینعقد النکاح المسلمین الا بحضور شاهدین حريين بالغين عاقلين مسلمين أو رجل وأمراتين عدولا كانوا أو غير عدول أو محدود ين في قذف" اور ایسا ہی ھدایہ کتاب النکاح میں ہے۔ فتاوی عالمگیری ج۱ ص 250 میں ہے۔ بحرالرائق ج 3 ص 89 ردالمحتار ج 2 ص 272 میں ہے "انعقد بحضور الفاسقين والأعميين"۔ بہار شریعت ج 7 ص 12 پر بھی ایسا ہی ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ نکاح کے دو حکم ہے ایک حکم انعقاد دوسرا حکم اظہار فاسقوں کی گواہی سے نکاح کے انعقاد کا حکم تو ثابت ہو جائے گا مگر اظہار کا حکم ثابت نہیں ہوگا جیسا کہ فتاوی شامی ج 2 ص 272 میں ہے "النكاح له حكم الانعقاد وحكم الاظهار

فالأول ماذکرہ(الماتن) والثانی انما تکون عند التجاحد فلا یقبل فی الاظهار الا شهادة من تقبل شهادته فی سائر الاحکام کما فی شرح الطحاوی"۔اور ایسا ہی فتاوی فیض الرسول ج اول میں ہے۔

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبـــــــــہ: فقیر محمد شهروز عالم رضوی عفی عنه

الجـــواب صحیـــــــح: محمد مبشر رضا ازهر مصباحی عفی عنه

اقرار زنا پر کیا سزا ھے؟

سوال: السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔ایک لڑکی سے زنا کیا گیا مگر کوئی زبردستی سے نہیں۔اب وہ لڑکی سوال کرتی ہے کہ میرے لیے اسلام میں کیا حکم ہے؟ عرض ہے کہ ہر طرح کا جواب دیا جائے اس صورت میں کیا سوال پیدا ہوتا ہے اس میں ہر ایک کا جواب عطا ہو کرم ہوگا اور ساتھ حوالہ کے عطا فرمائیں۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلْجَوَاب بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّاب اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَاب

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔صورت مستفسرہ میں اقرار زنا یا ثبوت زنا پر حد شرع لاحق ہے۔اللہ تعالٰی کا ارشاد ہے:"الزانیة والزانی فاجلدوا کل واحد منهما مائة

جلدۃ ولاتاخذ کم بھما رافۃ فی دین اللہ ان کنتم تومنون باللہ والیوم الآخر "۔(پارہ 18ع 7)یعنی جوعورت ومرد زنا کرے ان میں سے ہرایک کوسو کوڑے لگاؤ اورتمہیں ان پرترس نہ آئے اللہ کے دین پر اگرتم اللہ اورقیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہو۔ یہ اس وقت ہے جب کہ چار بار اقرار کرچکی ہوتا کہ اتمام حجت ہوجائے۔ "فاذا تم اقرارہ اربع مرات سالہ عن الزناء ماھو وکیف ھو واین زنی وبمن زنی فاذا بین ذالک لزمہ الحد" (ھدایۃ اول کتاب الحدود ص 508)اورحدیث شریف میں آتاہےکہ "البکر بالبکر جلد مائۃ"یعنی کنواری عورت کےکنوارے مرد سے زنا کرنے کی سزا سو درے ہیں۔(مشکوٰۃ ص 903)اوراگرمحصنہ ہےتواسے سنگسارکیاجائے گا۔ "وکان الزانی محصنا رجمہ بالحجارۃ حتی یموت" (ھدایۃ اول کتاب الحدود فصل فی کیفیۃ الحدواقامتہ)

قرآن وحدیث کایہ حکم بادشاہ اسلام کےساتھ خاص ہے ان کےعدم کی صورت میں عوام کوشرعی حدقائم کرنے کااختیارنہیں جیساکہ تفسیرکبیر جلد 6 ص 256 میں تحریرفرماتے ہیں: "اذا فقد الامام فلیس لاحاد الناس اقامۃ ھذہ الحدود بل الاولی ان یعینوا واحدا من الصالحین لیقوم بہ"یعنی جب بادشاہ اسلام نہ ہو تو حدودشرعیہ قائم کرنالوگوں کو جائزنہیں بلکہ بہتر یہ ہےکہ کسی نیک آدمی کومقررکریں جوحدودِ شرعیہ قائم کرے۔اوراگرحکومت کی طرف سےاس کی اجازت نہ ہوتو توبہ واستغفارکرے

اور صدقہ و خیرات کرے "ان الحسنات یذھبن السیئات"۔

واللّٰہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنہ

الجواب صحیح: فقط محمد عطاء اللّٰہ نعیمی کراچی عفی عنہ

گھر سے بھاگ کر شادی کا مسئلہ

سوال: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔اس پر علماء کرام رہنمائی فرمائیں عین نوازش ہو گی۔ایک لڑکی تھی اسنے گھر سے بھاگ کر شادی کی تھی 7 سال پہلے اس لڑکے سے جو کافر تھا مگر شادی سے پہلے وہ مسلمان ہو گیا دنیا کے نظروں میں کچھ دن بعد معلوم ہوا کہ یہ تو کافر ہی ہے۔اب لڑکی گھر واپس آنا چاہتی ہے مگر اس کے گھر والے قبول نہیں کرنا چاہتے ہیں تو کیا اس کے ماں باپ پر کوئی پوچھ یا پکڑ نہیں ہو گی؟ لڑکی ابھی بھی مسلمان ہے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡجَوَاب بِعَوۡنِ الۡمَلِكِ الۡوَهَّاب اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الحَقِّ وَالصَّوَاب

صورت مستفسرہ میں جب کافر شادی سے پہلے بظاہر مسلمان ہو گیا تو اب نکاح صحیح مانا جائے گا کیونکہ حکم ظاہر پر لگتا ہے البتہ اگر بعد نکاح پھر اس سے کفر سرزد ہوا یا کافروں جیسا کام کرنے لگا جیسا کہ سوال میں مذکور ہے تو اب اس کی بیوی نکاح سے نکل گئی دوبارہ اسلام کی

دعوت دے اگر مسلمان ہو جائے تو ٹھیک ورنہ وہ لڑکی اس سے الگ ہو جائے۔(فتاوی فیض الرسول دوم ص 173) وہ اپنے ماں باپ کے گھر آسکتی ہے ماں باپ کو عار نہیں ہونی چاہیئے کیونکہ اگر ماں باپ اپنی لڑکی کو قبول نہیں کرتے ہیں تو ممکن ہے کہ لڑکی بھی (العیاذ باللہ) اپنے شوہر کی راہ پر چل پڑے۔

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبـــــــــہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنہ

الجـــواب صحیـــــــح: فقط محمد عطاء اللہ نعیمی کراچی عفی عنہ

کسی نے سالی کے ساتھ زنا کیا تو کیا حکم ہے؟

سوال: جملہ علماء کرام ومفتیان عظام السلام علیکم ورحمتہ وبرکاتہ۔ بعد السلام عرض ھیکہ ایک شخص نے اپنی سالی کے ساتھ زنا کیا جس کے کارن وہ سات ماہ سے حاملہ بھی ہے۔قرآن وحدیث کی روشنی میں حکم صادر فرمایا جائے۔ایا اس فعل بد سے شخص مذکور کے نکاح میں کوئی فرق واقع ہوگا یا نہیں؟ اور کیا اس لڑکی کا نکاح دوران حمل شخص مذکور کے بھائی سے ہوسکتا ہے یا نہیں مدلل جواب عنایت فرمائیں؟ فقط والسلام۔سائل: محمد آصف رضا، جموں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْجَوَاب بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّاب اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَاب

زنا سخت حرام ہے اگر اسلامی حکومت ہوتی تو سوسو کوڑے مارے جاتے مگر یہاں ایسا ممکن نہیں اس لئے توبہ لازم ہے سالی سے زنا کرنے کے سبب اس کے نکاح پر کوئی اثر نہیں پڑے گا جیسا کہ درمختار مع ردالمحتار جلد دوم ص 281 میں ہے: "فی الخلاصة وطی اخت امراته لاتحرم علیه امراته"۔ زنا کے حمل کے دوران شخص مذکور کے بھائی سے اس کا نکاح جائز ہے مگر وطی جائز نہیں جبتک وضع حمل نہ ہو۔ ھدایۃ جلد اول ص 312 کتاب النکاح میں ہے: "وان تزوج حبلی من زنا جاز النکاح ولا یطاھا حتی تضع حملھا"۔

واللّٰہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ: فقیر محمد شھروز عالم رضوی عفی عنه

الجواب صحیح: فقط محمد عطاءاللّٰہ نعیمی کراچی عفی عنه

جس عورت سے ناجائز تعلقات تھے اس کی بیٹی سے نکاح کا حکم

سوال: علماء کرام کی بارگاہ میں گزارش ہے کہ زید نے کافی عرصہ تک ہندہ سے ناجائز تعلق بنائے رکھا پھر ہندہ کی لڑکی زینب سے زید نے نکاح کرلیا اب اس کے کچھ بچے

بھی ہیں غور طلب امر یہ ہے کہ یہ نکاح جائز ہے کہ نا جائز؟ زید کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟ جواب مدلل اور تفصیل سے عنایت فرمائیں۔ زید امامت اور ممبر رسول پر نعت ومنقبت پڑھنے کے قابل ہے کہ نہیں؟ سائل: محمد عبد القیوم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْجَوَاب بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّاب اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الحَقِّ وَالصَّوَاب

صورت مستفسرہ میں برصدق مستفتی واقعی اگر زید کے ہندہ سے ناجائز تعلق تھے اور دونوں زنا میں بھی ملوث تھے تو ہندہ کی لڑکیاں زید پر حرام ہیں اس سے نکاح کرنا جائز نہیں۔

"من زنی بامراۃ حرمت علیہ امہا وان علت وابنتہا وان سفلت اھ"۔ (فتاوی عالمگیری جلد اول مصری ص 256) یعنی جس نے کسی عورت سے زنا کیا حرام ہے اس پر اس کی ماں (نانی پرنانی) اور اس کی بیٹیاں نیچے تک (نواسی وغیرہ۔)

ھدایہ جلد اول کتاب النکاح ص 309 پر ہے: "ومن مستہ امراۃ بشھوۃ حرمت علیہ امہا وابنتہا"۔ جس نے شہوۃ کے ساتھ کسی عورت کو چھوا تو اس کی ماں اور اس کی بیٹیاں اس مرد پر حرام ہیں۔

زید پر لازم ہے کہ فوراً دونوں جدا ہو جائیں اور توبہ استغفار کریں نہ کرنے کی صورت میں مسلمان اس کا بائیکاٹ کریں۔ اگر زید صدق دل سے توبہ واستغفار کرلیتا ہے تو اب امامت اور نعت ومنقبت کہہ سکتا ہے "التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ" گناہ

سے توبہ کرنے والا ایسا ہے جیسے اس نے گناہ کیا ہی نہیں۔

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبـــــــہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنہ

الجــواب صحیـــــح: منظور احمد یار علوی عفی عنہ

"میری طرف سے آج سے فارغ کردیا میرے رشتے سے طلاق" کہنے سے طلاق ہوگی یا نہیں

سوال: السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ۔کیا فرماتے ہیں علماء دین مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ زید نے اپنی بیوی ہندہ سے کہا کہ میں سوچ رہا تھا ہمارا رشتہ شاید بن جائے گا لیکن نہیں تم کو نہیں نبھانا ہے اس لئے میری طرف سے آج سے فارغ کر دیا میرے رشتے سے طلاق۔کیا ایسا کہنے سے طلاق واقع ہو جائے گی؟ جواب عنایت فرمائے۔سائل: محمد اخلاق رضوی بھساول

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَلْجَوَاب بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّاب اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الحَقِّ وَالصَّوَاب

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ و برکاتہ۔صورت مسؤلہ میں ہندہ پر دو طلاق رجعی واقع ہوگئی کیونکہ 'فارغ کر دینا یا فارغ خطی' صریح ہے اور لفظ طلاق خود صریح ہے لھذا دو صریح طلاق دونوں

رجعی ہے۔اگر زید ہندہ کو اپنے نکاح میں رکھنا چاہتا ہے تو عدت کے اندر ہندہ سے رجعت کرلے۔(فتاوی رضویہ قدیم جلد پنجم،فتاوی فیض الرسول دوم ص 171)

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنہ

الجواب صحیح: منظور احمد یار علوی عفی عنہ

تین طلاق کے بعد بغیر حلالہ کئے بیوی کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا سونا کیسا ھے؟

سوال: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلے کے بارے میں کہ زید نے اپنی بیوی کو چار ماہ پہلے تین طلاق دے دی لیکن پھر بھی اسی کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا اور سونا جاگنا سب اسی طرح سے چل رہا تھا کہ ایک دن زید کے ایک دوست نے سمجھایا کہ یہ تم پر حرام ہے کہ تم اس کے ساتھ رہو تو زید نے کہا کہ دوست میں اس کے بغیر نہیں رہ سکتا تو اس کے دوست نے کہا تو پھر اپنی بیوی کا حلالہ کروالے تاکہ تیری بیوی تم پر حلال ہو جائے اور تم گناہ سے بچ جاؤ بس کیا تھا زید فوراً تیار ہو گیا۔امر طلب یہ ہے کہ کیا زید کی بیوی دوسرے مرد سے شادی کرنے کے لئے عدت گذارے گی یا نہیں جبکہ وہ حمل سے نہیں ہے۔اور زید نے جو غلطی کیا اس کی معافی کی صورت کیا ہوگی۔اس سوال کا جواب قرآن و

حدیث اور اقوال ائمہ کی روشنی دے کر شکریہ کا موقع دیں۔ المستفتی: محبوب رضا صمدانی پٹنہ، بہار

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْجَوَاب بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّاب اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَاب

صورت مسئولہ میں دونوں پر فورا جدا ہونا واجب تھا اس لیے کہ طلاق مغلطہ کے بعد بیوی بیوی نہ رہی اب جبکہ چار مہینے گزر گئے اور اس چار مہینے میں (اگر حیض والی ہے تو) تین حیض گزر چکا ہے تو اب وہ دوسرے سے نکاح کر سکتی ہے کیونکہ طلاق کے بعد فورا عدت شروع ہو جاتی ہے۔

"وابتداء العدۃ فی الطلاق عقیب الطلاق لان سبب وجوب العدۃ الطلاق او الوفاۃ فیعتبر ابتداءھا من وقت وجود السبب"۔

(ھدایہ اول کتاب الطلاق باب العدۃ)

اور ایسا ہی فتاوی شامی جلد دوم ص 250 میں ہے: "ومبداء العدۃ بعد الطلاق وبعد الموت علی الفور وتنقضی العدۃ وان جھلت المرءۃ بھما"۔ البتہ جتنے دن بعد طلاق ایک ساتھ شوہر و بیوی جیسی زندگی گزارا زنا خالص ہوا دونوں توبہ و استغفار کرے اور زیادہ سے زیادہ صدقہ و خیرات کرے۔

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبـــــــــــہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنہ

الجـــواب صحیـــــــح: محمد شبیر احمد صدیقی عفی عنہ

کیا نومسلم ونومسلمہ کے وقت عقد باپ کا نام ضروری ہے؟

سوال: السلام علیکم ورحمت اللہ برکاتہ۔کیا فرماتے ہیں مفتیان عظام کہ زید جو مسلمان ہے ہندہ کافرہ کو بھگا کر لے آیا۔ہندہ کا ایک لڑکا ہے جو ہندہ کے پرانے شوہر لوک بہادر کافر کا ہے۔اب یہ لڑکا مسلمان کے گھر پلا اور مسلمان ہو گیا اب مسلمان لڑکا ایک کافرہ کو لے آیا اور یہ بھی مسلمان ہو گئی اب عرض یہ ہے کہ کافر کا لڑکا جو مسلمان ہوا جو کافرہ لڑکی مسلمان ہوئی اب نکاح کے وقت دونوں کے کافر باپ کا نام لکھا جائے گا یا جس مسلم کے گھر پلا ہے اسکا؟ مع حوالہ جواب عنایت فرمایں۔سائل: محمد اختر رضا قادری رضوی نیپال

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡجَوَابُ بِعَوۡنِ الۡمَلِکِ الۡوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الۡحَقِّ وَالصَّوَابِ

نکاح دو گواہوں کی موجودگی میں ایجاب و قبول کا نام ہے لڑکی کی طرف سے ایجاب ہو اور لڑکے نے قبول کرلیا نکاح ہو گیا۔ھدایۃ اول کتاب النکاح میں ہے: "النکاح ینعقد بالایجاب والقبول لحضورین الشاھدین"۔

باپ دادا کا نام متعین کرنے کے لئے ہوتا ہے جب عاقدین موجود ہوں تو باپ کا نام لے یا نہ لے نکاح منعقد ہو جائے گا۔ (فتاوی تربیت مرکز افتاء اول ص 531) اور اگر موجود نہ ہوں تو باپ کا نام لینا ضروری ہے "ولو کانت المراۃ حاضرۃ متنقبۃ فقال تزوجت ھذہ وقالت المراۃ زوجت نفسی جاز لانھا معلومۃ بالاشارۃ اما الغائب لا تعرف الا بالاسم والنسب"۔ (فتاوی قاضی خان اول ص 287)

البتہ کسی کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ اپنا نسب بدلے۔ بہت سے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ہیں جن کے والد حالت کفر پر مرے مگر اپنی کنیت سے خارج نہیں کئے۔ مسلم شریف جلد اول ص 57 کی حدیث ہے "عن سعد وابی بکرہ کلاھما یقول سمعتہ اذنای ووعاہ قلبی محمدا صلی اللہ علیہ وسلم یقول من ادعی الی غیر ابیہ وھو یعلم انہ غیر ابیہ فالجنۃ علیہ حرام"۔ یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جس نے بلایا اپنے آپکو اپنے باپ کے علاوہ کے ساتھ اور وہ جانتا ہے کہ وہ اس کا باپ نہیں ہے تو جنت اس پر حرام ہے۔

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنہ

الجواب صحیح: محمد نعمت اللہ رضوی عفی عنہ

خالہ کی نواسی سے نکاح کرنا جائز ہے.

سوال: اَلسَّلامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ۔ کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ زید اپنے خالہ کی لڑکی کی لڑکی سے نکاح کرنا چاہتا ہے کیا زید کے لئے یہ رشتہ کرنا جائز ہوگا؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں آپ کی نوازش ہوگی۔
سائل: عبدالصمد رضوی برکاتی، سیتامڑھی بہار

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ صورت مستفسرہ میں زید اپنی خالہ کی بیٹی کی بیٹی سے نکاح کرسکتا ہے اگر کوئی دوسری مانع وجہ شرعی نہ ہو۔ لقولہ تعالیٰ "احل لکم ماوراء ذالکم"۔

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنہ

الجواب صحیح: محمد نعمت اللہ رضوی عفی عنہ

گونگے سے خلع کیسے کرے؟

سوال: السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع

متین مسئلہ ذیل کے متعلق ہندہ کی شادی بکر سے ہوئی اور بکر گونگا ہے کچھ عرصہ ہندہ بکر کے ساتھ رہی اب ہندہ چاہتی ہے کہ بکر سے خلع لے تو بکر اب اسے کیسے خلع دے گا کیونکہ بکر گونگا ہے۔کیا تحریری شکل میں دے گا یا پھر اشارے میں دے گا۔کیا صورت ہے اس کی برائے کرم قرآن وحدیث کی روشنی میں مدلل ومفصل جواب دیں عین نوازش ہوگی۔المستفتی: افروز عالم رضوی امجدی مسادر بھنگہ بہار

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

خلع بھی طلاق ہی ہے۔ھدایۃ اول کتاب الطلاق باب الخلع میں ہے: "وان تشاق الزوجان وخافا الایقیما حدود الله فلاباس بان تفتدی نفسها منه بمال يخلعها به فاذا فعل ذالك وقع بالخلع تطليقة بائنة ولزومها المال"۔

گونگے کی طلاق اشارہ سے ہوتی ہے فتاوی شامی میں ہے: "واداء اللفظ ولو حكما ليدخل الكتابة المتبيبة واشار الاخرس"۔ اور ھدایۃ اول ص 359 میں بھی ایسا ہی ہے: "وطلاق الاخرس واقع بالاشارة لانها صارت معهودا فاقيمت مقام العبارة دفعا للحاجة"۔جب میاں بیوی میں نباہ کی صورت نہ ہو تو شریعت طلاق یا خلع کی اجازت دیتی ہے قرآن عظیم سورہ بقرمیں ہے: "فان

خفتم الا یقیما حدود اللہ فلا جناح علیھما فیما افتدت بہ تلک حدود اللہ فلا تعتدوھا"۔

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبـــــہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنہ

الجــواب صحیـــح: فقیر ابو النعمان عطا محمد مشاھدی عفی عنہ

بیوی کے درمیان عدت میں سالی سے نکاح جائز نہیں

سوال: السلام علیکم ورحمۃ اللہ تعالیٰ وبرکاتہ۔کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ زید نے دو سال پہلے ہندہ سے نکاح کیا تھا اسی درمیان زید کو ہندہ کی بہن جمیلہ سے پیار ہوگیا اب زید نے اپنی پہلی بیوی ہندہ کو طلاق دے کر دو دن کے اندر ہندہ کی بہن جمیلہ سے نکاح کرلیا تو اس نکاح کا کیا حکم ہے اور نکاح پڑھانے والے پر کیا حکم صادر ہوگا اور اگر ہندہ کی بہن جمیلہ سے بچّے پیدا ہو گئے تو اس بچے کا کیا حکم ہے۔قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرما کر شکریہ کا موقع فراہم کریں۔محمد مبارک حسین ضیائی گریڈیہ خطیب وامام مدینہ مسجد بیجوڈیہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلْجَوَاب بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّاب اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَاب

صورت مستفسرہ میں زید کا یہ عمل جائز نہیں قرآن مجید میں آیت محرمات کی آخری آیت میں ہے:"وان تجمعوا بين الاختين"۔یعنی دو بہنوں کو جمع کرنا حرام ہے۔

زید کا اپنی سالی سے بیوی کی عدت کے درمیان نکاح کرنا جائز نہیں۔ "واذا طلق امراته طلاقا بائنا اورجعيا لم يجز له ان يتزوج باختها حتى تنقضى عدتها۔" (ھدایہ اول کتاب النکاح ص 310) درمختار میں ہے: "حرم (الجمع) بين المحارم (نكاحا) أي عقدا صحيحا (وعدة ولو من طلاق بائن، و) حرم الجمع (وطء بملك يمين بين امرأتين أيتهما فرضت ذكرا لم تحل للأخرى)"۔اور ایسا ہی فتاوی ہندیہ جلد اول ص 279 میں ہے۔"ولا يحل أن يتزوج أخت معتدته سواء كانت العدة عن طلاق رجعي أو بائن أو ثلاث"۔نہیں حلال ہے کہ کوئی نکاح کرے معتدہ کی بہن سے چاہے وہ عدت رجعی کی ہو یا بائن یا مغلظہ کی۔

یہ نکاح نکاح فاسد ہوا جیسا کہ فتاوی فیض الرسول اول ص 595 میں ہے۔اور نکاح فاسد سے جو بچہ پیدا ہوتا ہے وہ ثابت النسب ہوتا ہے:"لان النسب كما يثبت بالنكاح الصحيح يثبت بالنكاح الفاسد.. الخ"۔(ھدایہ جلد اول کتاب الطلاق ص 434)یعنی جیسے نکاح صحیح سے نسب ثابت ہوتا ہے ویسے ہی نکاح فاسد سے ثابت ہوتا ہے۔

زید توبہ کرے اور فوراً سالی سے جدا ہو جائے پہلی بیوی کی عدت پوری ہونے کے بعد پھر سے نکاح کرے۔نکاح خواں اور گواہان علانیہ توبہ کرے۔

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنہ

الجواب صحیح: فقیر ابو النعمان عطا محمد مشاھدی عفی عنہ

ھندہ کے پہلے شوھر کی لڑکی اور دوسرے شوھر کے لڑکے کا آپس میں نکاح درست ھے یا نھیں

سوال: حضرت میرا سوال یہ ہے کہ ہندہ کی شادی بکر سے ہوئی اور اس سے ایک بیٹی زینب کا تولد ہوا پھر بکر کا انتقال ہو گیا بعد عدت ہندہ نے زید سے نکاح کر لی اور زید کا ایک بیٹا عمرو زید کی دوسری بیوی سے ہے۔امر طلب یہ ہے کہ کیا عمرو اور زینب کے درمیان نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں قرآن و حدیث اور اقوال ائمہ کی روشنی میں جواب عنایت فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔المستفتی: محبوب رضا صمدانی پٹنہ، بہار

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَاب بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّاب اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَاب

صورت مستفسرہ میں زید کا بیٹا عمرو کی شادی بکر کی بیٹی زینب سے جائز ہے اگر کوی

دوسری وجہ مانع نہ ہو۔فتاوی عالمگیری جلد اول مصری 321 میں ہے: "الاخ لاب اذا كانت له اخت من امه يحل لاخيه من ابيه ان يتزوجها كذا فى الكافى" ۔اور ایسا ہی فتاوی فیض الرسول اول ص 571 میں ہے.

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ: فقیر محمد شھروز عالم رضوی عفی عنہ

الجواب صحیح: فقیر ابو النعمان عطا محمد مشاھدی عفی عنہ

بیوی کے انتقال کے بعد بیوی کی سگی بھتیجی سے نکاح کا حکم

سوال: السلام علیکم رحمت اللہ و برکاتہ۔کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید نے جس لڑکی سے شادی کیا تھا اس لڑکی کا انتقال ہو چکا ہے اب زید اپنی فوت شدہ بیوی کی سگی بھتیجی سے نکاح کرنا چاہتا ہے تو کیا زید کے لئے اس لڑکی سے نکاح کرنا جائز ہے؟ اگر زید کے لئے جائز نہیں ہے تو زید کا اپنا سگا بھائی کیلئے کیا حکم ہے؟ زید کا کہنا ہے کہ اگر میری فوت شدہ بیوی کی بھتیجی سے میرا نکاح نہیں ہوسکتا تو اپنے بھائی کا نکاح کرے گا تو اس میں نکاح کس کے ساتھ جائز ہوگا اور کس کے ساتھ ناجائز؟ جواب عنایت فرمائیں مہربانی ہوگی۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡجَوَاب بِعَوۡنِ الۡمَلِكِ الۡوَهَّاب اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الحَقِّ وَالصَّوَاب

وعلیکم السلام و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔صورت مسئولہ میں زید اپنی متوفیہ بیوی کی بھتیجی سے نکاح کرسکتا ہے بشرطیکہ رضاعت وغیرہ کوئی اور وجہ مانع نکاح نہ ہو لعدم جمع بین المحارم ۔فتاوی عالمگیری جلد اول مصری ص 259 میں ہے: "لا یجوز الجمع بین امراۃ وعمتها نسبا اورضاعا"۔کہ یہ حکم زندگی میں جمع کرنے سے متعلق ہے جب بیوی مرگئی تو نکاح کرنے میں کوئی حرج نہیں وہ خود بھی نکاح کرسکتا ہے یا اپنے بھائی سے بھی کراسکتا ہے۔

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنه

الجواب صحیح: منظور احمد یار علوی عفی عنه

زید اپنے غیر مدخولہ بیوی کو تین طلاق کہا تو کیا حکم ہے؟

سوال: السّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید نے اپنی غیر مدخولہ بیوی سے کہا تجھے تین طلاق اب

دوبارہ اسی سے نکاح کرنا چاہتا ہے تو کیا ایسی صورت میں حلالہ کی حاجت ہے یا نہیں؟ مدلل ومفصل جواب عنایت فرمائیں کرم ہوگا۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

صورت مسؤلہ میں جب کہ زید نے اپنی غیر مدخولہ بیوی کو ایک ساتھ تین طلاق دے دی تو زید کی بیوی پر طلاق مغلظہ واقع ہوئی اب بغیر حلالہ کے زید اپنی بیوی سے دوبارہ نکاح نہیں کرسکتا۔ قال اللہ تعالیٰ: "فان طلقها فلا تحل له من بعد حتى تنكح زوجا غيره"۔ غیر مدخولہ عورت بغیر عدت گذارے دوسرے شوہر سے شادی کرے دوسرا شوہر ہمبستری کرے پھر وہ طلاق دے۔ کماورد فی حدیث العسیلہ۔ بعد طلاق شوہر ثانی وانقضاء عدت زید اس سے نکاح کرسکتا ہے۔ ایسا ہی فتاوی رضویہ قدیم پنجم ص 834 میں ہے۔

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنہ

الجواب صحیح: فقیر ابو النعمان عطا محمد مشاہدی عفی عنہ

شوہر نے عورت کو بچے کی پیدائش کے بعد تین طلاق دے دی تو کیا حکم؟

سوال: السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین ذیل کے مسئلے کے بارے میں ایک حاملہ عورت جو کے اپنی میکے کو چلی جاتی ہے اور اس کے بچے کی پیدائش میکے کے یہاں ہوتی ہے بچے کے پیدائش کے تقریباً دو مہینے کے بعد اسکا شوہر پردیش سے گھر پہونچتے ہی بیوی کو تین طلاق دے دیتا ہے تو اب وہ عورت دوسرے سے نکاح کرنا چاہتی ہے تو عدت گزارے گی کہ نہیں۔جواب عنایت فرمائیں۔

المستفتی: خان بھائی علاقہ گو اپوکھر ضلع اتر دیناج پور مغربی بنگال

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلْجَوَاب بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّاب اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَاب

صورت مسؤلہ میں اس عورت پر عدت واجب ہے بغیر عدت گذارے دوسرے مرد سے نکاح نہیں کرسکتی۔ "والمطلقات يتربصن بانفسهن ثلاثة قروء"۔ (قرآن) مطلقہ عورت روکی رہیں اپنے آپ کو تین قروء تک (حیض)۔ "رجل تزوج امرأة نكاحا جائزا فطلقها بعد الدخول أو بعد الخلوة الصحيحة كان عليها العدة كذا في فتاوى قاضي خان....."مرد نے شادی کی عورت سے نکاح صحیح پھر اس کو طلاق دے دی دخول یا خلوت صحیحہ کے بعد تو اس پر عدت ہے ایسا ہی فتاوی قاضی خان میں ہے۔ "إذا طلق الرجل امرأته طلاقا بائنا أو رجعيا أو ثلاثا أو وقعت الفرقة بينهما بغير طلاق وهي حرة ممن تحيض فعدتها

ثلاثة أقراء سواء كانت الحرة مسلمة أو كتابية كذا فی السراج الوھاج"۔(فتاوی ھندیہ اول ص 526) جب شوہر نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی رجعی، بائن، یا ان دونوں کے درمیان بغیر طلاق کے تفریق ہوگئی مغلظہ اور وہ عورت آزاد ہے تو اس کی عدت تین قروء برابر یہ کہ وہ عورت مسلمہ ہے یا کتابیہ۔

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبـــــــــــہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنہ

الجــواب صحیـــــــح: منظور احمد یار علوی عفی عنہ

دین مہر کتنا ہونا چاہئے؟

سوال: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔کیا فرماتے ہیں مفتی صاحب قبلہ دین مہر کتنا ہونا چاہئے آج کے دور کے اعتبار سے کتنی رقم ہونی چاہئے۔مدلل جواب سے نوازیں۔

العارض: غفران جلالی مہرولی دہلی

بِسْمِ اللہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَلْجَوَاب بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَھَّاب اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَالصَّوَاب

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔مہر کی کم سے کم مقدار دس درہم چاندی ہے زیادہ کی کوئی حد نہیں۔حدیث شریف میں ہے:"لا مهر اقل من عشرة دراهم"۔یعنی دس درہم

سے کم مہر نہیں۔ اور فتاوی عالمگیری مصری جلد اول ص 283 میں ہے: "اقل المھر عشرۃ دراھم" ۔یعنی مہر کی کم سے کم مقدار دس درھم چاندی ہے اور ایسا ہی بحر الرائق جلد اول میں ہے۔

اس وقت دس درھم کا جدید وزن 32 گرام 659 ملی گرام چاندی ہے اپنے شہر کے اعتبار سے اس کی قیمت متعین کرلیا جائے تو وہی دین مہر بن جائے گا۔

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنہ

الجواب صحیح: منظور احمد یار علوی عفی عنہ

بدمذہب دیوبندی وہابی سے شادی کرانا کیسا ہے؟

سوال: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔علماء کرام ومفتیان عظام کی بارگاہ میں ایک سوال مثال کے طور پر ایک لڑکی کی شادی نہیں ہو رہی ہے اب اس کے گھر والے بہت پریشان ہیں وہ سنی ہیں کوئی سنی لڑکا نہیں مل رہا ہے اب گھر والوں نے کسی بدمہذب سے شادی کرادی تو اب یہ لوگ گنہگار ہونگے؟ خاص اس بات کی وضاحت کرنی ہے کہ کیا اس گاؤں والے سب گنہگار ہونگے؟ دوسری بات یہ ہے کہ ان کو اہل سنت والجماعت کا کوئی لڑکا نہیں ملا تو انہوں نے وہابی سے شادی کرادی۔شریعت کی نظر میں کیا حکم ہے؟ سائل: محمد

شبیر احمد نقشبندی راجستھان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔سائل کبھی بھی سوال کریں حقیقی سوال کیا کریں جس کی امت مسلمہ کو ضرورت ہو فرضی سوال سے علماء کا وقت ضائع ہوتا ہے۔ بہر حال اگر ایسی نوبت آجائے کہ کسی سنیہ کی کہیں شادی نہ ہوتی ہو (حالانکہ ایسا ممکن نہیں) تو بھی ایسے بدمذھب جسکی بدمذھبیت حد کفر کو پہونچ گئی ہو اس سے نکاح کرانا یا کرنا جائز نہیں اور اگر کر دیا تو نکاح منعقد ہی نہیں ہو گا اس نکاح میں جان بوجھ کر شامل ہونے والے یا کرنے والے سب گناہگار ہیں سب پر توبہ تجدید نکاح اور تجدید بیعت لازم ہے۔جیسا کہ فتاوی فیض الرسول اول ص 609 پر ہے۔

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ: فقیر محمد شھروز عالم رضوی عفی عنه

الجواب صحیح: فقیر ابو النعمان عطا محمد مشاھدی عفی عنه

تین طلاق دیکر شوھر انکار کرے تو کیا حکم ھے؟

سوال: زید اور ہندہ میں لڑائی ہوئی اور زید نے غصے میں اپنی بیوی (ہندہ) کو

روم میں جبکہ دونوں موجود تھے تین طلاق دیا اور ہندہ کے گھر والوں کو فون کر کے کہا کہ میں نے طلاق دے دیا ہے ہندہ کو آ کر لے جاؤ۔ جب اس نے کال کیا تو کال ریسیو ہندہ کے بڑے بھائی نے کی اور اس نے کہا کہ میں نے طلاق دے دیا ہے ہندہ کو لے جاؤ پھر ہندہ کی امی سے بھی اس نے یہی کہا اور وہاں کل افراد چار موجود تھے لیکن اب وہ یہی کہتا ہے کہ میں نے طلاق نہیں دی ہے اور نہ ہی وہ حلالہ کے لئے تیار ہے اس صورت میں ہندہ کیا کرے؟ طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟ اگر نہیں تو تجدید نکاح کرنا ہوگا؟ ڈیٹیل میں جواب عنایت کریں جزاک اللہ۔ سائل: اویس قریشی ساکن: لکھنؤ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

صورت مسئولہ میں اگر دو عادل ثقہ گواہ موجود ہو تو ان کی گواہی سے بیان کے مطابق رجعی، بائن یا مغلظہ واقع ہو جائے گی سوال میں صرف اتنا ذکر ہے کہ ایک بار فون بھائی نے اٹھا اور ایک بار ماں نے پھر ذکر ہے کہ کل چار آدمی موجود تھے اگر وقت طلاق چار آدمی موجود تھے اور وہ عادل وثقہ بھی ہیں تو ان کی گواہی سے طلاق واقع ہو جائے گی اور اگر چار آدمی وہاں موجود ہوں جہاں فون موصول ہوا تو ان کی گواہی معتبر نہیں کہ اس کی سماعت صحیح نہیں اب شوہر منکر ہے تو اس سے حلف لی جائے بعد حلف اس کی بات مان لی جائے گی کہ حدیث میں ہے "البینۃ علی المدعی والیمین علی من انکر"۔ پھر شوہر اگر جھوٹی قسم

کھائے تو اس کا وبال اس کے اوپر ہوگا لیکن اگر عورت کو یقین ہو کہ شوہر نے اسے تین طلاقیں دے دی ہیں تو جس طرح بھی ہو سکے اپنے کو اس سے دور رکھے اور اعلانیہ طلاق حاصل کرے۔ پھر اگر حلف کرلے اور عورت جانتی ہو کہ اس نے جھوٹا کیا، تو عورت پر لازم ہے کہ اپنے آپ کو تین طلاقوں سے مطلقہ سمجھے اور بوجہ طلاق نہ ثابت ہونے کے بذریعہ حکومت جبر نہیں کرسکتی لہذا اپنا مہر چھوڑ کر یا اور مال دے کر اس سے اعلانیہ طلاق لے، اگر طلاق نہ دے تو جس طرح جانے اس کے پاس سے بھاگے اور اگر اس پر بھی قدرت نہ ہو تو مجبور ہے اور وبال شوہر پر ہے۔

ردالمحتار میں ہے: "اذا سمعت او اخبرها عدل لا یحل لها تمکینه بل تفدی نفسها بمال او تهرب فان حلف ولا بینة لها فالاثم علیه اذالم تقدر علی الفداء او الهرب"۔ اگر خود عورت، مرد کی طرف سے تین طلاقیں سن لے، یا کسی عادل شخص نے اس کو یہ اطلاع دے دی تو پھر بیوی کو حلال (جائز) نہیں کہ وہ خاوند کو اپنے پر جماع کا موقعہ دے بلکہ جیسے بن پڑے مال دے کر اعلانیہ طلاق لے یا بھاگ کر اپنے کو بچائے، اور اگر خاوند طلاق نہ دینے کی قسم کھالے اور طلاق پر عورت کے پاس گواہ نہ ہوں اور بیوی مال کے بدلے یا بھاگ کر اپنے آپ کو نہ بچا سکے تو اب گناہ خاوند پر ہوگا۔ (فتاوی رضویہ جدید جلد 13 کتاب الطلاق)

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبـــــــــہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنہ

الجـــواب صحیـــــــح: محمد نعمت اللہ رضوی عفی عنہ

قربانی، عقیقہ کا بیان

قربانی کا جانور قیامت میں سواری بنے گا؟

سوال: علمائے کرام ومفتیان عظام کی بارگاہ میں گزارش ہے کے اس مسئلے کا جواب عنایت فرمائیں۔عوام میں جومشہور ہے قربانی کا جانور قیامت کے روز پلصراط میں سواری بنے گا کیا یہ بات واقعی قرآن و حدیث میں ہے جواب عنایت فرمائیں مہربانی ھوگی۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡجَوَاب بِعَوۡنِ الۡمَلِكِ الۡوَھَّاب اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الحَقِّ وَالصَّوَاب

صورت مسؤلہ میں قربانی کا جانور پل صراط میں قربانی کنندہ کا کام آئیگا۔حدیث پاک میں ہے: "استفرھوا ضحایا کم فانھا مطایا کم علی الصراط"۔اور ایک روایت میں حسنوا اور سمنوا بھی ہے۔یعنی موٹے اور تازے جانوروں کی قربانی کیا کرو کیونکہ وہ پل صراط پر سواریاں ہوں گے۔(کنزالعمال)

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبـــــــہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنہ

الجــــواب صحیــــــــح: منظور احمد یار علوی عفی عنه

قربانی کن کن پر واجب ھے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ قربانی کن کن پر واجب ہے؟ اور اس کی زمہ داریاں کیا کیا ہیں؟ نیا جاب لگنے پر قربانی بھی واجب ہو جاتی ہے؟ جواب مدلل عنایت فرمائیں۔ جزاک اللہ سائل: محمد عارف قادری مقام: حیدر آباد دکن

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡجَوَاب بِعَوۡنِ الۡمَلِكِ الۡوَهَّاب اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الحَقِّ وَالصَّوَاب

صورت مستفسرہ میں قربانی واجب ہونے کے مندرجہ ذیل شرائط ہیں اگر ایام نحر میں یہ شرائط موجود ہوں تو قربانی واجب ہے نئے جاب اور نئی نوکری سے قربانی کو مطلب نہیں۔

(۱) مسلمان ہونا یعنی غیر مسلم پر قربانی واجب نہیں۔

(۲) مقیم ہونا یعنی مسافر پر واجب نہیں۔

(۳) تونگری یعنی مالک نصاب ہونا۔ یہاں مالداری سے مراد وہی ہے جس سے صدقہ فطر واجب ہوتا ہے وہ مراد نہیں جس سے زکوٰۃ واجب ہوتی ہے۔

(۴) حریت یعنی آزاد ہونا جو آزاد نہ ہو اوس پر قربانی واجب نہیں کہ غلام کے پاس مال ہی نہیں لہٰذا عبادت مالیہ اوس پر واجب نہیں۔

مرد ہونا اس کے لیے شرط نہیں قربانی عورتوں پر بھی واجب ہے جس طرح مردوں پر واجب ہوتی ہے۔اس کے لیے بلوغ شرط ہے یا نہیں اس میں اختلاف ہے اور نابالغ پر واجب ہے تو آیا خود اس کے مال سے قربانی کی جائے گی یا اس کا باپ اپنے مال سے قربانی کرے گا۔ظاہر الروایۃ یہ ہے کہ نہ خود نابالغ پر واجب ہے اور نہ اس کی طرف سے اس کے باپ پر واجب ہے اور اسی پر فتویٰ ہے۔ "قال الاضحیة واجبة علی کل حر مسلم مقیم موسر فی یوم الاضحی عن نفسه.. الخ" (ھدایہ آخر کتاب الاضحیۃ ص 443)یعنی قربانی واجب ہے ہر آزاد،مسلم،مقیم،مالدار پر ایام قربانی میں اپنی جانب سے اور اپنی نابالغ اولاد کی جانب سے(آخر تک)۔اور ایسا ہی درمختار ج 6 ص 312 میں ہے "وشرائطها: الإسلام والإقامة واليسار الذی يتعلق به) وجوب (صدقة الفطر) كما مر (لا الذكورة فتجب على الأنثی) خانية (وسببها الوقت)وهو أيام النحر "۔ہر مسلمان کی ذمہ داری ہے کہ ایام قربانی میں قربانی ہی کریں۔

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنہ

الجواب صحیح: محمد شرف الدین رضوی عفی عنہ

کیا عورت جانور ذبح کرسکتی ھے؟

سوال: السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ۔کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ اگر کسی جانور کو عورت ذبح کر دے تو اس کا کیا حکم ہے؟ سائل: نسیم رضا

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡجَوَابُ بِعَوۡنِ الۡمَلِكِ الۡوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الۡحَقِّ وَالصَّوَابِ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ و برکاتہ۔صورت مستفسرہ میں جو حکم مرد کے ذبح کا ہے وہی حکم عورت کا ہے۔ذابح کا مسلم یا کتابی ہونا شرط ہے چاہے مرد ہو یا عورت دونوں برابر ہیں۔ "المرأة المسلمة والکتابیة فی الذبح کالرجل"۔یعنی مسلمہ اور کتابیہ عورت ذبح کے معاملے میں مرد کی طرح ہیں۔(فتاوی ہندیہ جلد 5 صفحہ 286 کتاب الذبائح)

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنہ

الجواب صحیح: فقیر ابو النعمان عطا محمد مشاھدی عفی عنہ

چرم قربانی کی رقم مسجد و مدرسہ اور اس کے مصالحے میں لگانا کیسا

سوال: مفتی صاحب قبلہ ایک مسئلہ کا جواب بشکل فتوی عنایت فرمائیں۔مسئلہ یہ

ہے ایک مسجد ہے اور اس مسجد میں مقامی یعنی گاؤں کے بچے دینی تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ جگہ کم ہونے کی وجہ سے چرم قربانی کی رقم سے مسجد کے قریب بشکل مکتب روم بنانا چاہتے ہیں تو کیا اس رقم سے روم بنانا جائز ہے یا نہیں؟ جواب عنایت فرمائیں ممنون ومشکور رہوں۔

سائل: محمد ذاکر حسین رضوی، دار العلوم اہلسنت فیض الرسول

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

صورت مسؤلہ میں چرم قربانی کی رقم مسجد ومدرسہ میں یا اس کے مصالحے میں لگانا جائز ہے۔ "لو باعها بالدراهم ليتصدق بها جاز لانه قربة كالتصدق كذا في التبيين وهكذا في الهداية والكافي اه.." (فتاوی عالمگیری مصری جلد پنجم ص 265) یعنی اگر اس کو (چرم) روپے پیسے سے بیچا تو اسے صدقہ کر دے تو جائز ہے اس لیے کہ یہ قربة ہے صدقہ کی طرح ایسا ہی تبیین میں ہے اور یہی ھدایۃ اور کافی میں ہے۔ البتہ اگر اپنی ذات پر خرچ کرنے کی نیت سے بیچا تو اس کی قیمت براہ راست مسجد میں لگانا جائز نہیں مدرسہ میں لگا سکتے ہیں اب اس کا صدقہ کرنا واجب ہے اور صدقہ واجبہ میں تملیک شرط ہے۔ کفایہ میں ہے:

"اذا تموالها بالبيع وجب التصدق كذا في الايضاح"۔

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبـــــــہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنہ

الجــواب صحیــــــــح: فقط محمد عطاء اللہ نعیمی کراچی عفی عنه

بکری کے دو بچوں نے خنزیر مادہ کا دودھ پیا کیا ان کا گوشت کھایا جاسکتا ہے؟

سوال: السلام علیکم۔مفتیان کرام سے گذارش ہے کہ مندرجہ ذیل مسئلہ پہ توجہ دیں کہ مسئلہ یہ ہے کہ بکری کے دو بچوں نے خنزیر مادہ کا دودھ پیا سال بھر تک اس کے بعد بکری کے دونوں بچوں کو ذبح کر کے ان کا گوشت کھا سکتے یا نہیں؟

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡجَوَابِ بِعَوۡنِ الۡمَلِكِ الۡوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَایَةَ الۡحَقِّ وَالصَّوَابِ

بکری کا بچہ اگر خنزیر کا دودھ پی لیا یا اس سے پرورش پایا اس کا گوشت بعد ذبح شرعی کھانے میں کوئی حرج نہیں بشرطیکہ اس کا دودھ چھوڑ کر کچھ دنوں تک گھاس کھایا ہو جیسا کہ فتاوی ھندیہ مصری اول صفحہ 256 میں ہے: "الجدی اذا کان یربی بلبن الاتان والخنزیر ان اعتلف؟ ایاما فلا باس"۔یعنی بکری کا بچہ جس کی پرورش گدھی اور خنزیر کے دودھ سے ہوتی رہی اگر دودھ چھوڑ کر کچھ دنوں گھاس کھاتا رہا تو اس کے گوشت کھانے میں کوئی حرج نہیں۔

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبـــــــــہ: فقیر محمد شھروز عالم رضوی عفی عنه

الجــواب صحیـــــــح: فقیر ابو النعمان عطا محمد مشاھدی عفی عنه

عقیقه کے جانور میں غیر کا شامل ھونا کیسا؟

سوال: السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ۔کیا فرماتے علمائے اہل سنت مسئلہ ھٰذا میں کہ زید جو اپنے ایک بچے کا بڑے جانور میں عقیقہ کرا رہا ہے۔اب قریشی کا یہ کہنا ہے کہ اسی جانور کے جو پانچ حصّے بچ رہے ہیں مَیں اسے لوگوں میں بیچ دوں گا تو کیا اس صورت میں اس کا عقیقہ ہو جائے گا؟ کیا اس جانور کا بقیہ گوشت بیچ سکتے ہیں؟ بحوالہ:- جواب عطا فرمائیں۔

سائل:-محمد ابر ار رضا انصاری

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡجَوَاب بِعَوۡنِ الۡمَلِكِ الۡوَھَّاب اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الحَقِّ وَالصَّوَاب

عقیقہ کے جانور کے بھی وہی شرائط ہیں جو قربانی کے جانور کے ہیں چنانچہ بدائع صنائع جلد پنجم ص 171 میں ہے: اگر کسی ایک اونٹ یا گائے میں سات افراد شامل ہوں اور سب کی نیت عبادت قربانی یا کسی طرح کی اور عبادت از قسم عقیقہ وغیرہ کی ہو سوائے ایک حصہ دار کے جو صرف گوشت کے لیے شامل ہوا ہو تو ان میں سے کسی کی بھی قربانی قبول نہیں ہوگی اور نہ قربانی کے علاوہ دوسرے ثواب جو رضائے الٰہی والے افعال ہیں وہ قبول

ہونگے۔ جب ایک حصہ کے گوشت کی نیت سے شامل ہونے والے کا یہ حال ہے تو جہاں اکثر حصے گوشت خوری کی نیت سے ہوں۔ لاعمل لمن لانیۃ لہ۔

واللّٰہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنہ

الجواب صحیح: فقیر ابو النعمان عطا محمد مشاھدی عفی عنہ

عقیقہ کے جانور کا حکم قربانی کے جانور کی طرح ھے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ جس طرح قربانی کا جانور بے عیب ہونا چاہیے کیا اسی طرح عقیقہ کے جانور کا بھی حکم ہے؟ سائل: محمد توصیف چشتی دھولیوی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡجَوَاب بِعَوۡنِ الۡمَلِكِ الۡوَھَّاب اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الۡحَقِّ وَالصَّوَاب

صورت مسئولہ میں قربانی کے جانور کا جو حکم ہے وہی حکم عقیقہ کے جانور کا بھی ہے۔

جیسا کہ بہار شریعت حصہ پانزدھم ص 356 پر ہے: عقیقہ کا جانور انھیں شرائط کے ساتھ ہونا چاہیے جیسا قربانی کے لیے ہوتا ہے۔ اس کا گوشت فقرا اور عزیز وقریب دوست واحباب کو کچا تقسیم کر دیا جائے یا پکا کر دیا جائے یا اون کو بطورِ ضیافت و دعوت کھلایا جائے یہ سب صورتیں

جائز ہیں۔

"وهي شاة تصلح للأضحية تذبح للذكر والأنثى سواء فرق لحمها نيئا أو طبخه بحموضة أو بدونها مع كسر عظمها أو لا واتخاذ دعوة أو لا" ۔(درمختار مع رد المحتار جلد6 ص336)

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبـــــــــــہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنہ

الجـــواب صحیـــــــــح: محمد نعمت اللہ رضوی عفی عنہ

مقروض قربانی دے سکتا ہے؟

سوال: السلام علیکم۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام کہ جن لوگوں کے سر پر ایک لاکھ ڈیڑھ لاکھ روپے قرض ہو کیا ایسے لوگ قربانی دے سکتے ہیں؟ سائل: محمد نسیم الدین

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔صورت مسئولہ میں جس کے ذمہ قرض ہو اس پر قربانی واجب نہیں مگر قربانی کرے گا تو نفل ہوگا۔قربانی کی دو قسم ہیں ایک واجب جیسے مالک نصاب پر قربانی یا منت کی قربانی۔دوسرا التطوع یعنی نفل۔"وأما التطوع: فأضحية

المسافر والفقير الذى لم يوجد منه النذر بالتضحية ولا شراء الأضحية لانعدام سبب الوجوب" ۔(فتاوی ھندیہ جلد 5 ص 291) جن پر قرض ہو اس کے لئے بہتر ہے کہ پہلے قرض ادا کرے کہ یہ حقوق العباد ہے ۔

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنہ

الجواب صحیح: منظور احمد یار علوی عفی عنہ

دوسرے کے نام سے قربانی کرنے پر بری الذمہ نہیں ہوگا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین مالک نصاب ہونے کے باوجود اپنے نام سے نہ کرا کہ دوسرے کہ نام سے قربانی کی تین دن گزرنے کے بعد معلوم ہوا کہ قربانی نہ ہوئی اس شخص کے لئے شریعت کا کیا حکم ہے؟ حسنین رضا قادری احمد آباد

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡجَوَابُ بِعَوۡنِ الۡمَلِکِ الۡوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الۡحَقِّ وَالصَّوَابِ

صورت مسئولہ میں جن پر قربانی واجب ہے ایام قربانی میں اپنے نام سے خون بہانا ہی واجب ہے اگر اس نے اپنے نام سے نہ کر کے دوسرے نام سے کر دی تو اس پر اپنی

قربانی واجب رہ گئی اب چونکہ ایام گذر جانے کے بعد معلوم ہو رہا ہے اور بعد ایام متعینہ اراقۃ دم سے کوئی فائدہ حاصل نہیں اس لئے اب وہ صدقہ کر دے۔

جیسا کہ بہار شریعت حصہ پانژدھم میں ہے: اور اگر باوجود مالک نصاب ہونے کے اوس نے قربانی نہ کی اور وقت ختم ہونے کے بعد فقیر ہوگیا تو اوس پر بکری کی قیمت کا صدقہ کرنا واجب ہے یعنی وقت گزرنے کے بعد قربانی ساقط نہیں ہوگی۔ **"ولو کان موسرا فی جمیع الوقت ثم صار فقیرا صار قیمۃ شاۃ صالحۃ دینا فی ذمتہ یتصدق بہا متی وجدھا"** (الفتاوی الھندیۃ، کتاب الأضحیۃ، الباب الاول فی تفسیرھا۔۔۔ الخ، ج۵، ص ۲۹۳) (وکذا فی درالمختار، کتاب الأضحیۃ، ج۹ص ۵۲۵)

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنہ

الجواب صحیح: منظور احمد یار علوی عفی عنہ

سات افراد کی طرف سے بغیر پیسا لیے ایک بھینس کی قربانی کا کرنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ گھر میں سات لوگوں پر قربانی واجب ہے اور زید ساتوں کی طرف سے 1 بھینس کی قربانی کرے اور کہے میں نے سب کی

طرف سے کردی اور کسی کے پاس سے پیسہ بھی نہ لے تو قربانی ہوگی یا نہیں؟ محمد عابد حسین اشرفی۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَاب بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَھَّاب اَللّٰھُمَّ ھِدَایَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَاب

صورت مستفسرہ میں اگر ساتوں کی اجازت سے قربانی ہو تو سب کا وجوب ساقط ہو جائے گا۔ جیسا کہ بہار شریعت حصہ پانزدھم میں ہے: بالغ لڑکوں یا بی بی کی طرف سے قربانی کرنا چاہتا ہے تو اون سے اجازت حاصل کرے بغیر اون کے کہے اگر کردی تو ان کی طرف سے واجب ادا نہ ہوا۔ "وليس على الرجل أن يضحي عن أولاده الكبار وامرأته إلا بإذنه"۔ (فتاوی ھندیہ جلد 5 صفحہ 293)

واللّٰہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنہ

الجواب صحیح: محمد نعمت اللّٰہ رضوی عفی عنہ

مالک نصاب کا خریدا ہوا جانور مر گیا اس حال میں کہ مالک نصاب فقیر ہو گیا تو کیا کرے؟

سوال: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام

اس مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ اگر زید کے پاس ایک بکرا ہے اور اس نے من میں سوچا کہ اِس بکرے کو قربانی کرونگا اور اس کے سوچنے کے بعد بکرا دوسرے دن مرگیا اس حال میں کہ زید کے اوپر 150000 ہزار قرض ہوگیا تو بتائیں کہ اب اس پر قربانی واجب ہے یا نہیں قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔ محمد عرفان علی الہ باد (یوپی)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْجَوَاب بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّاب اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَاب

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ صورت مسئولہ میں زید پر قربانی واجب نہیں کہ اب وہ مالک نصاب نہیں۔ بہار شریعت حصہ پانژدھم میں ہے: مالکِ نصاب نے قربانی کے لیے بکری خریدی تھی وہ گم ہوگئی اور اس شخص کا مال نصاب سے کم ہوگیا اب قربانی کا دن آیا تو اس پر یہ ضرور نہیں کہ دوسرا جانور خرید کر قربانی کرے اور اگر وہ بکری قربانی ہی کے دنوں میں مل گئی اور یہ شخص اب بھی مالک نصاب نہیں ہے تو اوس پر اس بکری کی قربانی واجب نہیں۔

فتاوی الھندیۃ ج 5 ص 292 کتاب الاضحیۃ باب اول میں ہیں: "ولو اشتری الموسر شاۃ للأضحیۃ فضاعت حتی انتقص نصابہ وصار فقیرا فجاءت أیام النحر فلیس علیہ أن یشتری شاۃ أخری، فلو أنہ وجدھا وھو معسر وذلك فی أیام النحر فلیس علیہ أن یضحی بھا"۔

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنہ

الجواب صحیح: فقیر ابو النعمان عطا محمد مشاھدی عفی عنہ

قربانی کسے کھتے ھیں اور اس کے منکر پر کیا حکم ھوگا؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ قربانی کس چیز کا نام ہے اور اگر کوئی شخص قربانی کا انکار کرے تو اس پر کیا حکم لگے گا؟ اور قربانی کس پر واجب ہے؟ جواب مدلل عنایت فرمائیں۔ جزاک اللہ۔ سائل: محمد عارف قادری

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اَلۡجَوَابُ بِعَوۡنِ الۡمَلِكِ الۡوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الۡحَقِّ وَالصَّوَابِ

صورت مسؤلہ میں مخصوص جانور کو مخصوص دن میں تقرب کی نیت سے ذبح کرنے کا نام قربانی ہے۔ قربانی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے اور ہم امت مسلمہ کے لئے واجب۔

"الأضحية وهي في الشرع اسم لحيوان مخصوص بسن مخصوص يذبح بنية القربة في يوم مخصوص عند وجود شرائطها وسببها، كذا

فی التبیین. (وأما) (رکنها) : فذبح ما یجوز ذبحه فی الأضحیة بنیة الأضحیة فی أیامها؛ لأن رکن الشیء ما یقوم به ذلك الشیء، والأضحیة إنما تقوم بهذا الفعل فکان رکنا. کذا فی النهایة"۔(فتاوی ہندیہ جلد5ص291)

جو شخص دوسو درہم یا بیس دینار کا مالک ہو یا حاجت کے سوا کسی ایسی چیز کا مالک ہو جس کی قیمت دوسو درہم ہو وہ غنی ہے اوس پر قربانی واجب ہے۔حاجت سے مراد رہنے کا مکان اور خانہ داری کے سامان جن کی حاجت ہو اور سواری کا جانور اور خادم اور پہننے کے کپڑے ان کے سوا جو چیزیں ہوں وہ حاجت سے زائد ہیں۔(بہارشریعت حصہ پانزدھم)

جو شخص قربانی کا انکار کرے وہ گمراہ ہے۔جیسا کہ فتاوی رضویہ قدیم جلد ششم ص 52 میں ہے: قربانی کا انکار ضلالت ہے۔

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنه

الجواب صحیح: محمد نعمت اللہ رضوی عفی عنه

کیا قرضدار پر قربانی واجب ہے؟

سوال: السلام علیکم ۔علمائے کرام سے ایک اہم سوال ایک شخص مالک نصاب ہے مگر وہ کسی دوسرے شخص سے 2000 ہزار قرضہ لیا ہے اور اس پیسے کو 2 سال ہونے والا

ہے ابھی تک ادا نہیں کیا ہے تو کیا اس شخص پر قربانی واجب ہے۔جواب جلد درکار ہے۔

سائل: عرفان اشرفی

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

صورت مسئولہ میں جس سے قرض لیا ہے اس قرض کو لوٹانے کے بعد بھی اگر 653 گرام 184 ملی گرام چاندی یا اس کی قیمت کا مالک رہتا ہے (یعنی مالک نصاب) تو اس پر قربانی واجب ہے اور اگر بعد ادائیگی قرض مال نصاب سے کم ہو جائے تو قربانی واجب نہیں۔"ولو كان عليه دين بحيث لو صرف فيه نقص نصابه لا تجب"۔(فتاوی ہندیہ جلد پنجم ص 292)

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنہ

الجواب صحیح: فقیر ابو النعمان عطا محمد مشاہدی عفی عنہ

جنبی کا ذبیحہ حلال ہے

سوال: السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی مرد یا عورت جنبی ہو، غسل واجب ہو تو وہ جانور ذبح کرسکتا ہے یا نہیں؟ برائے مہربانی

بحوالہ جواب عنایت فرمائے۔سائل:توصیف رضا۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡجَوَاب بِعَوۡنِ الۡمَلِکِ الۡوَھَّاب اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الحَقِّ وَالصَّوَاب

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔جنبی مرد یا عورت کا ذبیحہ حلال ہے اس شرط کے ساتھ کہ وہ جانور ذبح کرنا جانتے ہوں۔ "فتحل ذبیحتھما ولو الذابح امراۃ او صبیا یعقل التسمیۃ والذبح ویقدر "۔(درمختار مختار)وھکذا فی فتاوی امجدیہ المجلد الثالث ص 300۔

والله تعالی اعلم بالصواب

کتبـــــــہ: فقیر محمد شھروز عالم رضوی عفی عنه

الجـــواب صحیـــــح: فقیر ابو النعمان عطا محمد مشاھدی عفی عنه

کیا شرابی کا ذبیحه حلال ھے؟

سوال: السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں جیسے قصائی لوگ گائے یا بھیس یا بکرا یا مرغی ذبح کرتے ہیں ان لوگوں میں کتنے لوگ شرابی بھی ہوتے ہیں کچھ لوگ سر پر ٹوپی بھی نہیں لگاتے کچھ لوگ بغیر بسم اللہ پڑھے ذبح کرتے ہیں کیا ان لوگوں کا ذبح کیا ہوا گوشت کھانا جائز ہے یا ناجائز؟

جواب عنایت فرمائیں نوازش ہوگی۔کرم ہوگا مہربانی ہوگی۔سائل: محمد منصور علی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَلْجَوَاب بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّاب اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَاب

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔صورت مستفسرہ میں ذابح کے لئے متقی و پرہیز گار ہونا یا سر پر ٹوپی ہونی بھی ضروری نہیں ہے۔ذبح سے جانور حلال ہونے کے لیے چند شرطیں ہیں:

(۱) ذبح کرنے والا عاقل ہو۔مجنوں یا اتنا چھوٹا بچہ جو بے عقل ہو ان کا ذبیحہ جائز نہیں اور اگر چھوٹا بچہ ذبح کو سمجھتا ہو اور اس پر قدرت رکھتا ہو تو اس کا ذبیحہ حلال ہے۔

(۲) ذبح کرنے والا مسلم ہو یا کتابی۔مشرک اور مرتد کا ذبیحہ حرام و مردار ہے۔کتابی کا ذبیحہ اوس وقت حلال سمجھا جائے گا جب مسلمان کے سامنے ذبح کیا ہو اور یہ معلوم ہو کہ اللہ (عزوجل) کا نام لے کر ذبح کیا اور اگر ذبح کے وقت اوس نے حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام لیا اور مسلمان کے علم میں یہ بات ہے تو جانور حرام ہے اور اگر مسلمان کے سامنے اوس نے ذبح نہیں کیا اور معلوم نہیں کہ کیا پڑھ کر ذبح کیا جب بھی حلال ہے۔

(۳) اللہ عزوجل کے نام کے ساتھ ذبح کرنا۔ذبح کرنے کے وقت اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے کوئی نام ذکر کرے جانور حلال ہو جائے گا یہی ضروری نہیں کہ لفظ اللہ (عزوجل) ہی زبان سے کہے۔البتہ مجنون یا نشہ والا اگر وہ ذبح یا اللہ کے نام سے بے خبر

ہوتو اس کا ذبیحہ حلال نہیں۔

"فَلَا تُؤْكَلُ ذَبِيحَةُ الْمَجْنُونِ وَالصَّبِيِّ الَّذِي لَا يَعْقِلُ، فَإِنْ كَانَ الصَّبِيُّ يَعْقِلُ الذَّبْحَ وَيَقْدِرُ عَلَيْهِ تُؤْكَلُ ذَبِيحَتُهُ، وَكَذَا السَّكْرَانُ"۔

(فتاوی ھندیہ ج5 ص285)

اور اگر اسے ہوش ہو اور ذبح جانتا ہو اور اس پر قادر بھی ہو تو اس کا ذبیحہ حلال ہے۔

"فَتَحِلُّ ذَبِيحَتُهُمَا، وَلَوْ الذَّابِحُ مَجْنُونًا أَوْ امْرَأَةً أَوْ صَبِيًّا يَعْقِلُ التَّسْمِيَةَ وَالذَّبْحَ وَيَقْدِرُ"۔(درمختار ج6 ص296)

فاسق اور بدعتی جس کی بدعت حد کفر کو نہ پہونچی ہو تو اس کے ہاتھ کا ذبیحہ حلال ہے۔

"فأما المسلم فيحل ما ذكاه وإن كان فاسقا أو مبتدعا ببدعة غير مكفرة، أو صبيا مميزاً، أو امرأة؛ لعموم الأدلة وعدم المخصص"۔

(المغنی ج دوم ص259، 260)

اور اگر کسی نے وقت ذبح قصداً بسم اللہ کو ترک کیا تو جانور حلال نہیں۔ "وَلَا تَحِلُّ ذَبِيحَةُ تَارِكِ التَّسْمِيَةِ عَمْدًا، وَإِنْ تَرَكَهَا نَاسِيًا تَحِلُّ وَالْمُسْلِمُ وَالْكِتَابِيُّ فِي تَرْكِ التَّسْمِيَةِ سَوَاءٌ، كَذَا فِي الْكَافِي"۔(فتاوی ھندیہ ج5 ص288)

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنہ

الجــواب صحيـــــح: منظور احمد یار علوی عفی عنه

نیل گائے کی قربانی جائز ھے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلے میں کیا نیل گائے کی قربانی جائز ہے؟ جواب سے نوازیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْجَوَاب بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّاب اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَاب

حدیث پاک میں تین طرح کے جانور کی تصریح آئی ہے اور اس میں نیل گائے شامل نہیں ہے۔ جیسا کہ بہار شریعت حصہ پانزدھم میں ہے: قربانی کے جانور تین قسم کے ہیں۔(۱) اونٹ،(۲) گائے،(۳) بکری۔ ہر قسم میں اوس کی جتنی نوعیں ہیں سب داخل ہیں نر اور مادہ، خصی اور غیر خصی سب کا ایک حکم ہے یعنی سب کی قربانی ہوسکتی ہے۔ بھینس گائے میں شمار ہے اس کی بھی قربانی ہوسکتی ہے۔ بھیڑ اور دنبہ بکری میں داخل ہیں ان کی بھی قربانی ہوسکتی ہے۔ وحشی جانور جیسے نیل گائے اور ہرن ان کی قربانی نہیں ہوسکتی وحشی اور گھریلو جانور سے مل کر بچہ پیدا ہوا مثلاً ہرن اور بکری سے اس میں ماں کا اعتبار ہے یعنی اوس بچہ کی ماں بکری ہے تو جائز ہے اور بکرے اور ہرنی سے پیدا ہے تو ناجائز۔

"فهو أن يكون من الأجناس الثلاثة: الغنم أو الإبل أو البقر،

ویدخل فی کل جنس نوعه، والذکر والأنثی منه والخصی والفحل لانطلاق اسم الجنس علی ذلك، والمعز نوع من الغنم والجاموس نوع من البقر، ولا یجوز فی الأضاحی شیء من الوحشی "۔(فتاوی ھندیہ جلد 5 ص 297)

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ: فقیر محمد شھروز عالم رضوی عفی عنه

الجواب صحیح: منظور احمد یار علوی عفی عنه

ذبح میں کم از کم تین رگ کٹنا ضروری ھے

سوال: اَلسَّلامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللہِ وَبَرَکَاتُہُ۔علمائے کرام ومفتیان عظام کی بارگاہ میں ایک مسئلہ پیش خدمت کرتا ہوں کہ قربانی کرنے میں جانور کے کم سے کم کتنے رگ کٹنے چاہیے اگر کسی نے دو ہی رگ کاٹی تو قربانی ہوگی یا نہیں؟ برائے مہربانی جواب عنایت فرمائے۔سائل: محمد شاکر علی

بِسْمِ اللہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَھَّاب اَللّٰھُمَّ ھِدَایَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَاب

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔صورت مسئولہ میں جانور کے گلے کے چاروں رگوں میں سے تین کا کٹ جانا کافی ہے یعنی اس صورت میں بھی جانور حلال ہو جائے گا کہ اکثر کے لیے

وہی حکم ہے جو کل کے لیے ہے اور اگر چاروں میں سے ہر ایک کا اکثر حصہ کٹ جائے گا جب بھی حلال ہو جائے گا اور اگر آدھی آدھی ہر رگ کٹ گئی اور آدھی باقی ہے تو حلال نہیں۔

"فَإِنْ قُطِعَ كُلُّ الْأَرْبَعَةِ حَلَّتْ الذَّبِيحَةُ، وَإِنْ قُطِعَ أَكْثَرُهَا فَكَذَلِكَ عِنْدَ أَبِي حَنِيفَةَ - رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى -. وَقَالَا: لَا بُدَّ مِنْ قَطْعِ الْحُلْقُومِ وَالْمَرِيءِ وَأَحَدِ الْوَدَجَيْنِ، وَالصَّحِيحُ قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ - رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى - لِمَا أَنَّ لِلْأَكْثَرِ حُكْمَ الْكُلِّ، كَذَا فِي الْمُضْمَرَاتِ"۔

"وَفِي الْجَامِعِ الصَّغِيرِ إِذَا قَطَعَ نِصْفَ الْحُلْقُومِ وَنِصْفَ الْأَوْدَاجِ وَنِصْفَ الْمَرِيءِ لَا يَحِلُّ؛ لِأَنَّ الْحِلَّ مُتَعَلِّقٌ بِقَطْعِ الْكُلِّ أَوْ الْأَكْثَرِ وَلَيْسَ لِلنِّصْفِ حُكْمُ الْكُلِّ فِي مَوْضِعِ الِاحْتِيَاطِ، كَذَا فِي الْكَافِي"۔ (فتاوی ہندیہ جلد 5 صفحہ 287)

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبـــــــہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنہ

الجـــواب صحیـــــح: فقیر ابو النعمان عطا محمد مشاہدی عفی عنہ

کئی آدمی مل کر چھری چلائے سب کو بسم اللہ پڑھنا ضروری ہے

سوال: اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ ۔علمائے کرام مفتیان عظام کے بارگاہ میں ایک مسئلہ پیش خدمت کرتا ہوں کہ زید قربانی کر رہا تھا ابھی تین رگیں کٹی ہی نہیں تھیں کہ کسی اور نے آ کر قربانی مکمل کی کیا قربانی ہو جائے گی؟ برائے مہربانی جواب عنایت فرمائے ۔سائل: محمد ثاقب الہند

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ۔شرعی ذبح کا ضابطہ یہ ہے کہ جانور کے گلے کے چاروں رگوں میں سے تین کا کٹ جانا کافی ہے یعنی اس صورت میں بھی جانور حلال ہو جائے گا کہ اکثر کے لیے وہی حکم ہے جو کل کے لیے ہے اور اگر چاروں میں سے ہر ایک کا اکثر حصہ کٹ جائے گا جب بھی حلال ہو جائے گا اور اگر آدھی آدھی ہر رگ کٹ گئی اور آدھی باقی ہے تو حلال نہیں ۔

"فَإِنْ قُطِعَ كُلُّ الْأَرْبَعَةِ حَلَّتِ الذَّبِيحَةُ، وَإِنْ قُطِعَ أَكْثَرُهَا فَكَذٰلِكَ عِنْدَ أَبِي حَنِيفَةَ - رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالَى -. وَقَالَا: لَا بُدَّ مِنْ قَطْعِ الْحُلْقُومِ وَالْمَرِيءِ وَأَحَدِ الْوَدَجَيْنِ، وَالصَّحِيحُ قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ - رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالَى - لِمَا أَنَّ لِلْأَكْثَرِ حُكْمَ الْكُلِّ، كَذَا فِي الْمُضْمَرَاتِ"۔

"وَفِي الْجَامِعِ الصَّغِيرِ إِذَا قَطَعَ نِصْفَ الْحُلْقُومِ وَنِصْفَ الْأَوْدَاجِ

وَنِصْفُ الْمَرِیءِ لَا یَحِلُّ؛ لِأَنَّ الْحِلَّ مُتَعَلِّقٌ بِقَطْعِ الْکُلِّ أَوِ الْأَکْثَرِ وَلَیْسَ لِلنِّصْفِ حُکْمُ الْکُلِّ فِي مَوْضِعِ الِاحْتِیَاطِ. کَذَا فِي الْکَافِي" ۔(فتاوی ھندیہ جلد 5 صفحہ 287)

طلب مسئلہ یہ ہے کہ دو آدمی نے مل کر چھری چلائی تو دونوں کو بسم پڑھنا لازم ہے چاہے ایک ساتھ چھری چلائی ہو یا فرداً فرداً جیسا کہ سوال میں مذکور ہے تین رگ سے کم ایک نے کاٹی پھر دوسرے نے چھری لے لی اور قصداً بغیر بسم اللہ کے آگے کا کام انجام دیا تو جانور حلال نہیں ہوا اور قربانی نہیں ہوئی۔ بہار شریعت حصہ 15 ص 520 پر ہے: خود ذبح کرنے والے کو بسم للہ کہنا ضرور ہے دوسرے کا کہنا اس کے کہنے کے قائم مقام نہیں یعنی دوسرے کے بسم للہ پڑھنے سے جانور حلال نہ ہوگا جبکہ ذابح نے قصداً ترک کیا ہو اور دو شخصوں نے ذبح کیا تو دونوں کا پڑھنا ضروری ہے ایک نے قصداً ترک کیا تو جانور حرام ہے۔ معین ذابح سے یہی مراد ہے کہ ذبح کرنے میں اوس کا معین ہو یعنی دونوں نے مل کر ذبح کیا ہو دونوں نے چھری پھیری ہو مثلاً ذابح کمزور ہے کہ اوس کی تنہا قوت کام نہیں دے گی دوسرے نے بھی شرکت کی دونوں نے مل کر چھری چلائی۔ اگر دوسرا شخص جانور کو فقط پکڑے ہوئے ہے تو یہ معین ذابح نہیں اس کے پڑھنے نہ پڑھنے کو کچھ دخل نہیں۔ یہ اگر پڑھتا ہے تو اس کا مقصد یہ ہوسکتا ہے کہ ذابح کو بسم للہ یاد آجائے اور پڑھ لے۔

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبــــــــہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنہ

الجــواب صحیــــــح: فقیر ابوالنعمان عطا محمد مشاھدی عفی عنہ

جس پر قربانی واجب ہوا ایام نحر گذرنے پر وہ کیا کرے؟

سوال: السلام علیکم ورحمت اللہ وبرکاتہ۔علماء کرام کی بارگاہ میں میرا ایک سوال ہے کہ اگر زید پر قربانی واجب تھی مگر وہ نہیں کرسکا تب ایسی صورت میں اب وہ کیا کرے؟ اور دوسرا سوال یہ ہے کہ انگریزی میں اگر salam لکھا جائے تو کیسا ہے؟ مع حوالہ جواب عنایت فرمائیں مہربانی ہوگی۔جزاک اللہ خیرا واحسن الجزاء۔سائل: محمد دانش نقشبندی اعظمی

بِسۡمِ اللهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اَلۡجَوَابُ بِعَوۡنِ الۡمَلِكِ الۡوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الۡحَقِّ وَالصَّوَابِ

صورت مستفسرہ میں ایام نحر گزر گئے اور جس پر قربانی واجب تھی اوس نے نہیں کی ہے تو قربانی فوت ہوگئی اب نہیں ہوسکتی پھر اگر اوس نے قربانی کا جانور معین کر رکھا ہے مثلاً معین جانور کے قربانی کی منت مان لی ہے وہ شخص غنی ہو یا فقیر بہر صورت اوسی معین جانور کو زندہ صدقہ کرے اور اگر ذبح کرڈالا تو سارا گوشت صدقہ کرے اوس میں سے کچھ نہ کھائے اور اگر کچھ کھالیا ہے تو جتنا کھایا ہے اوس کی قیمت صدقہ کرے اور اگر ذبح کیے ہوئے جانور کی

قیمت زندہ جانور سے کچھ کم ہے تو جتنی کمی ہے اوسے بھی صدقہ کرے اور فقیر نے قربانی کی نیت سے جانور خریدا ہے اور قربانی کے دن نکل گئے چونکہ اس پر بھی اسی معین جانور کی قربانی واجب ہے لہٰذا اس جانور کو زندہ صدقہ کر دے اور اگر ذبح کر ڈالا تو وہی حکم ہے جو منت میں مذکور ہوا۔ یہ حکم اوسی صورت میں ہے کہ قربانی ہی کے لیے خریدا ہو اور اگر اوس کے پاس پہلے سے کوئی جانور تھا اور اوس نے اوس کے قربانی کرنے کی نیت کر لی یا خریدنے کے بعد قربانی کی نیت کی تو اوس پر قربانی واجب نہ ہوئی۔ اور غنی نے قربانی کے لیے جانور خرید لیا ہے تو وہی جانور صدقہ کر دے اور ذبح کر ڈالا تو وہی حکم ہے جو مذکور ہوا اور خریدا نہ ہو تو بکری کی قیمت صدقہ کرے۔

"وَلَوْ لَمْ يُضَحِّ حَتّٰى مَضَتْ أَيَّامُ النَّحْرِ فَقَدْ فَاتَهُ الذَّبْحُ فَإِنْ كَانَ أَوْجَبَ عَلَى نَفْسِهِ شَاةً بِعَيْنِهَا بِأَنْ قَالَ: لِلّٰهِ عَلَيَّ أَنْ أُضَحِّيَ بِهٰذِهِ الشَّاةِ سَوَاءٌ كَانَ الْمُوجِبُ فَقِيرًا أَوْ غَنِيًّا، أَوْ كَانَ الْمُضَحِّي فَقِيرًا وَقَدْ اشْتَرَى شَاةً بِنِيَّةِ الْأُضْحِيَّةِ فَلَمْ يَفْعَلْ حَتّٰى مَضَتْ أَيَّامُ النَّحْرِ تَصَدَّقَ بِهَا حَيَّةً، وَإِنْ كَانَ مَنْ لَمْ يُضَحِّ غَنِيًّا وَلَمْ يُوجِبْ عَلَى نَفْسِهِ شَاةً بِعَيْنِهَا تَصَدَّقَ بِقِيمَةِ شَاةٍ اشْتَرَى أَوْ لَمْ يَشْتَرِ، كَذَا فِي الْعَتَّابِيَّةِ"۔ (فتاوی ھندیہ ج 5 ص 296)

سلام عربی ہی میں لکھیں کہ یہی طریقہ رائج ہے انگلش میں چونکہ صحیح تلفظ ادا نہیں ہو پاتا

ہے اس لئے انگلش میں صرف Salam ہی لکھیں۔

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبــــــــہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنہ

الجــواب صحیـــــح: محمد نعمت اللہ رضوی عفی عنہ

تکبیر تشریق کی وجہ تسمیہ کیا ھے؟

سوال: السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ 9 ذالحجہ کی فجر سے 13 ذالحجہ کی عصر تک تکبیر تشریق کیوں پڑھی جاتی ہے؟ اس کی وجہ تسمیہ کیا ہے؟ رہنمائی فرمائیں۔فقط: خاکسار اختر رضا نظامی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَلْجَوَاب بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّاب اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَاب

عربی میں تشریق کا معنی ہے گوشت کے ٹکڑے کرکے اس کو دھوپ میں سکھانا اور عربوں میں یہ دستور بھی تھا کہ گوشت سکھا کر رکھتے تھے اور اسے کھاتے تھے اسی مناسبت سے اسے تشریق کہتے ہیں۔ "اللحم اذا بسطه فی الشمس ليجف وسميت بذالك لان لحم الاضاحی كانت تشريق فيها" (ھدایہ اول ص 174 حاشیہ نمبر 13) تکبیر تشریق واجب ہے کیونکہ یہ حج کے دن دنوں کی تعظیم ہے۔ "وَدَلِيلُ الْوُجوبِ قَوْله تَعَالَى

{وَاذْكُرُوا اللَّهَ فِي أَيَّامٍ مَعْدُودَاتٍ} [البقرة: ٢٠٣]، وَقَوْلُهُ {وَأَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ} [الحج: ٢٧] إلَى قَوْلِهِ {فِي أَيَّامٍ مَعْلُومَاتٍ} [الحج: ٢٨] قِيلَ: الْأَيَّامُ الْمَعْدُودَاتُ أَيَّامُ التَّشْرِيقِ، وَالْمَعْلُومَاتُ أَيَّامُ الْعَشْرِ، وَقِيلَ: كِلَاهُمَا أَيَّامُ التَّشْرِيقِ، وَقِيلَ: الْمَعْلُومَاتُ يَوْمُ النَّحْرِ وَيَوْمَانِ بَعْدَهُ، وَالْمَعْدُودَاتُ أَيَّامُ التَّشْرِيقِ؛ لِأَنَّهُ أَمَرَ فِي الْأَيَّامِ الْمَعْدُودَاتِ بِالذِّكْرِ مُطْلَقًا، وَذَكَرَ فِي الْأَيَّامِ الْمَعْلُومَاتِ الذِّكْرَ عَلَى مَا رَزَقَهُمْ مِنْ بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ، وَهِيَ الذَّبَائِحُ وَأَيَّامُ الذَّبَائِحِ يَوْمُ النَّحْرِ وَيَوْمَانِ بَعْدَهُ وَمُطْلَقُ الْأَمْرِ لِلْوُجُوبِ"۔

وَرُوِيَ عَنْ النَّبِيِّ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - أَنَّهُ قَالَ: »مَا مِنْ أَيَّامٍ أَحَبُّ إلَى اللَّهِ تَعَالَى الْعَمَلُ فِيهِنَّ مِنْ هَذِهِ الْأَيَّامِ فَأَكْثِرُوا فِيهَا مِنْ التَّكْبِيرِ وَالتَّهْلِيلِ وَالتَّسْبِيحِ« .(بدائع الصنائع جلد اول ص 195)

والله تعالی اعلم بالصواب

کتبـــــــــــہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنہ

الجـــواب صحیـــــــح: محمد نعمت اللہ رضوی عفی عنہ

مردے کے نام کی قربانی کا حکم

سوال: السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ۔کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اگر قربانی کے شرکاء میں کسی نے اپنے مردے کی وصیت پر حصہ کیا تو اس کے اور باقی کے گوشت کا کیا حکم ہے؟ حوالے سے مزین کریں۔

بِسۡمِ اللهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اَلۡجَوَاب بِعَوۡنِ الۡمَلِكِ الۡوَهَّاب اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الحَقِّ وَالصَّوَاب

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ و برکاتہ۔اگر کسی نے کسی کی وصیت پر قربانی کی تو گوشت کا حکم یہ ہے کہ اس میں سے نہ کھائے بلکہ کل گوشت صدقہ کردے۔"قال الصدر المختار انه ان ضحی بامر المیت لا یاکل منها وان بغیر امره یاکل"۔(فتاوی بزازیہ علی الھندیہ جلد سوم ص 281)

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبـــــــــہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنہ

الجـــواب صحیـــــــح: محمد نعمت اللہ رضوی عفی عنہ

احکام تجارت

ساڑھی کے کنارے چاروں طرف جاندار کی تصویر پر رنگ لگانا اور اس کی مزدوری کا حکم

سوال: السلام علیکم و رحمتہ اللہ تعالیٰ و برکاتہ۔تمام علمائے کرام و مفتیان عظام کی بارگاہ میں ایک درخواست ہے غیر مسلموں کی فیکٹری میں ایسی سفید ساری تیار کی جاتی ہے جس کے کنارے کنارے چاروں طرف جاندار کی تصویر بنی ہوتی ہے۔ پھر اس ساری کو رنگ کرنے والے مسلمان حضرات ہندوں کے دکانوں سے لاکر رنگتے ہیں۔ کچھ لوگ ساری کی اس تصویر پر رنگ لگاتے ہیں پھر ہندوؤں کی دکانوں میں پہونچا دیتے ہیں۔ان لوگوں کو ان کاموں کی مزدوری ملتی ہے۔اصل میں تصویر بنانے کا کام تو ہنودوں کی فیکٹری میں ہی ہوتا ہے اور کلر اور سجاوٹ کا کام مسلمان کرتے ہیں۔تو سوال یہ ہے کہ جو مسلمان حضرات اس بنی ہوئی تصویر والی ساڑی کو رنگتے ہیں یا سجاتے ہیں یہ کام جائز ہے یا نہیں۔اور اس سے ملی ہوئی مزدوری درست ہے یا نہیں؟ قرآن و حدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں اور شکریہ کا موقع دیں۔سائل: محمد عادل رضا صاحب بنگلور

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلْجَوَاب بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّاب اَللّٰھُمَّ هِدَایَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَاب

جاندار کی تصویر بنانا بنوانا شرعاً جائز نہیں۔ احادیث میں اس کی سخت وعیدیں آئی ہیں حضرات شیخین علیھما الرحمہ نے کئی طرق سے وعید پر حدیثیں بیان کی ہیں مگر رہا یہ کہ جاندار کی تصویر جو مکمل نہ ہو اس کا شرعی حکم کیا ہے تو اس کے بارے میں قاعدہ یہ ہے کہ کسی بھی جاندار کی اتنی تصویر جس سے حیات باقی نہ رہے اس کا بنانا جائز مثلاً کسی کا صرف جسم بنانا جو بغیر سر کے ہو یا کسی اور عضو کی تصویر بنانا جیسے انگلیاں، ہاتھ، پیر وغیرہ یہ شرعاً منع نہیں کہ یہ تصویر بے جان کے حکم میں ہے۔ فیض القدیر شرح جامع صغیر میں علامہ مناوی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ حدیث شریف میں جس تصویر کی ممانعت وارد ہوئی ہے اس سے مراد پورے جاندار کی تصویر ہے۔ (فتاوی نوریہ ج دوم ص 303) انوار الفتاوی اول ص 425 اور ایسی چھوٹی تصویر جس کے اعضاء ظاہر نہ ہوتے ہوں وہ بھی حکم تصویر میں نہیں ہے۔

رہی بات مسئلہ دائرہ کی کہ تصویر کپڑے میں چھپ کر کہیں اور جگہ سے آتی ہے اور پورے کپڑے پر رنگ ہوتا ہے یا کبھی کبھی صرف فوٹو کو رنگنا پڑتا ہے نظر فقیر میں حرام نہیں ہے اور نہ ہی اس کی اجرت حرام ہے "ولا یکرہ بیع ثوبہ" (ھدایۃ اول ص 143 حاشیہ 1) زیادہ سے زیادہ ناپسندیدہ کہا جاسکتا ہے جیسا کہ اعلیحضرت علیہ الرحمہ نے مکان کرایہ پر دینے سے متعلق جس میں شراب کی دوکان کھولنے کے ایک سوال کے جواب میں ارشاد فرمایا ہے کہ" اس کی غرض کرایہ سے ہے اور اعمال نیات پر ہیں یہ نیت کیوں کرے کہ اس لیے

دیتا ہے کہ اس میں شراب نوشی و شراب فروشی ہو ایسی حالت میں کرایہ اس کے لیے حلال" (فتاوی رضویہ قدیم جلد ہشتم ص 166) اور اسی میں صفحہ 168 پر مسلمان معمار کو بت کدہ کی نو تعمیر یا مرمت کرنا شرعا درست ہے یا نہیں کے جواب میں فرماتے ہیں مکروہ ہے اور جو کرے مستحق سزا نہیں۔

واللّٰہ تعالٰی اعلم بالصواب

کتبـــــــــہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنہ

الجـــواب صحیـــــــح: فقط محمد عطاءاللّٰہ نعیمی کراچی عفی عنہ

چیک کی خرید وفروخت

سوال: السلام علیکم و رحمت اللہ و برکاتہ۔کیا cheque vatav کرنا کروانا جائز ہے؟ تفصیل: جن لوگوں کے کاروبار میں لینا دینا اکثر چیک کے ذریعے سے ہوتا ہے تو انہیں کبھی cash کی ضرورت ہوتی ہے تو وہ اپنی credit پر اس cheque کو دیگر cash حاصل کرتا ہے جس پر کچھ percent کٹ جاتا ہے-یعنی cheque پر جو تاریخ ہے اس کے پہلے اسے cash کرنے وکروانے پر جو کچھ٪ کٹتے ہیں-اسے cheque vatav کہتے ہیں جوکہ غیر مسلم یہ کام کرتے ہیں اور اب یہ کچھ مسلم بھی کرنے لگے ہیں-یہ کام کرنا کروانا جائز ہے؟

مثال: زید کا کاروبار چیک کے ذریعے ہوتا ہے یعنی زید نے بکر کو مال بیچا اور بکر نے چیک سے اماونٹ دیا اور چیک پر تاریخ کچھ دن آگے کی ہے یعنی 15 تاریخ کو زید نے مال بیچا اور بکر نے چیک پر تاریخ 25 ڈال کر دیا۔ اب زید کو روپے کی ضرورت پڑتی ہے اور کچھ افراد جو مسلم بھی ہیں اور غیر مسلم بھی جو چیک لے کر روپیہ دینے کا کام کرتے ہیں جس پر وہ کچھ٪ پرسینٹ رکھ لیتے ہیں۔ اب زید ان سے رابطہ کر کے وہ چیک دے کر روپیہ حاصل کرتا ہے

(1) سوال یہ ہے کہ کیا زید کا اس طرح پرسینٹ ٪ پر چیک دے کر روپیہ حاصل کرنا جائز ہے؟؟

(2) جو لوگ چیک لے کر کچھ٪ پرسینٹ کاٹ کر روپیہ دیتے ہیں کیا ان کے لیے یہ جائز ہے؟ مدلل جواب عنایت فرمائیں۔ خان قمر عالم بھیونڈی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

صورت مستفسرہ میں کسی مسلمان کے ساتھ ایسی خرید و فروخت ناجائز ہے کیونکہ یہ درج شدہ رقم سے زائد وصول کرنا ہوا جو سود ہے جیسا کہ اس طرح کے معاملہ میں حضرات صحابہ کرام و تابعین عظام علیھم الرحمۃ والرضوان نے یہی فیصلہ صادر فرمایا ہے اس کی تفصیل احکام القرآن للامام الجصاص الرازی جلد اول ص 467 میں ہے۔ البتہ چیک میں جتنے روپے درج ہوں اتنے روپے نقد دے کر چیک لے لیا تو یہ جائز ہے کیونکہ یہ کمی و بیشی سے خالی

ہے۔(مجلس شرعی کے فیصلے ص 159 فیصلہ 9)

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنہ

نوٹ: ماشاءاللہ بہت عمدہ جواب ہے

اگر اس میں اتنا اضافہ کر دیتے کہ چیک فروخت کرنے والا اگر اپنی خوشی سے اسے کچھ دیدے تو کوئی حرج نہیں۔واللہ اعلم

محمد نعمت اللہ رضوی عفی عنہ

مال کسے کہتے ہیں؟

سوال: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔حضور مفتی صاحب قبلہ خرید وفروخت کے باب میں ایک لفظ مال آتا ہے جس کو کبھی متقوم اور کبھی غیر متقوم بھی کہتے ہیں تو اصل مال کی تعریف کیا ہے اور کون سے مال کی بیع جائز ہے؟ فقط: محمد جابر عالم شمسی اڑیسہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔صورت مستفسرہ میں مال وہ چیز ہے جس کی طرف طبیعت کا میلان ہو جس کو دیا لیا جاتا ہو جس سے دوسروں کو روکتے ہوں جسے وقت ضرورت

کے لیے جمع رکھتے ہوں لہٰذا تھوڑی سی مٹی جب تک وہ اپنی جگہ پر ہے مال نہیں اور اس کی بیع باطل ہے البتہ اگر اُسے دوسری جگہ منتقل کر کے لے جائیں تو اب مال ہے اور بیع جائز گیہوں کا ایک دانہ اس کی بھی بیع باطل ہے۔ انسان کے پاخانہ پیشاب کی بیع باطل ہے جب تک مٹی اس پر غالب نہ آجائے اور کھاد نہ ہو جائے گوبر، مینگنی، لید کی بیع باطل نہیں اگر چہ دوسری چیز کی اُن میں آمیزش نہ ہو لہٰذا اُپلے کا بیچنا خریدنا یا استعمال کرنا ممنوع نہیں۔

"والمال ما يميل إليه الطبع ويجرى فيه البذل والمنع درر، فخرج التراب ونحوه (كالدم) المسفوح فجاز بيع كبد وطحال (والميتة) سوى سمك وجراد، ولا فرق في حق المسلم بين التي ماتت حتف أنفها أو بخنق ونحوه"۔ (درمختار ج5 ص51)

ردالمحتار میں ہے: "تعريف المال بما يميل إليه الطبع ويمكن ادخاره لوقت الحاجة، وأنه خرج بالادخار المنفعة فهي ملك لا مال؛ لأن الملك ما من شأنه أن يتصرف فيه بوصف الاختصاص كما في التلويح، فالأولى ما في الدرر من قوله المال موجود يميل إليه الطبع إلخ فإنه يخرج بالموجود المنفعة فافهم. ولا يرد أن المنفعة تملك بالإجارة؛ لأن ذلك تمليك لا بيع حقيقة"۔

والله تعالى اعلم بالصواب

کتبــــــــہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنہ

الجـــواب صحیـــــح: منظور احمد یار علوی عفی عنہ

بیع مضاربت

سوال: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔کیافرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ زید اور بکر نے پارٹنر شپ میں ایک بزنش شروع کیا جس میں دونوں نے ۲-۲ لاکھ روپے لگائے ہیں۔لیکن محنت صرف بکر ہی کرے گا۔اور دونوں میں یہ طے ہوا کہ نفع میں بکر ۸۰٪ لیگا اور زید ۲۰٪۔کیابزنش کی یہ صورت جائز ہے؟.(ڈاکٹر) ساحل ملک گجرات

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡجَوَاب بِعَوۡنِ الۡمَلِكِ الۡوَهَّاب اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الحَقِّ وَالصَّوَاب

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔صورت مستفسرہ میں یہ بیع مضاربت ہے اوراس طرح کی بیع جائز ہے۔

جیسا کہ صدرالشریعہ بدرالطرقہ علیہ الرحمہ نے بہارشریعت ح 14 ص 3 پرفرمایا ہے:

نفع دونوں کے مابین شائع ہو یعنی مثلاً نصف نصف یا دو تہائی ایک تہائی یا تین چوتھائی ایک چوتھائی،نفع میں اِس طرح حصہ معیّن نہ کیا جائے جس میں شرکت قطع ہو جانے کا احتمال ہو مثلاً یہ کہہ دیا کہ میں سو ۱۰۰ روپیہ نفع لوں گا اِس میں ہوسکتا ہے کہ کل نفع سو ہی ہو یا اس سے بھی کم تو

دوسرے کی نفع میں کیوں کرشرکت ہوگی یا کہہ دیا کہ نصف نفع لوں گااور اُس کے ساتھ دس ۱۰ روپیہ اور لوں گا اِس میں بھی ہوسکتا ہے کہ کل نفع دس ۱۰ ہی روپے ہوتو دوسرا شخص کیا پائے گا۔ ہرایک کا حصہ معلوم ہو لہٰذا ایسی شرط جس کی وجہ سے نفع میں جہالت پیدا ہو مضاربت کو فاسد کردیتی ہے۔ مثلاً ایک ہزار روپے مضارِب کو اِس طور پر دیے کہ نفع کی دوتہائیاں مضارب کی ہوں گی بشرطیکہ ایک ہزار روپے اپنے بھی اس میں شامل کرلے اور دو ہزار سے کام کرے اُس نے ایسا ہی کیا اور نفع ہوا تو ایک ہزار کا کل نفع مضارب کو ملے گا اور ایک ہزار جو رب المال کے ہیں اُن کے نفع میں دوتہائیاں مضارِب کی اور ایک تہائی رب المال کی ہوگی۔ اور اگر رب المال نے کہہ دیا کہ کل نفع کی دوتہائیاں میری اور ایک تہائی مضارِب کی تو نفع کو برابر تقسیم کریں۔

"ولو دفع إليه ألف درهم مضاربة على أن يخلطه بألف من قبله ويعمل بهما جميعا على أن للمضارب ثلثي الربح نصف ذلك من ربح ألف صاحبه ونصفه من ربح ألفه خاصة وعلى أن ما بقي من الربح للدافع فهذا جائز للمضارب ثلثا الربح على ما اشترط والثلث لرب المال ولو دفع إليه ألفي درهم على أن يخلطهما بألف من قبله على أن الربح بينهما نصفين فهذا جائز فإن كان الدافع شرط لنفسه"۔ (فتاوی هندیہ جلد 4 ص 289)

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبــــــــہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنه

الجـــواب صحیـــــح: محمد نعمت اللہ رضوی عفی عنه

بیع فاسد کسے کہتے ہیں؟

سوال: السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ حضور مفتی صاحب ایک مسئلہ کے لئے زحمت دے رہا ہوں امید کہ اطمینان بخش جواب عنایت فرمائیں گے وہ یہ کہ بیع فاسد کسے کہتے ہیں اور کن کن چیزوں کی خرید و فروخت فاسد کے حکم میں آئے گا اور فاسد کا حکم کیا ہے فقہ حنفی کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔ نوازش حقیر محمد امتیاز عالم ہرواڈ نگا پورنیہ بہار

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ و برکاتہ۔ صورت مستفسرہ میں بیع فاسد اس بیع کو کہتے ہیں کہ وہ شئی کسی دین سماوی میں مال ہو اور ہم اسے ثمن بنالیں مثلاً خمر اور خنزیر جو کہ دیگر ادیان سماویہ میں مال ہیں انکی بیع کپڑے وغیرہ کے بدلے یا بیع میں کوئی ایسی شرط شامل کرلی جائے جنکی شریعت اجازت دیتی ہو۔ "وإن كان في بعض الأديان مالا دون البعض إن أمكن اعتباره ثمنا فالبيع فاسد فبيع العبد بالخمر أو الخمر بالعبد

فاسد"۔(درمختار مع ردالمحتار ج5 ص50)

بیع فاسد کا حکم یہ ہے کہ اگر مبیع پر مشتری نے قبضہ نہ کیا ہو یا مشتری کے قبضہ کے بعد مشتری کے ہاتھ ہی میں مبیع ہو تو بائع و مشتری دونوں پر لازم ہے کہ بیع کو ختم کر دیں اور اگر مشتری بائع کی صریح یا دلالۃ اجازت سے بیع پر قبضہ کر لے اور بائع اس کو منع بھی نہ کرے تو مشتری اس بیع کی ملکیت خبیثہ کے ساتھ مالک بن جائے گا یعنی شرعا اس پر ملکیت کے احکام تو لاگو ہونگے لیکن اس سے فائدہ اٹھانا اس کے لئے جائز نہ ہوگا لھذا اس بیع کو ختم کر کے واپس کرنا ضروری ہوگا۔

"(وإذا قبض المشترى المبيع برضا) عبر ابن الكمال بإذن (بائعه صريحا أو دلالة)بأن قبضه فى مجلس العقد بحضرته (فى البيع الفاسد) وبه خرج الباطل وتقدم مع حكمه وحينئذ فلا حاجة لقول الهداية والعناية: وكل من عوضيه مال كما أفاده ابن الكمال، لكن أجاب سعدى بأنه لما كان الفاسد يعم الباطل مجازا كما مر حقق إخراجه بذلك فتنبه۔(ولم ينهه) البائع عنه ولم يكن فيه خيار شرط (ملكه) إلا فى ثلاث فى بيع الهازل وفى شراء الأب من ماله لطفله أو بيعه له كذلك فاسدا لا يملكه حتى يستعمله...الخ"۔(درمختار مع ردالمحتار ج5 ص88)

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنہ

الجواب صحیح: فقیر ابوالنعمان عطا محمد مشاہدی عفی عنہ

بیع باطل کی تعریف اور اس کا حکم کیا ہے؟

سوال: السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ بیع باطل کسے کہتے ہیں اور اس کا حکم کیا ہے یعنی کس کس چیز کی بیع باطل ہے۔ بینوا وتوجروا۔ العارض: محمد فہیم قادری مظفر پور

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ و برکاتہ۔ صورت مسئولہ میں خرید و فروخت کے معاملے میں اگر مبیع اور ثمن یا دونوں میں سے کوئی ایک ایسا ہو کہ شریعت محمدیہ اور سابقہ ادیان میں سے کسی بھی شریعت میں اس کی خرید و فروخت کی اجازت نہ ہو۔

جیسا کہ صدر الشریعہ بدر الطریقہ علامہ امجد علی علیہ الرحمہ نے بہار شریعت میں فرماتے ہیں: جس صورت میں بیع کا کوئی رُکن مفقود ہو یا وہ چیز بیع کے قابل ہی نہ ہو وہ بیع باطل ہے۔ پہلی کی مثال یہ ہے کہ مجنون یا لایعقل بچہ نے ایجاب یا قبول کیا کہ ان کا قول شرعاً معتبر ہی

نہیں،لہٰذا ایجاب یاقبول پایا ہی نہ گیا۔ دوسری کی مثال یہ ہے کہ مبیع مُردار یا خون یا شراب یا آزاد ہو کہ یہ چیزیں بیع کے قابل نہیں ہیں اور اگر رکن بیع یا محل بیع میں خرابی نہ ہو بلکہ اس کے علاوہ کوئی خرابی ہو تو وہ بیع فاسد ہے مثلاً ثمن خمر ہو یا مبیع کی تسلیم پر قدرت نہ ہو یا بیع میں کوئی شرط خلاف مقتضائے عقد ہو۔

مبیع یا ثمن دونوں میں سے ایک بھی ایسی چیز ہو جو کسی دِین آسمانی میں مال نہ جیسے مُردار، خون، آزاد، ان کو چاہے مبیع کیا جائے یا ثمن، بہر حال بیع باطل ہے اور اگر بعض دِین میں مال ہوں بعض میں نہیں جیسے شراب کہ اگر چہ اسلام میں یہ مال نہیں مگر دین موسوی و عیسوی میں مال تھی، اس کو مبیع قرار دیں گے تو بیع باطل ہے اور ثمن قرار دیں تو فاسد مثلاً شراب کے بدلے میں کوئی چیز خریدی تو بیع فاسد ہے اور اگر رو پیہ پیسہ سے شراب خریدی تو باطل۔

"ثم الضابط فی تمییز الفاسد من الباطل أن أحد العوضین إذا لم یکن مالا فی دین سماوی فالبیع باطل سواء کان مبیعا أو ثمنا، فبیع المیتة والدم والحر باطل"۔ (درمختار مع حاشیہ ابن عابدین ج5 ص50)

بیع باطل کا حکم یہ ہے کہ مشتری کسی حالت میں بھی مبیع کا مالک نہیں بن سکتا بلکہ بائع ہی اس کا مالک رہتا ہے اگر مشتری نے مبیع لے لی تو واپس کرنا ضروری ہوتا ہے اور اگر مبیع مشتری کے پاس ہلاک ہوگئی تو اس کا ضمان لازم ہوگا۔ "البیع الباطل (حکمه

عدم ملك المشترى إياه) إذا قبضه (فلا ضمان لو هلك) المبيع (عنده) ؛ لأنه أمانة وصحح فى القنية ضمانه، قيل وعليه الفتوى"۔

(درمختار مع ابن عابدین شامی جلد 5 ص 59)

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ: فقیر محمد شهروز عالم رضوی عفی عنه

الجواب صحیح: فقیر ابو النعمان عطا محمد مشاهدی عفی عنه

گروی رکھے ہوئے مال سے فائدہ اٹھانا جائز نہیں

سوال: السلام علیکم۔کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید ایک مکان گروی لیکر کسی اور کو وہ مکان کرایہ پر دینا چاہتا ہے۔کیا ایسا کرنا شریعت میں جائز ہے یا نہیں مع حوالہ جواب عطا فرمائیں۔فقط محمد مقبول

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡجَوَاب بِعَوۡنِ الۡمَلِكِ الۡوَهَّاب اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الحَقِّ وَالصَّوَاب

گروی کو عربی میں رھن کہتے اور رھن رکھنا جائز ہے مگر مرھون (گروی رکھی ہوئی چیز) سے نہ تو راھن (رھن رکھنے والا) کو اور نہ ہی مرتھن (مال والا) نفع اٹھانا جائز نہیں۔

"ولیس للمرتهن ان ینتفع بالرهن لا باستخدام ولا بسکنی ولا

لبس الا ان یاذن له المالك لان له حق الحبس دون الانتفاع"۔(ھدایہ آخر کتاب الرھن ص 522)یعنی مرتھن کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ رہن سے فائدہ اٹھائے خواہ یہ فائدہ بطور خدمت ہو یا رہنے کے لئے یا پہننے کے لئے البتہ جب مالک اس کی اجازت دے دیتا ہے کیونکہ مرتھن کو صرف قید میں رکھنے کا حق ہے فائدہ اٹھانے کا حق نہیں۔

اس ضمن میں فیوضات رضویہ تشریحات ھدایۃ جلد 14 ص 427 می ہے: مرتھن کے لئے اگر راھن نے انتفاع کی اجازت دے دی اس کی دو صورتیں ہیں:

(۱) یہ اجازت رھن میں شرط ہے یعنی قرض ہی اس طرح دیا ہے کہ وہ اپنی چیز اس کے پاس رھن رکھے اور یہ اس سے نفع اٹھائے یہ ناجائز اور سود ہے۔

(۲) یہ ہے کہ شرط نہ ہو یعنی عقد رھن ہو جانے کے بعد راھن نے اجازت دے دی ہے کہ مرتھن نفع اٹھائے یہ صورت جائز ہے۔

اصل حکم یہی ہے جس کا ذکر ہوا مگر اج کل عام حالات یہی ہے کہ روپیہ قرض دے کر اپنے پاس چیز اسی مقصد سے رھن رکھتے ہیں کہ نفع اٹھائیں اور یہ اس درجہ معروف ومشھور کہ مشروط کی حد میں داخل ہے لہذا اس سے بچنا ہی چاہیے۔ درمختار کتاب الرھن بیروت فتاوی شامی کتاب الرھن بیروت: جس طرح مرتھن کو نفع اٹھانا جائز نہیں اسی طرح راھن کو بھی جائز نہیں۔

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنہ

الجواب صحیح: منظور احمد یار علوی عفی عنہ

گیلن میں پانی بیچنا جائز ھے

سوال: السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ مفتی صاحب ایک مسئلہ حل فرمادیں وہ یہ کہ آج کل تقریبا شہر کے ہر گھر میں دس لیٹر بیس لیٹر پانی گیلن میں قیمتا گھر گھر پہونچوایا جاتا ہے تو کیا پانی کی خرید و فروخت جائز ہے؟ تفصیل سے بیان فرما کر شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں۔

سائل: محمد احسان علی تھرڈ لین ہوڑہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡجَوَاب بِعَوۡنِ الۡمَلِكِ الۡوَهَّاب اَللّٰھُمَّ هِدَايَةَ الحَقِّ وَالصَّوَاب

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ و برکاتہ الجواب۔صورت مستفسرہ میں پانی جب تک کوئیں یا نہر میں ہے اُس کی بیع جائز نہیں اور جب اُس کو گھڑے وغیرہ میں بھر لیا مالک ہو گیا بیع کر سکتا ہے۔ جیسے بارش کا پانی جمع کر لینے سے مالک ہو جاتا ہے بیع کر سکتا ہے پختہ حوض میں جو پانی جمع کر لیا ہے بیع کر سکتا ہے بشرطیکہ پانی کی آمد کا سلسلہ منقطع ہو گیا ہو ویسے ہی پانی کو جمع کر کے گیلن میں بھر لیا تو اب اس کی بیع جائز ہے دور حاضر میں صورت حال یہ ہے کہ پانی کو پہلے ریفائنڈ کرتے ہیں پھر اس میں کچھ میڈیشین ڈالتے ہیں پھر بیچتے ہیں جو جائز ہے۔

"یجوز بیع الماء فی بئرہ ونھرہ... کذلك ماء المطر یملك بالحیازۃ کذا فی محیط السرخسی۔ وأما بیع ماء جمعه الإنسان فی حوضه ذکر شیخ الإسلام المعروف بخواھر زادہ فی شرح کتاب الشرب أن الحوض إذا کان مجصصا أو کان الحوض من نحاس أو صفر جاز البیع علی کل حال وکأنه جعل صاحب الحوض محرز الماء بجعله فی حوضه ولکن یشترط أن ینقطع الجری"۔(فتاوی ھندیہ جلد3 ص121 باب التاسع الفصل السابع)

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ: فقیر محمد شھروز عالم رضوی عفی عنه

الجواب صحیح: محمد نعمت اللہ رضوی عفی عنه

مجھول چیز کی بیع باطل ھے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس بارے میں کہ مجھول چیز کی بیع جائز نہیں تو جو چیز زمین کے اندر ہے جیسے آلو مولی گاجر وغیرہ کیا اس کی بیع جائز ہے؟ بینوا و توجروا۔ سائل: محمد اختر رضا پٹنہ۔

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

وہ چیزیں جو زمین کے اندر پیدا ہوتی ہیں اس کا ضابطہ یہ ہے کہ اگر معلوم ہو کہ یہ چیزیں پیدا ہو چکی ہیں تو بیع جائز ہے ورنہ نہیں۔ جیسا کہ بہار شریعت میں ہے: جو چیز زمین کے اندر پیدا ہوتی ہے، جیسے مولی، گاجر وغیرہ اگر اب تک پیدا نہ ہوئی ہو یا پیدا ہونا معلوم نہ ہو اس کی بیع باطل ہے اور اگر معلوم ہو کہ موجود ہو چکی ہے تو بیع صحیح ہے اور مشتری کو خیار رویت حاصل ہوگا۔

"ومنه بيع ما أصله غائب كجزر وفجل، أو بعضه معدوم كورد وياسمين وورق فرصاد. وجوزه مالك لتعامل الناس، وبه أفتى بعض مشايخنا عملا بالاستحسان، هذا إذا نبت ولم يعلم وجوده. فإذا علم جاز وله خيار الرؤية"۔ (در مختار جلد 5 ص 52 کتاب البیوع باب بیع الفاسد)

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنہ

الجواب صحیح: فقیر ابو النعمان عطا محمد مشاہدی عفی عنہ

ادائیگی قرض پر اضافی رقم دینا کیسا ہے؟

سوال: السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ۔ مفتیان کرام کی بارگاہ میں عرض ہے زید اور بکر ملکر عمر کو 30000 روپے دیا کاروبار کے لیئے عمر نے کہا کہ میں تم دونوں کو 1000

روپے دیتا رہوں گا اور وہ ہر مہینہ بکر کو 1000 روپے دیتا ہے اور زید کہتا ہے کہ اگر یہ روپیہ سود کے طور پر ہے تو میں نہیں لونگا اب بکر کہتا کہ زید میں تم کو ہر مہینہ 1000 روپے ھدیتاً یا تحفتاً دیتا ہوں اور یہ تمہارے لیئے سود نہیں ہے جبکہ عمر انکو 1000 روپے ہر مہینہ دیتا ہے۔ تو سوال یہ ہے کہ زید کو وہ 1000 روپے لینا کیسا ہے جبکہ قرضہ دینے میں دونوں شامل ہے زید اور بکر۔ مفتیان کرام کی بارگاہ میں عرض ہے کہ اسکا تفصیلی جواب عنایت فرما کر شکریہ کا موقع دیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مسلمان کو قرض دے کر اس کی ضرورت پوری کرنا یا اسے ترقی دینا کار ثواب ہے۔ حدیث پاک میں ہے: "الله فی عون عبده ما کان العبد فی عون اخیه"۔ (مسلم ج2 ص 345)

لیکن قرض دے کر کسی بھی صورت میں قرض کی وجہ سے نفع لینا سود ہے جو حرام ہے البتہ بغیر متعین کے قرض ادا کرتے وقت مستقرض نے اپنی خوشی سے بغیر کسی شرط کچھ زائد رقم دے دیئے تو یہ سود نہیں۔ لحدیث جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ "کان لی عن النبی صلی الله علیه وسلم دین فقضانی وزادنی" یعنی حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرا کچھ قرض حضور کے ذمہ تھا حضور نے اسے ادا فرمایا اور زیادہ دیا۔ (بخاری اول ص 322)

ایسا ہی فتاوی فقیہ ملت میں ہے۔

صورت مسئولہ یہ ہے کہ اس طرح کی اضافی رقم سود ہے جو دو مسلم کے مابین حرام ہے اس کا آسان طریقہ یہ ہے کہ مضاربت کرلیں اس کی صحت کی شرط یہ ہے کہ منافع متعاقدین کے مابین جزو شائع یعنی پرسنٹ (آدھا، تہائی، چوتھائی، آٹھواں وغیرہ) کے حساب سے منافع متعین کرلیں۔ بہار شریعت حصہ 14 میں ہے: نفع دونوں کے مابین شائع ہو یعنی مثل اُنصف نصف یا دو تہائی ایک تہائی یا تین چوتھائی ایک چوتھائی، نفع میں اِس طرح حصہ معیّن نہ کیا جائے جس میں شرکت قطع ہو جانے کا احتمال ہو مثلاً یہ کہہ دیا کہ میں سو ۱۰۰ روپیہ نفع لوں گا اِس میں ہوسکتا ہے کہ کل نفع سو ہی ہو یا اس سے بھی کم تو دوسرے کی نفع میں کیوں کر شرکت ہوگی یا کہہ دیا کہ نصف نفع لوں گا اور اُس کے ساتھ دس ۱۰ روپیہ اور لوں گا اِس میں بھی ہوسکتا ہے کہ کل نفع دس ۱۰ ہی روپے ہو تو دوسرا شخص کیا پائے گا۔

"(وَمِنْهَا) أَنْ يَكُونَ نَصِيبُ الْمُضَارِبِ مِنَ الرِّبْحِ مَعْلُومًا عَلَى وَجْهٍ لَا تَنْقَطِعُ بِهِ الشَّرِكَةُ فِي الرِّبْحِ كَذَا فِي الْمُحِيطِ. فَإِنْ قَالَ عَلَى أَنَّ لَكَ مِنَ الرِّبْحِ مِائَةَ دِرْهَمٍ أَوْ شَرَطَ مَعَ النِّصْفِ أَوْ الثُّلُثِ عَشَرَةَ دَرَاهِمَ لَا تَصِحُّ الْمُضَارَبَةُ كَذَا فِي مُحِيطِ السَّرَخْسِيِّ "۔(فتاوی ھندیہ ج6 ص 287)

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنہ

الجــواب صحیــــــــح: محمد نعمت اللّٰہ رضوی عفی عنہ

حظر واباحت

امام کا تیجہ، دسواں سے منع کرنا کیسا؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ جامع مسجد شریف ڈنڈوت کا امام جو مفتی بھی ہے تیجا، چوتھا، جمعہ کی رات کو فاتحہ دینا ختمات شریف پڑھنا اور مسجد شریف میں بعد نماز بلند آواز سے ذکر واذکار کرنے سے منع کرتا ہے۔ برائے مہربانی علماء کرام درج ذیل مسائل کے بارے میں حدیث اور قرآن کی روشنی میں رہنمائی فرمائیں۔ منجانب: عوام ڈنڈوت۔ بذریعہ: حاجی حاکم دین ولد فرمان علی ساکن۔ ڈنڈوت کھنیاں۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡجَوَاب بِعَوۡنِ الۡمَلِكِ الۡوَهَّاب اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الۡحَقِّ وَالصَّوَاب

صحیح حدیثوں سے ثابت ہے کہ نیک اعمال کا ثواب مردوں کو پہنچتا ہے اور یہ بھی حدیثوں میں آیا ہے کہ وہ ثواب پا کر خوش ہوتا ہے اور ثواب پہونچنے کا منتظر رہتا ہے اور سوم، چہارم، دسواں، بیسواں یہ دن کی خصوصیت مصالح عرفیہ شرعیہ کی بنا پر ہے اس میں کوئی حرج نہیں۔ (فتاوی رضویہ چہارم ص 193) اموات مسلمین کے لئے ایصال ثواب ایک جائز اور مستحسن امر

ہے جسکا ثبوت بہت سی حدیثوں سے ہے اور اسی کو فتح القدیر میں بیان کیا گیا ہے اور امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ نے شرح الصدور میں اور ملا علی قاری نے فرمایا ہے کہ اس کا انکار نہیں کریگا مگر بیوقوف جاہل، یا ضال مضل اور مبتدع ۔۔(ایضا ص 186)(وفتاوی فقیہ ملت اول، فتاوی بحر العلوم حصہ دوم ص، 82)

ایصال ثواب کے لئے وقت مقرر کرنے میں کوئی حرج نہیں کہ بغیر وقت مقرر کے لوگوں کو دقت ہوگی ۔(فتاوی امجدیہ اول ص 337)

فاتحہ اور ختم کے لئے کوئی دن خاص نہیں جمعہ ہو یا جمعرات منع کبھی بھی نہیں ہے ۔

مسجد میں بلند آواز سے ذکر واذ کار اگر نمازی کو مخل ہو تو منع ہے ورنہ جائز ہے ۔

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ: فقیر محمد شهروز عالم رضوی عفی عنه

الجواب صحیح: محمد مبشر رضا ازهر مصباحی عفی عنه

کیا عام مسلمان کے لئے رحمۃ اللہ علیہ لکھنا جائز ہے؟

سوال: السلام علیکم ۔کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین سنی صحیح العقیدہ

شخص جوکہ عالم نہیں ہے ان کے انتقال کے بعد ان کے لڑکے مرحوم کے نام کے ساتھ رحمۃ اللہ تعالی لکھتے ہیں کیا ایسا لکھنا درست ہے یا نہیں جواب عطا کریں۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

صورت مستفسرہ میں اگر وہ بندہ مسلم نیکو کار ہیں تو لکھنا مستحب ہے اور اگر نیکو کار نہیں ہے تو مناسب نہیں ہے۔ درمختار مع شامی جلد پنجم ص 480 میں ہے:"يستحب الترضی للصحابة والترحم للتابعين ومن بعدهم من العلماء والعباد وسائر الاخيار۔۔۔اه" یعنی صحابہ کے لئے رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہنا مستحب ہے اور تابعین وعلماء اور تمام اخیار کے لیے رحمۃ اللہ علیہ مستحب ہے۔

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبـــــــــہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنہ

الجـــواب صحیـــــــح: محمد شرف الدین رضوی عفی عنہ

کیا ھڈی سے علاج جائز ھے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان عظام مسئلہ ذیل میں کہ ایک حافظ قرآن کافر کے شمشان میں جا کر کسی کافر کی ہڈی یا را کھ لائے اسپر شرع کا کیا حکم ہے جواب مرحمت فرمائیں

نیز جب پوچھا گیا کہ کیوں لائے ہو تو کہا ایک بیماری (یعنی مرگی) کے علاج کیلئے تو کیا شرعی ادعیہ و ادویات کو چھوڑ کر غیر شرعی یعنی کافر کی ہڈی وغیرہ کو اپنے پاس رکھ کر اس سے علاج وغیرہ کرنا جائز ہے نیز کرنے والے پر کیا حکم ہے شرع کا؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَاب بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّاب اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَاب

سوال میں یہ وضاحت نہیں ہے کہ مردے کی ہڈی سے علاج کیسے کرے گا۔ اگر ہڈی سے عمل کے ذریعہ علاج کریگا تو یہ سفلی عمل ہے اور یہ شیطانی عمل ہے۔ حدیث پاک میں ہے: "عن جابر بن عبداللہ قال سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن النشرۃ فقال ھو من عمل الشیطان" حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نشرہ (جادو سحر) سے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ وہ شیطانی عمل ہے۔ (سنن ابو داؤد آخر کتاب الطب باب فی النشرۃ) پھر یہ کہ بعض دفعہ سفلی عمل سے کفر بھی واقع ہو جاتا ہے جیسا کہ فتاوی شارح بخاری جلد دوم سے مستفاد ہے۔

اور اگر دوا کے طور پر ہڈی کا استعمال ہوگا تو یہ حرام ہے کیونکہ حرام اشیاء سے علاج بھی حرام ہے۔ حدیث پاک میں ہے: "عن ابی الدرداء قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ انزل الداء والدواء وجعل لکل داء دواء

فتداووا ولا تداووا الحرام " (سنن ابو داؤد آخر کتاب الطب باب فی الادویۃ المکروھۃ ص 541) وھکذا فی فتاوی فقیہ ملت المجلد الثانی ص 334۔لھذا شخص مذکور کو شمشان جانا اور ہندو کی ہڈی کالانا کفر نہیں تو کراہیت ضرور ہے۔

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ : فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنه

الجواب صحیح :محمد عثمان غنی مصباحی عفی عنه

مقرر کا بار بار سلام کرنا کیسا؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ مقررین عظام جلسہ گاہ میں تشریف لاتے ہیں اور کافی دیر تک ممبر رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر جلوہ افروز ہوتے ہیں اور جب مسند خطابت پر تشریف رکھتے تو مقرر صاحب سلام پیش کرتے ہیں اور عموما ایسا کہا جاتا کہ میں نے سلام کیا اور آپ لوگوں نے جواب نہیں دیا پھر سے میں سلام کرتا ہوں اس لئے کہ سلام کرنا سنت ہے اور جواب دینا واجب آپ لوگوں نے واجب کو ترک کر دیا۔ایا اس سلام کا جواب دینا واجب ہے یا نہیں اور ایسے مقرر پر شریعت کا کیا حکم عائد ہوتا ہے۔قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں کرم صد کرم ہوگا۔محمد شاہدی شاہین نگر حیدرآباد (اے پی)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْجَوَاب بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّاب اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَاب

صورت مسؤلہ میں تکرار سلام جائز ہے۔جیسا کہ ابو داؤد ص 705 پر حضرت قیس بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے "قال زارنا رسول الله صلى الله عليه وسلم فى منزلنا فقال السلام عليكم ورحمة الله قال فردسعد ردا خفيا فقال قيس فقلت الا تاذن لرسول الله صلى الله عليه وسلم فقال ذره يكثر علينامن السلام فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم السلام عليكم ورحمة الله فرد سعد ردا خفيا ثم قال رسول الله صلى الله عليه وسلم السلام عليكم ورحمة الله ثم رجع رسول الله صلى الله عليه وسلم واتبعه سعد فقال يارسول الله انى كنت اسمع تسليمك وارد عليك ردا خفيا لتكثر علينا من السلام الى آخر الحديث.." البتہ زبردستی جواب سلام حاصل کرنا قوم کے اوپر بار ہے۔تکرار سلام کا جواب قوم پر واجب نہیں۔

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنہ

الجواب صحیح: محمد نعمت اللہ رضوی عفی عنہ

کافر سے سود لینا کیسا ھے؟

سوال: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ایک سوال ہے کیا کافر سے بیاج یعنی سود لے سکتے ہیں شریعت میں جائز ہے مع حوالہ جواب عنایت فرمائیں حضور مہربانی ہوگی۔

سائل: محمد اویس قادری

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَاب بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّاب اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَاب

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔صورت مسؤلہ میں سود کبھی بھی جائز نہیں اس کی حرمت کتاب اللہ سے ثابت ہے "احل الله البيع وحرم الربوا" یعنی حلال کیا اللہ نے بیع کو اور حرام کیا سود۔البتہ کافر سے اضافی رقم سود نہیں ہوتا ہے۔کافر کی تین قسمیں ہیں: ذمی، مستامن، حربی۔ ہندوستان کے کفار حربی ہیں اور مسلم اور کافر حربی کے مابین سود نہیں۔"لا ربا بين المسلم والحربي" اسے لیکر اپنے ہر کام میں صرف کرنا جائز ہے۔

(فتاوی فیض الرسول دوم ص 385)

نوٹ: کافروں سے بھی اضافی رقم نہ لینی چاہیے کہ اسلام کی بدنامی اور وقار مجروح ہوگی۔(فتاوی امجدیہ)

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبـــــــــہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنہ

الجـــواب صحیـــــــح: محمد نعمت اللہ رضوی عفی عنہ

قبلہ کی طرف پیر پھیلانا کیسا ہے؟

سوال: علمائے کرام رہنمائی فرمائیں کہ قبلہ کی طرف پاؤں پھیلانا کیسا؟ اس کی ممانعت پر چند احادیث ارسال فرمائیں کرم ہوگا۔ سائل: محمد عارف قادری نعیمی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْجَوَاب بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّاب اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَاب

صورت مسؤلہ میں سمت قبلہ پیر پھیلانے سے متعلق غالبا صرف ایک روایت سنن بیہقی جلد دوم میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ملتی ہے مگر اس کو بھی کچھ لوگوں نے حد درجہ کا ضعف کہا ہے۔ البتہ فقہاء کے مابین یہ مسئلہ صاف ہے کہ قبلہ کی جانب پیر پھیلانا مکروہ ہے۔ کما فی الدرالمختار "کرہ مد الرجلین الی القبلۃ۔ وفی ردالمحتار جلد 2 ص 751 "ھی کراھۃ تنزیھۃ"

والله تعالى اعلم بالصــواب

کتبـــــــــہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنہ

الجـــواب صحیـــــــح: محمد شرف الدین رضوی عفی عنہ

زردہ تمباکو گٹکھا کھانا شرعاً کیسا ھے؟

سوال: السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ۔کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسائل ذیل میں زردہ تمباکو گٹکھا وغیرہ کا کھانا شرعا کیسا ہے؟ زردہ گٹکھا بیڑی سگریٹ وغیرہ کی کمائی سے افطار کروانا شرعا جائز ہے یاناجائز یا مکروہ؟ سائل: حبیب علوی المداری جھہراواں شریف سدھارتھنگر یوپی۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَلْجَوَاب بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّاب اَللّٰھُمَّ هِدَایَةَ الحَقِّ وَالصَّوَاب

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ و برکاتہ۔صورت مسؤلہ میں زردہ،تمباکو،گٹکھا کھانا جائز ہے لعدم منع شرعی البتہ اگر یہ چیزیں دماغ میں فتور لائے تو ممنوع ہیں جیسا کہ سیدی اعلیحضرت علیہ الرحمہ اپنے فتوے باب حقہ میں فرماتے ہیں کہ: جو چیزیں دماغ میں فتور لائے وہ ممنوع ہیں۔

اور فتاوی رضویہ قدیم جلد دھم ص 90 میں ہے: تمبا کو خوردن و کشیدن وشمیدن همه روا است کما حققناہ فی حقۃ المرجان۔۔۔ کہ بمقتضاء حدیث حرام زادہ نباشد الخ"۔جن چیزوں کا کھانا جائز ہے اس کی خرید وفروخت بھی جائز ہے اور اس کی کمائی حلال ہے جب تک کہ اور کوئی وجہ حرمت نہ ہو لھذا اس کمائی

سے افطار کر بھی سکتے ہیں اور کروا بھی سکتے ہیں۔

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنہ

الجواب صحیح: فقط محمد عطاءاللہ نعیمی کراچی عفی عنہ

سریس کی لکڑی گھر میں استعمال کرنا کیسا ھے؟

سوال: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ کیا فرماتے ہیں علما دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ سریس کی لکڑی کا گھر میں استعمال کرنا اس سے چوکی وغیری بنوانا کیسا ہے۔

المستفتی: محمد وسیم اختر قادری۔

بِسْمِ اللہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

صورت مسؤلہ میں سریس کی لکڑی کی اشیاء استعمال کرنے میں شرعا کوئی ممانعت نہیں ہے مشہور یہ ہے کہ جادو وغیرہ سے بچنے کے لیے سریس کی لکڑی کا استعمال کرتے ہیں جادوں سے بچنے کو اگر لکڑی سریس کی مفید ہو تو اسے کہیں لٹکا سکتے ہیں مگر اس کے لٹکانے میں مشابہت ہنود نہ ہو۔ (فتاوی مصطفائیہ ص 536)

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبـــــــــہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنہ

الجـــواب صحیـــــــح: محمد نعمت اللہ رضوی عفی عنہ

بذریعہ انجیکشن گابھن کی گئی گائے کے دودھ کا کیا حکم ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام انجکشن کے ذریعے گائے کو گابھن کر کے جو بچہ پیدا کیا جاتا ہے ایسی گائے کا دودھ پینا از روئے شرع کیسا ہے؟ جواب دیکر عنداللہ ماجور ہوں۔ مبارک رضوی پورنوی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَلْجَوَاب بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّاب اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الحَقِّ وَالصَّوَاب

صورت مستفسرہ میں انجکشن سے پہلے کا دودھ حلال تھا بعد کا بھی حلال ہے کہ "اصل الاشیاء الاباحت" بچہ جب گائے کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے تو اس کا دودھ پینا جائز اور درست ہے۔ اور جانوروں میں نسب کا اعتبار ماں سے ہوتا ہے ماں حلال تو بچہ بھی حلال ماں حرام تو بچہ بھی حرام۔

ردالمحتار جلد ششم ص 305 میں ہے: لان المعتبر فی الحل والحرمة الام فیما تولد من ما کول او غیر ما کول۔ فتاوی ھندیہ جلد پنجم ص 297 میں ہے:

"فان کان متولدا من الوحشی والانسی فالعبرة للام" اور ایسا ہی فتاوی رضویہ جلد نہم ص 7 میں ہے۔

والله تعالی اعلم بالصواب

کتبـــــــــہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنه

الجـــواب صحیـــــــح: محمد شجاع الدین قادری عفی عنه

لائف انشورینس کرانا کیسا؟

سوال: السلام علیکم۔علمائے کرام کیا فرماتے اس سلسلے میں کہ لائف انسورینس کرانا جائز ہے یا پھر حرام ہے رہنمائی فرمائیں۔سائل: مجیب الاسلام انصاری

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

لائف انشورنس ہندوستان میں جائز ہے اس شرط کے ساتھ کہ مسلمان کو نقصان نہ ہو۔جیسا کہ سیدی وسندی اعلی حضرت عظیم البرکت امام اہلسنت علیہ الرحمۃ والرضوان فتاوی رضویہ قدیم جلد ہفتم ص 113 میں فرماتے ہیں: اگر جیون بیمہ کمپنیوں کے سب مالکان غیر مسلم ہوں اور اس میں بیمہ کرانے والے کو کسی قسم کی غیر شرعی پابندی لازم نہ ہو اور مسلمان کا اس میں فائدہ ہی فائدہ ہو تو یہاں ہندوستان میں اسکی اجازت ہے۔

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبـــــــــــــہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنہ

الجـــواب صحیـــــــــــح: منظور احمد یار علوی عفی عنہ

غیر عالم آل رسول سے مرید ہونا کیسا؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ زید آل رسول ہے اور اسکول کا پڑھا لکھا ہے اور عالم دین نہیں ہے اور جب کہ زید شرائط نماز فرائض نماز سے ناواقف ہے اور لوگوں کو مرید کرتے ہیں اور بہت سارے اس کے مریدین ہیں۔ کیا زید کا پیری مریدی کرنا درست ہے یا نہیں؟ جواب عنایت فرمائیں کرم نوازش ہوگی۔ المستفتی: ملک عظمت بھائی کرجن بڑودہ گجرات محمد غالب حسین رشیدی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَاب بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَهَّاب اَللّٰهُمَّ هِدَایَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَاب

صورت مسؤلہ میں زید لائق پیری نہیں۔ آل رسول ہونے کی بنا پر یقینا لائق تعظیم ہیں۔ اعلی حضرت عظیم البرکت مجدد دین وملت سیدی وسندی الشاہ امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ والرضوان ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں کہ پیر کے لیے چار شرائط ہیں:

(ا) سنی صحیح العقیدہ ہو۔

(۲)اتنا علم رکھتا ہو کہ اپنی ضروریات کے مسائل نکال سکے۔

(۳)فاسق معلن نہ ہو یعنی اعلانیہ گناہ نہ کرتا ہو۔

(۴)اس کا سلسلہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک متصل یعنی ملا ہوا ہو۔

اگر ان میں سے کوئی ایک شرط بھی نہ ہو تو پیر بننے کے لائق نہیں۔

(فتاوی رضویہ جلد 22 ص 603)

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنہ

الجواب صحیح: منظور احمد یار علوی عفی عنہ

جلسہ کے پوسٹر میں ھندو اور وھابی کا نام ڈالنا کیسا؟

سوال: السلام علیکم۔کیا فرماتے ہیں علماء کرام کہ جلسہ کے پوسٹر میں وھابی اور ہندو کا نام ڈالنا کیسا ہیں؟

بِسۡمِ اللہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡجَوَاب بِعَوۡنِ الۡمَلِكِ الۡوَهَّاب اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الحَقِّ وَالصَّوَاب

صورت مسؤلہ میں موالات یعنی دوستی ہر کافر ومشرک اور بدعقیدہ سے حرام ہے۔قال اللہ تبارک وتعالی:"لا تجد قوما یومنون باللہ والیوم الاخر الایۃ" تو نہ پائے گا ان لوگوں کو جو ایمان رکھتے ہیں اللہ اور قیامت پر کہ دوستی کریں اللہ اور رسول کے مخالفوں سے اگر چہ وہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا کنبے والے ہوں۔حتی کہ موالات صوریہ صرف ظاہری طور پر ان سے محبت اور دوستی کا برتاؤ بھی حتی کہ انہیں محبت بھری نگاہوں سے دیکھنا بھی شریعت مطہرہ نے اس حقیقی موالات کے حکم میں رکھا اور مسلمانوں کو اس سے روکا اور وجہ اس کی یہی بیان فرمائی "قد کفروا بما جاء کم من الحق" وہ اس حق سے کفر کر رہے ہیں جو تمہارے پاس آیا تو جب شریعت مطہرہ محبت بھرے دل کے ساتھ ان سے ملنا کافروں سے محبت والوں جیسا سلوک کرنا پسند نہیں کرتی تو اسے عزت سے بلانا تعظیم وتوقیر بجالانا یا اپنے ساتھ مسند پر بیٹھانا کیونکر جائز ہوگا۔قرآن مقدس میں ہے: "وللہ العزۃ ولرسولہ وللمومنین"۔ (فتاوی خلیلیہ اول ص 103)

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبـــــــــہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنہ

الجـــواب صحیـــــــح: منظور احمد یار علوی عفی عنہ

کیا خون دینا جائز ہے؟

سوال: السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔خون دینا جائز ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو کب اور کس کو دینا جائز ہے؟ اور اگر نہیں ہے تو اس کی وجہ کیا ہے؟ برائے کرم تشفی بخش جواب عنایت فرمائیں۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَاب بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّاب اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَاب

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ و برکاتہ۔خون لینے اور دینے کو بوقت حاجت وضرورت مندرجہ ذیل صورتوں میں فقہاء نے جائز قرار دیا ہے:

(۱) مریض کی جان بچانے کے لئے۔

(۲) اعضا کو بیکار ہونے سے بچانے کے لئے۔

(۳) جمال مقصود کی تحفظ حلقہ چشم کی حفاظت یا کسی اور عضو کی حفاظت کے لیے بشرطیکہ کسی اور جائز ذرائع سے اس کا تحفظ نہ ہو سکے۔

(۴) خون نہ چڑھانے سے جب مریض کو زیادہ دنوں تک مرض کی تکلیف ہو اگر یہ نا قابل برداشت حد تک ہو تو جائز ہے ورنہ نہیں۔خون کی کمی کے باعث انیسجنل ھرنیا ہونے کا خطرہ ہو تو بھی جائز ہے جیسا کہ آپریشن کے بعد خون کی کمی سے ایسا ہوتا ہے۔

رد المحتار جلد اول ص 365 کتاب الطہارت میں ہے: ''اختار صاحب الهداية فى التجنيس فقال لو رعف فكتب الفاتحة بالدم على جبهته

وانفه جاز للاستشفاء... لکن لم ینتقل وھذا لان الحرمة ساقطة عند الاستشفاء یحل الخمر والمیتة للعطشان والجائع"اھ۔فتاوی ھندیہ ج 5 ص 355 کتاب الکراھۃ الباب الثانی عشر فی التداوی والمعالجات میں ہے:"ولا باس بان یسعط الرجل یلبن المراۃ ویشربہ للدواء وفی شرب لبن المراۃ للبالغ من غیر ضرورۃ اختلاف المتاخرین"اھ۔اس کی تفصیلی گفتگو مجلس شرعی کے فیصلے ص 193 فیصلہ نمبر 12 میں موجود ہے۔

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ: فقیر محمد شھروز عالم رضوی عفی عنه

الجواب صحیح: فقیر ابوالنعمان عطا محمد مشاھدی عفی عنه

قسم کھا کر قسم توڑ دے تو کیا حکم ھے؟

سوال: السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ درج میں کہ زید اپنی بیوی کو فون پر کہا کہ تم بکر سے آج ہی معافی طلب کرنا اگر آج معافی نہیں مانگی تو میں اللہ اور اس کے رسول کی قسم میں تم سے فون پر بات نہیں کرونگا اس کی بیوی بکر سے معافی طلب نہیں کی۔اب زید اپنی بیوی سے بات کرنا چاہتا ہے اس کی کیا صورت ہوگی۔تمام مفتیان کرام جواب عطا کریں کرم بالائے کرم۔(حافظ) محمد ذوالفقار،

بڑودہ، گجرات

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَاب بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّاب اَللّٰھُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَاب

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ و برکاتہ۔ صورت مستفسرہ میں زید بیوی سے بات کر لے اور قسم کا کفارہ ادا کرے۔ قسم کا کفارہ یہ ہے کہ دس مسکینوں کو دونوں وقت پیٹ بھر کھانا کھلائے جیسا کہ وہ خود کھاتا ہے یا ان کو اوسط درجہ کا کپڑا پہنائے اور اگر اس کی طاقت نہ رکھتا ہو تو پے در پے تین روزے رکھے۔ لقولہ تعالیٰ: "فکفارته اطعام عشرة مساكين من اوسط ما تطعمون اهليكم او كسوتهم او تحرير رقبة فمن لم يجد فصيام ثلثة ايام"۔ (پارہ 7ع2)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنہ

الجواب صحیح: محمد نعمت اللہ رضوی عفی عنہ

نیوتا اور چومان کی رقم جائز ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ولیمہ وغیرہ کے دعوتوں کے موقع پر کچھ پیسے دیئے جاتے ہیں جسے کہیں چومان اور کہیں نیوتا کہتے ہیں اور دینے والے

کی نیت یہ ہوتی ہے کہ جب ہمارے یہاں شادی ہوگی تو یہ رقم بڑھا کر دیں گے یہی وجہ ہے کہ اسے باضابطہ رجسٹر میں درج کیا جاتا ہے تو کیا ایسی رقم لینا جائز ہے؟ ہمارے یہاں علماء میں اختلاف چل رہا ہے بعض کہتے ہیں جائز ہے اور بعض کہتے ہیں جائز نہیں۔ وضاحت فرما کر مشکور کریں۔ فقط محمد مناظر عالم گجرات

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

صورت مستفسرہ میں شادی وغیرہ کے موقع پر جو رقم دی جاتی ہے اس کی دو صورتیں ہیں:

(۱) جہاں برادری نظام ہے اور وہ اس رقم کو باقاعدہ لکھتے ہیں کہ کس نے کتنا دیا تاکہ لوٹایا جائے تو یہ لینا جائز ہے مگر اس پر ثواب نہیں ملتا اور نہ اس میں برکت ہوتی ہے البتہ اس رقم کا واپس کرنا لازم ہے۔

(۲) جہاں برادری نظام نہیں ہے غیر برادری اور دوست احباب خیر خواہی کی نیت سے دیتے ہیں وہاں یہ رقم ہدیہ وتحفہ ہوتی ہے اسے اگر بعد میں واپس نہ بھی کی تو مواخذہ نہیں ہے۔

تفسیر خزائن العرفان ص 754 سورہ روم آیت نمبر 39 کے تحت ہے: لوگوں کا دستور تھا کہ وہ دوست احباب اور آشناؤں اور کسی غیر شخص کو اس نیت سے ھدیہ دیتے تھے کہ وہ انہیں

اس سے زیادہ دے گا یہ جائز تو ہے مگر اس پر ثواب نہیں ملیگا اور اس میں برکت نہ ہوگی یہ عمل خالصاللہ نہ ہوا۔

علامہ ابن عابدین شامی لکھتے ہیں: اگر عرف یہ ہو کہ لوگ بدل کے طور پر دیتے ہیں تو ادائیگی لازم ہے اگر دی جانے والی مثلی ہے تو اس کے مثل لوٹائے اور قیمتی ہے تو قیمت واپس کرے۔ (ردالمحتار المحتار کتاب الھبہ ج 8 ص 583 بحوالہ فتاوی خیریہ)

سیدی اعلیحضرت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ: نیوتا وصول کرنا شرعا جائز ہے اور لوٹا ضروری ہے کہ وہ قرض ہے۔ (فتاوی رضویہ جدید ج 23 ص 268)

شادی وغیرہ تمام تقریبات میں طرح طرح کی چیزیں بھیجی جاتی ہیں اس کے متعلق ہندوستان میں مختلف قسم کی رسمیں ہیں ہر قوم اور ہر شہر میں جدا جدا رسوم ہیں ان کے متعلق ھبہ کا حکم ہے یا قرض کا عموماً رواج سے جو بات ثابت ہوتی ہے وہ یہ کہ دینے والے ہر چیز بطور قرض دیتے ہیں اسی وجہ سے شادیوں میں اور ہر تقریب میں جب روپے دئیے جاتے ہیں تو ہر ایک شخص کا نام اور رقم تحریر کر لیتے ہیں اور جب اس دینے والے کے یہاں تقریب ہوتی ہے تو یہ شخص جس کے یہاں دیا جا چکا ہے فہرست نکالتا ہے اور اتنے روپے ضرور دیتا ہے جو اس نے دئیے تھے اور اس کے خلاف کرنے میں سخت بدنامی ہوتی ہے اور موقع پا کر کہتے بھی ہیں کہ نیوتے کا روپیہ نہیں دیا اگر یہ قرض نہ سمجھتے تو ایسا عرف نہ ہوتا جو عموماً ہندوستان میں ہے۔ (بہار شریعت، اسلامی زندگی ص 25، وقار الفتاوی ج 3 ص 117)

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ: فقیر محمد شھروز عالم رضوی عفی عنہ

الجواب صحیح: فقیر ابو النعمان عطا محمد مشاھدی عفی عنہ

ساڑھے چار ماشہ کا کتنا وزن ھوتا ھے

سوال: السلام علیکم ورحمتہ اللہ۔ساڑھے چار ماشہ وزن میں کتنا گرام ہوگا۔سائل: محمد شریف الرحمن

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

صورت مستفسرہ میں جدید اوزان جو الجامعۃ الرضا بریلی شریف سے ترتیب دی گئی ہے ساڑھے چار ماشہ 20 قراط کا یعنی دور حاضر میں 4 گرام 665 ملی گرام 3 خمس کا ہوتا ہے فتاوی مرکز تربیت افتاء میں بھی اسی کے مطابق ہے۔

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ: فقیر محمد شھروز عالم رضوی عفی عنہ

الجواب صحیح: محمد شرف الدین رضوی عفی عنہ

بعد نماز فجر وعصر مصافحہ کرنا کیسا؟

سوال: السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ بعد نماز فجر اور بعد نماز عصر اکثر مسجدوں میں نمازی حضرات آپس میں مصافحہ ومعانقہ کرتے ہیں،کیا ایسا کرنا کسی حدیث سے ثابت ہے اگر ثابت ہے تو حوالے کے ساتھ جواب عنایت فرمائیں کرم ہوگا۔سائل: شاکر علی احمد آباد گجرات

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡجَوَاب بِعَوۡنِ الۡمَلِكِ الۡوَهَّاب اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الحَقِّ وَالصَّوَاب

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔صورت مسؤلہ میں مصافحہ کرنا سنت ہے حدیث پاک میں اس کی بڑی فضیلت آئی ہے اور بعد نماز فجر وعصر بلا شبہ جائز ہے۔

"تجوز المصافحة ولو بعد العصر وقولهم انه بدعة ای مباحة حسنة كما افاده النوى فى اذكاره ملخصا بقدر الضرورة"۔(درمختار کتاب الحظر والاباحۃ باب الاستبراء)یعنی بعد نماز عصر بھی مصافحہ کرنا جائز ہے اور فقہاء نے جو اسے بدعت فرمایا تو بدعت مباحہ حسنہ ہے جیسا کہ امام نوی نے اپنے اذکار میں فرمایا۔

اسی کے تحت ردالمحتار میں ہے:"قال اعلم ان المصافحة مستحبة عند كل لقاء واماما اعتاده الناس من المصافحة بعد صلوٰة الصبح والعصر فلا اصل له فى الشرع على هذا الوجه ولكن لاباس به قال

الشیخ ابو الحسن البکری وتقییدہ بما بعد الصبح والعصر علی عادۃ کانت فی زمنہ والا تعقب الصلوۃ کلھا کذالك ملخصا بقدر الضرورۃ"۔ یعنی امام نوی نے فرمایا کہ ہر ملاقات کے وقت مصافحہ کرنا سنت ہے اور فجر وعصر کی نماز کے بعد جو مصافحہ کا رواج ہے اس کی شریعت میں کوئی اصل نہیں لیکن اس میں کوئی حرج بھی نہیں۔ شیخ ابوالحسن بکری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ صبح اور عصر کی قید فقط لوگوں کی عادت کی بنا پر ہے جو امام نوی کے زمانے میں تھی ورنہ ہر نماز کے بعد مصافحہ کا یہی حکم ہے یعنی جائز ہے۔ (فتاوی شامی جلد پنجم ص 252)

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبـــــــــہ: فقیر محمد شھروز عالم رضوی عفی عنه

الجـــواب صحیـــــــح: فقیر ابوالنعمان عطا محمد مشاھدی عفی عنه

لقطہ کا کیا حکم ھے؟

سوال: السلام علیکم۔ اگر کسی کو کہیں سے کچھ روپے ملا تو اس روپے کا کیا کیا جائے؟

سائل: اشرف رضا قادری

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اَلۡجَوَاب بِعَوۡنِ الۡمَلِكِ الۡوَهَّاب اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الحَقِّ وَالصَّوَاب

صورت مسؤلہ میں جو چیز گری پڑی کہیں ملے اسے لقطہ کہتے ہیں اور لقطہ سے متعلق بہت سخت حکم ہے اگر غالب گمان ہو کہ اس کی حفاظت کر پائیں گے تو اٹھا لینا مستحب ہے اور اگر گمان یہ ہو کہ حفاظت نہیں ہو پائے گی تو اٹھانا جائز نہیں۔

دارمی نے جارود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: ''مسلمان کی گم شدہ چیز آگ کا شعلہ ہے۔ (سنن دارمی کتاب البیوع ج 2 ص 344) یعنی اس کا اٹھالینا سبب عذاب ہے، اگر یہ مقصود ہو کہ خود مالک بن بیٹھے۔

اور دارقطنی نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے لقطہ کے متعلق سوال ہوا، ارشاد فرمایا: ''لقطہ حلال نہیں اور جو شخص پڑا مال اٹھائے اُسکی ایک سال تک تشہیر کرے، اگر مالک آجائے تو اسے دیدے اور نہ آئے تو صدقہ کر دے۔'' ایسا ہی بہار شریعت حصہ دھم میں ہے۔

"فإن كانت أقل من عشرة دراهم عرفها أياما وإن كانت عشرة فصاعدا عرفها حولا فإن جاء صاحبها وإلا تصدق بها فإن جاء صاحبها فهو بالخيار: إن شاء أمضى الصدقة وإن شاء ضمن الملتقط" (جوہرہ نیرہ جلد 1 ص 356) یعنی لقطہ اگر دس درھم سے کم ہو تو کچھ دنوں اس کی تشہیر کرے اور اگر دس درھم یا اس سے زیادہ ہو تو مکمل ایک سال تک تشہیر کرے اگر صاحب مال آجائے تو اسے دیدے ورنہ صدقہ کر دے۔

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنہ

الجواب صحیح: منظور احمد یار علوی عفی عنہ

سفر کے لیے بہترین دن کون سا ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ کہیں سفر کرنا چاہیں تو کون سا دن بہتر ہے کیا کسی دن سفر کرنا منع بھی ہے جواب دیکر مشکور کریں۔فقط عارف رضا پونچھ جموں کشمیر۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَلْجَوَاب بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّاب اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَاب

ہر دن سفر کر سکتے ہیں منع کسی دن نہیں ہے جب ضرورت ہو تب سفر کیجئے البتہ بہتر یہ ہے کہ جدھر سفر کو جائے جمعرات یا ہفتہ یا پیر کا دن ہو اور صبح کا وقت مبارک ہے اور اہلِ جمعہ کو روزِ جمعہ قبل جمعہ سفر اچھا نہیں۔(بہار شریعت حصہ ششم، حج کا بیان)

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنہ

الجواب صحیح: محمد نعمت اللہ رضوی عفی عنہ

کعبہ قسم کھانا کیسا؟ قسم کی قسمیں اور قسم توڑنے کا کفارہ۔

سوال: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔کیافرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کہ زید نے کعبہ کی قسم کھائی اور کہا کہ فلاں کام میں ضرور کروں گا اور اس نے وہ کام نہیں کیا تو کفارہ واجب ہوگا یا نہیں؟ اور قسم کی کتنی قسمیں ہیں اور کس قسم میں کفارہ ہے۔بینوا وتوجروا۔العارض: محسن رضا جموں

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَاب بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَھَّاب اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَالصَّوَاب

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔صورت مسئولہ میں زید حانث نہیں ہوگا شرعی ضابطہ یہ ہے کہ اگر کسی اللہ کے ناموں میں سے کسی نام یا اللہ کے صفات میں سے کسی صفت کے ساتھ قسم کھائی اور اس کے ساتھ قسم کھانے کارواج ہو تو قسم صحیح ہوگی۔

"قال الیمین باللہ او باسم آخر من اسماء اللہ تعالیٰ..او صفتہ من صفات اللہ تعالیٰ اللتی یحلف بہا عرفا کعزتہ وجلالہ"۔(ھدایۃ اول ص 478)

یعنی قسم صرف اللہ تعالیٰ کے نام وصفات کی جائز ہے اسماء وصفات کے علاوہ کسی بھی چیز کی قسم کھانا جائز نہیں۔

قسم کی تین قسمیں ہیں:

(۱) لغو: وہ قسم ہے جو انسان بات بات پر بغیر ارادہ و نیت کے کھائے ایسی قسم پر شریعت کا کوئی حکم نہیں یعنی کوئی مواخذہ نہیں۔

(۲) غموس: وہ جھوٹی قسم ہے جو انسان دوسرے کو دھوکہ اور فریب دینے کے لئے کھائے یہ گناہ ہے اس پر کفارہ نہیں۔

(۳) منعقدہ: وہ قسم جو انسان اپنی بات میں پختگی کے لئے ارادتاً و نیتاً کھائے ایسی قسم اگر توڑے گا تو اس پر کفارہ ادا کرنا لازم ہوگا۔

یاد رہے قرآن کی قسم بھی منعقدہ ہے کہ قرآن اللہ کا کلام ہے اور کلام اس کی صفت ہے مگر کعبہ کی قسم کھانا جائز نہیں اور نہ یہ منعقدہ ہے۔

قسم کا کفارہ یہ ہے:

(۱) غلام آزاد کرنا۔ اس زمانہ میں یہ مفقود ہے۔

(۲) دس مسکین کو کپڑے پہنانا۔

(۳) دس مسکین کو اوسط درجہ کا کھانا دینا۔ مذکورہ تمام چیزوں پر قادر نہ ہو تو پے در پے تین روزے رکھنا۔ (ھدایہ اول ص 481)

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنہ

الجــــواب صحيـــــــــح: فقیر ابو النعمان عطا محمد مشاهدی عفی عنه

غیر محرم عورتوں کے ساتھ تنہا بیٹھنا اور ہاتھ پیر دبوانا کیسا؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کہ غیر محرم عورتوں کے ساتھ تنہائی میں بیٹھنا اور اس سے ہاتھ پیر دبوانا شرعاً کیسا ہے؟ ایم ایس علی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡجَوَاب بِعَوۡنِ الۡمَلِكِ الۡوَهَّاب اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الۡحَقِّ وَالصَّوَاب

صورت مسؤلہ میں غیر محرم عورتوں کے ساتھ تنہائی میں بیٹھنا حرام ہے جیسا کہ فتاوی رضویہ قدیم جلد دھم نصف آخر میں ہے: اجنبیہ کے ساتھ خلوت حرام ہے۔ حدیث پاک میں ہے: "لا یخلون رجل بامراتہ"۔ (مشکوۃ) یعنی کوئی مرد کسی اجنبیہ عورت کے ساتھ تنہائی میں نہ رہے۔ "و تحریم الخلوۃ بالاجنبیۃ ویکرہ الکلام معها"۔ الاشباہ والنظائر"۔ یعنی اجنبی کے ساتھ خلوت حرام ہے اور بات چیت مکروہ۔ اجنبیہ عورت کے ہاتھ پیر چھونا یا اس سے ہاتھ پیر دبوانا جائز نہیں۔

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کـتبــــــــہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنه

الجــواب صحيـــــح: فقیر ابو النعمان عطا محمد مشاھدی عفی عنه

کیا بھن اپنے بھائی کو ایام رضاعت میں دودھ پلا سکتی ھے؟

سوال: حضور ایک مسئلہ ہے اس کا فوری جواب مطلوب ہے زید ابھی نوزائدہ بچہ ہے اور اس کی ماں کا انتقال ہو گیا اس کی ایک بڑی بہن ہے جو منکوحہ ہے جواب طلب مسئلہ یہ ہے کہ کیا زید کی بہن اپنے بھائی کو دودھ پلا سکتی ہے یا نہیں؟ بینوا و توجروا۔ ایم ایس نوری مصباحی

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم

اَلْجَوَاب بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّاب اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَاب

صورت مستفسرہ میں زید کو اس کی بہن ایام رضاعت میں دودھ پلا سکتی ہے لعدم منع شرعی۔ (فتاوی فیض الرسول اول ص 728)

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبـــــــه: فقیر محمد شهروز عالم رضوی عفی عنه

الجــواب صحيـــــح: فقیر ابو النعمان عطا محمد مشاھدی عفی عنه

ھندو سے قبر کھودوانے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ھندوؤں سے قبر کھودوانا کیسا مع حوالہ بیان فرما کر ثواب کمائیں؟ سائل: خطیب و امام نورعالم امروہا، یوپی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡجَوَاب بِعَوۡنِ الۡمَلِكِ الۡوَھَّاب اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الۡحَقِّ وَالصَّوَاب

صورت مسئولہ میں ہندو سے قبر کھودوانا جائز ہے جبکہ کوئی دوسری وجہ منع نہ ہو۔ بحر الرائق جلد دوم ص 188 میں ہے: "وان کان الغاسل جنبا او حائضا او کافرا جاز"۔ یعنی اگر جنبی یا حائضہ عورت یا کافر غسل دینے والا ہو تو جائز ہے۔ جبکہ نہلانے والے کے لئے مناسب یہ ہے کہ وہ پرہیزگار اور امانت دار ہو (بہار شریعت حصہ چہارم ص 133) اس کے باوجود کافر غسل دے سکتا ہے تو کافر سے قبر کھودوانا بھی جائز ہے۔ البتہ مسلمان سے کھودوانا افضل ہے کہ یہ بھی کار خیر ہے چاہے اجرت ہی دے کر ہو۔

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنہ

الجواب صحیح: محمد نعمت اللہ رضوی عفی عنہ

مونچھیں مونڈنے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ مونچھیں مونڈانا کیسا ہے؟ کیا مونچھیں مونڈانا کسی روایت میں آیا ہے؟ بینوا وتو جروا۔ فقط: احتشام علی گجرات

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

فقہاء حنبلیہ کے نزدیک مونچھوں کو کاٹ کر کم کرنا اور ان کو مٹانا دونوں امر جائز ہیں اور مٹانا اولی ہے۔ مگر احناف کے یہاں دونوں طرح جائز ہے (مونڈانا اور کم کرنا)۔

چنانچہ فتاوی عالمگیری جلد 5 صف 358 میں ہے: مونچھوں کو کاٹ کر کم کیا جائے حتی کہ وہ بھنوؤں کی طرح ہو جائے بعض سلف مونچھوں کی دو طرفوں کو چھوڑ دیتے تھے ان کو سبالہ کہتے ہیں امام طحاوی نے شرح معانی الآثار میں ذکر کیا ہے کہ مونچھوں کو کاٹ کر کم کرنا مستحسن ہے اور کم کرنے کا معیار یہ ہے کہ مونچھیں اوپر والے ہونٹ کے کنارے سے کم ہوں اور مونچھوں کا مونڈنا سنت ہے اور یہ مونچھیں کاٹ کر کم کرنے سے بہتر ہے، یہ امام اعظم ابوحنیفہ، امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کا قول ہے رد المحتار میں ہے کہ مونچھیں منڈانا سنت ہے۔

کچھ روایتوں سے یہ بات ثابت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مونچھیں مونڈانے کو خارجیوں کہ علامت قرار دیا ہے جیسا کہ صحیح بخاری جلد 2 صف 1128 سنن ابو داؤد جلد 2 صف 300 سنن ابن ماجہ صفحہ 16 اور مسند احمد جلد 3 صفحہ 424، 64، 5 اور جلد 4 صفحہ 424، 425 میں اس کی تصریح موجود ہے۔ اور اوپر جو اقوال مذکور ہوئے کچھ لوگوں نے

احناف کی طرف منسوب کو غلط قرار دیا ہے۔

مونچھوں کے معاملہ میں توسع ہے مونچھیں باریک رکھنا، ہونٹوں کے کنارہ تک مونچھیں رکھنا اور لمبی مونچھیں رکھنا بشرطیکہ بالائی ہونٹ کے کناروں سے اوپر ہوں ہر طرح جائز ہیں اور سنت مونچھوں کو کم کرنا ہے۔

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنه

الجواب صحیح: محمد نعمت اللہ رضوی عفی عنه

عزل کرنا کیسا؟

سوال: السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔کیا فرماتے ہیں مفتی صاحب اس بارے میں کہ اس زمانے میں کچھ لوگ عزل کرتے ہیں تاکہ زیادہ بچہ نہ ہو اور کہتے ہیں کہ صحابہ کرام نے بھی عزل کیا ہے تو عزل کرنا کیسا ہے صحابہ کرام نے کیا ہے کہ نہیں مع حوالے ارشاد فرمایا جائے۔

سائل: مجیب الرحمن پٹھنپوروی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ۔عزل کرنا بیوی کی اجازت سے جائز اور باندی کی عدم اجازت

میں بھی جائز ہے۔بخاری شریف جلد اول کتاب المغازی باب غزوہ بنی المصطلق من خزاعہ ص 593 میں ہے کہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عزل کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے فرمایا تم لوگ کرو یا نہ کرو قیامت تک اللہ نے جو تمہاری تقدیر میں لکھدی ہے وہ ہو کر رہے گی (جو اولاد اللہ نے مقدر فرما دی ہے وہ ہو کر رہے گی)۔محدثین فرماتے ہیں خصوصا علامہ قسطلانی نے فرمایا ہے: "لا باس علیکم فی فعله، قال الطیبی، لا باس علیکم ان تفعلوا"۔

واللّٰہ تعالی اعلم بالصواب

کتبـــــــــه: فقیر محمد شهروز عالم رضوی عفی عنه

الجـــواب صحیـــــــح: فقیر ابو النعمان عطا محمد مشاهدی عفی عنه

موجودہ دور کے مطابق درهم و دینار کی قیمت کتنی هے؟

سوال: السلام علیکم ورحمت اللہ و برکاتہ بعدہ عرض خدمت ھیکہ آج کے دور میں ایک درہم کی قیمت کتنی ہے اور ایک دینار کی قیمت کتنی ہے؟ اور حضرت جتنی جلدی ہو سکے اس سوال کا جواب دیں عین نوازش ہوگی۔سائل: محمد صدام سلامی مراد آباد

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلْجَوَاب بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّاب اَللّٰھُمَّ ھِدَایَةَ الحَقِّ وَالصَّوَاب

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔صورت مسئولہ میں ایک درھم کاوزن جدید اوزان کے مطابق 3 گرام 266 ملی گرام ہے اور ایک دینار کاوزن 20 گرام 995 ملی گرام وخمس ملی گرام۔(جدیداوزان متخرجہ الجامعۃ الرضابریلی شریف)

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنہ

الجواب صحیح: فقیر ابو النعمان عطا محمد مشاھدی عفی عنہ

مسلمان لڑکوں کا مسلمان لڑکیوں عورتوں کو سلام کرنا کیسا؟

سوال: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔کیا فرماتے ہیں علماء دین مسئلہ ذیل کے متعلق کہ مسلمان لڑکوں کا مسلم لڑکیوں یا عورتوں کو سلام کرنا کیسا ہے محرم اور غیر محرم کا مسئلہ وضاحت کے ساتھ مع عبارت وترجمہ تحریر فرمادیں نوازش ہوگی۔المستفتی: محبوب رضا صمدانی پٹنہ، بھار

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْجَوَاب بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّاب اَللّٰھُمَّ ھِدَایَةَ الحَقِّ وَالصَّوَاب

صورت مسؤلہ میں محرم محرمات یا اس کا برعکس کے سلام و جواب سلام میں کوئی حرج نہیں البتہ اجنبیہ (غیر محرمہ) کو کچھ شرطوں کے ساتھ سلام اور جواب سلام ہے۔

جیسا کہ تتارخانیہ دوم ص 377 کتاب الحظر والاباحت فصل فی التسبیح میں ہے: مرد عورت کی ملاقات ہو تو مرد عورت کو سلام کرے اور اگر عورت اجنبیہ نے مرد کو سلام کیا اور وہ بوڑھی ہو تو اس طرح جواب دے کہ وہ بھی سنے اور وہ جوان ہو تو اس طرح جواب دے کہ وہ نہ سنے۔اسی طرح فتاوی ھندیہ جلد پنجم ص 326 کتاب الکراھیۃ الباب السابع فی السلام میں ہے: "واذا سلمت المراۃ الاجنبیۃ علی رجل ان کانت عجوزا رد الرجل علیھا السلام بلسانہ بصوت تسمع وان کانت شابۃ رد علیھا فی نفسہ والرجل اذا سلم علی امراۃ اجنبیۃ فالجواب فیہ علی العکس"۔کذا فی فتاوی قاضی خان۔

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبـــــــہ: فقیر محمد شھروز عالم رضوی عفی عنہ

الجــواب صحیـــــح: فقیر ابو النعمان عطا محمد مشاھدی عفی عنہ

داڑھی میں مھندی لگانا مستحب ھے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین کہ مرد کو مہندی لگانا جائز ہے یا ناجائز اور بہت

سے لوگ ڈاڑھی میں مہندی لگاتے ہیں خاص کر عالموں کو دیکھا جاتا ہے تو کیا ڈاڑھی میں مہندی لگانا سنت ہے؟ شریعت کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں کرم ہوگا۔ سائل: فرقان احمد چشتی براری گھاٹ کٹیہار بہار

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اَلۡجَوَاب بِعَوۡنِ الۡمَلِكِ الۡوَهَّاب اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الحَقِّ وَالصَّوَاب

مرد کو بلا عذر ہاتھ پیر میں مہندی لگانا جائز نہیں ہے کہ مہندی عورتوں کے لیے ہے۔

مرقات شرح مشکوۃ میں ہے: "الحناء سنة للنساء ويكره لغيرهن من الرجال الا ان يكون لعذر لانه تشبه بهن اه اقول والكراهية تحريمة لحديث المار لعن الله المتشبهن من الرجال النساء فصح التحريم.. الخ"۔ (فتاوی رضویہ جلد نہم نصف آخر ص 149)

البتہ سر اور داڑھی میں لگانا مستحب ہے۔ سیدی اعلی حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی علیہ الرحمہ والرضوان تحریر فرماتے ہیں کہ مرد کو ہتھیلی تلوے بلکہ صرف ناخنوں میں بھی مہندی لگانا حرام ہے کہ عورتوں سے تشبہ ہے۔ اور دوسری جگہ ارشاد فرماتے ہیں کہ "ہاتھ پاؤں میں مہندی کی رنگت مرد کے لئے حرام ہے سر اور داڑھی میں مستحب۔ (ص 126)

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنه

الجــواب صحيـــــــح: فقیر ابو النعمان عطا محمد مشاهدی عفی عنه

قبر بیٹھ جائے تو درست کرنے میں کوئی حرج نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلے میں کہ جو قبر بیٹھ یا دھنس جاتی ہے نیچے کی جانب اس کو درست کرنا یعنی مٹی ڈالنا درست ہے؟ از کراچی پاکستان

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَاب بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّاب اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَاب

صورت مسئولہ میں اگر کسی مسلمان کی قبر بیٹھ جائے تو اسے مٹی ڈال کر درست کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ "وَإِذَا خَرِبَتْ الْقُبُورُ فَلَا بَأْسَ بِتَطْيِينِهَا، كَذَا فِي التَّتَارْخَانِيَّة، وَهُوَ الْأَصَحُّ وَعَلَيْهِ الْفَتْوَى، كَذَا فِي جَوَاهِرِ الْأَخْلَاطِيِّ"۔ (فتاوی ھندیہ اول ص 166) یعنی جب قبر خراب ہو جائے تو اس پر مٹی ڈالنے میں کوئی حرج نہیں۔

واللّٰہ تعالی اعلم بالصــواب

کــتبـــــــــہ: فقیر محمد شهروز عالم رضوی عفی عنه

الجــواب صحيـــــــح: محمد نعمت اللّٰه رضوی عفی عنه

وصیت وراثت

دو بیٹے ایک بیٹی، اور ایک بیوی کے درمیان تقسیم وراثت کا حکم

سوال: باپ کے مال متروکہ میں سے بیوی کے پاس تقریبا دو لاکھ کی پراپٹی ہے وہ بیچ کر بچوں کو حصہ دینا چاہتی ہے دو بیٹے ایک بیٹی اور ایک بیوی ہے بیوی کو اور بچوں کو کتنا کتنا حصہ ملے گا؟ رہنمائی فرمائیں۔ سائل: شیخ ازھر تانا پور شہید عبدالحمید چوک جلگاوں مہاراشٹر

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡجَوَابُ بِعَوۡنِ الۡمَلِکِ الۡوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الۡحَقِّ وَالصَّوَاب

صورت مسئولہ میں برصدق مستفتی بعد ادائے دیون ووصیت، باپ کا کل مال چالیس حصوں میں منقسم ہو کر ثمن یعنی پانچ حصے (25000) بیوی کو ملیں گے۔ قرآن کریم میں ہے: "فان کان لکم ولد فلھن الثمن مما ترکتم" اھ (آیت 12 پ 4 س نسآء) اور ہر ایک بیٹا کو چودہ، چودہ حصے (70000،70000) اور ایک بیٹی کو سات حصے (35000) ملیں گے۔ اللہ تعالی کا حکم ہے: "یوصیکم اللہ فی اولاد کم

للذکر مثل حظ الانثیین" (آیت 11 پارہ 4 س نسآء)

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ: فقیر محمد شھروز عالم رضوی عفی عنہ

الجواب صحیح: محمد عثمان غنی رضوی مصباحی عفی عنہ

مورخہ: 6 ذیقعدہ سن 1438

ھندہ نے شوھر اور تین بیٹے نیز چار بیٹیوں کو چھوڑا ترکہ کس طرح تقسیم ھوگا؟

سوال: کیافرماتے ہیں مفتیان کرام مسئلہ ذیل کے تعلق سے کہ ھندہ جوکہ انتقال کر چکی ہے اور ابھی ۱۹۸۰ اسکوائرفٹ زمین ھندہ کے نام سے ہے نیز ھندہ کا شوہر بحیات ہے اور ھندہ کی ۷ اولاد ہیں ۳ تین بیٹے اور ۴ چار بیٹیاں تو دریافت طلب امر یہ ہیکہ انیس سو اسّی اسکوائرفٹ زمین تین بیٹے اور چار بیٹیوں کے درمیان کیسے تقسیم کی جائیگی اور شوہر کے حصے میں کتنی زمین ہوگی؟ مع حوالہ بالتفصیل جواب عنایت فرمائیں نوازش ہوگی۔ (مولانا) محمد صادق پٹنہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

صورت مسؤلہ میں برصدق مستفتی بعد ادائے دیون واجراءے وصیت اگر کی ہو تو ہندہ کا کل مال چالیس حصوں میں منقسم ہو کر 10 حصے شوہر کو دیا جائے جو کہ ربع ہے (یعنی 495 اسکوائرفٹ زمین)۔ اللہ تعالی کا فرمان ہے: "فان کان لھن ولد فلکم الربع"۔ پھر اگر ان کی اولاد ہو تو ان کے ترکہ میں سے تمہیں چوتھائی ہے۔ (پ ۴ س نسآء آیت نمبر ۱۲) اور 6،6 حصے ہر ایک لڑکا کو دیں (891 =297×3) اور 3،3 حصے ہر ایک لڑکی کو ملیں گے (594= 148×5.4)۔ اللہ تعالی کا حکم ہے: "یوصیکم اللہ فی اولاد کم للذکر مثل حظ الانثیین"۔ اللہ تمہیں حکم دیتا ہے تمہاری اولاد کے بارے میں بیٹے کا حصہ دو بیٹیوں برابر ہے (پ ۴ س نسآء ۱۱)۔

کل مال: 1980 اسکوائرفٹ

مسئلہ:

شوہر: 495 اسکوائرفٹ

3 بیٹا: 891 اسکوائرفٹ

4 بیٹیاں: 594 اسکوائرفٹ

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنہ

الجواب صحیح: محمد عثمان غنی رضوی مصباحی عفی عنہ

شوہر، ایک لڑکا، اور تین لڑکیوں کے درمیان تقسیم ترکہ کا حکم

سوال: السلام علیکم و رحمتہ اللہ و برکاتہ۔علمائے کرام رہنمائی فرمائیں کہ ایک شخص ہے جس کے تین بیٹیاں اور ایک بیٹا ہے۔ماں کا انتقال ہوگیا ہے اب مال کی تقسیم ہوگی تو باپ کو کتنا حصہ ملے گا؟ بیٹیوں کو تو ایک ایک حصہ ملے گا اور بیٹے کو دو لیکن باپ کا کتنا حصہ ہوگا؟ سائل: فیضان رضا قادری

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَهَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

صورت مسؤلہ میں برصدق مستفتی بعد تقدیم ما تقدم علی الارث میت کا کل مال بیس حصوں میں منقسم ہوکر شوہر کو 5 حصے ملیں گے۔لقولہ تعالٰی: "ولکم نصف ما ترک ازواجکم ان لم یکن لھن ولد فان کان لھن ولد فلکم الربع" (پارہ 4 آیت ۱۲ س نسآء) اور ایک لڑکا کو 6 حصے اور تینوں لڑکیوں کو 3،3 حصے ملیں گے (ایک لڑکی کے مقابلے لڑکا کو دوگنا) لقولہ تعالٰی: "یوصیکم اللہ فی اولادکم للذکر مثل حظ الانثیین" اھ (س نسآء آیت 11) وھکذا فی السراجی، والاشباہ والنظائر۔

واللہ تعالٰی اعلم بالصواب

کتبـــــــــــہ: فقیر محمد شھروز عالم رضوی عفی عنه

الجـــواب صحیـــــــح: محمدعثمان غنی رضوی مصباحی عفی عنه

اولاد کے لئے وصیت وصیت نہیں

سوال: ایک شخص کے لئے اسکے والد نے مرنے سے پہلے وصیت کی ایک مکان کی جس کی قیمت تقریبا تین لاکھ تھی۔ پھر وہ مکان کسی وجہ سے نہ مل سکا اور اس کے بدلہ دوسرا مکان ملا جس کی قیمت تقریبا پانچ لاکھ ہے۔ مسؤل طلب امر یہ ہے کہ:

۱)وصیت میں کون سا مکان دیا جائے گا؟

۲)اگر وہ شخص پانچ لاکھ والا مکان لے گا تو کیا اسے دو لاکھ لوٹانے ہونگے۔ بینوا بالدلیل وتوجرو۔ سائل: رمضان رضوی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْجَوَاب بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّاب اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَاب

صورت مسئولہ میں برصدق مستفتی کسی کو یہ حق نہیں کہ اولاد کے لئے وصیت کرے ھبہ کر سکتا ہے یعنی اپنی زندگی میں کچھ مال دیکر قبضہ دے دے۔ کیونکہ آیت میراث سے اولاد کے حق میں وصیت منسوخ ہے البتہ وارثین کے لئے کچھ شرطوں کے ساتھ وصیت ہے۔ لقولہ علیہ السلام "لاوصیة لوارث الا ان یجیزھا الورثة"۔ (فتاوی فیض الرسول ج دوم

ص 737)

والله تعالی اعلم بالصواب

کتبــــــــه: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنه

الجــواب صحیــــــح: محمد عطاء اللّٰه نعیمی کراچی پاکستان عفی عنه

دو بیوی والدین تین بیٹے پانچ بیٹیاں کے بیچ وراثت کی تقسیم کا مسئلہ

سوال: موقر علماء کرام ومفتیان عظام السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ زید نے اپنے انتقال کے بعد دو بیوی والدین تین بیٹے پانچ بیٹیاں چھوڑے اب وراثت کی تقسیم کیسے ھوگی؟

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡجَوَاب بِعَوۡنِ الۡمَلِكِ الۡوَهَّاب اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الحَقِّ وَالصَّوَاب

وعلیکم السلام ورحمت اللہ۔ صورت مستفسرہ میں برصدق مستفتی بعد ادائے دیون وصیت زید کا کل مال 264 حصوں میں منقسم ہو کر دونوں بیوی کو ثمن یعنی 33 حصے۔ لقولہ تعالی: "فإن كان لكم ولد فلهن الثمن"۔ والد کو سدس یعنی 44 حصے، لقولہ تعالی:

"ولابویہ لکل واحد منھما السدس مما ترک (ای المیت) ان کان لہ ولد" ماں کو بھی سدس یعنی 44 حصے،لقولہ تعالٰی: "ولابویہ لکل واحد منھما السدس مما ترک ان کان لہ ولد" ہر ایک لڑکا کو 26،26 حصے اور ہر ایک لڑکی کو 13،13 حصے ملیں گے عصبہ ہونے کے ناطے۔لقولہ تعالٰی:"یوصیکم اللہ فی اولادکم للذکر مثل حظ الانثیین" کما ورد فی کتب الفقہ، والسراجی فی المیراث مع دلیل الوارث۔

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبـــــــــہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنہ

الجـــواب صحیـــــــح: محمد مبشر رضا ازھر مصباحی عفی عنہ

وراثت کی بنیاد رشتہ کے قرب وبعد پرھے

سوال: اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ۔کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلے کے بارے میں کہ شریعت مطہرہ نے باپ کی موجودگی میں بیٹے کے انتقال پر پوتے کو محروم کیوں قرار دیا آخر اس میں کیا حکمت ہے؟ حالانکہ دنیاوی اعتبار سے معاملہ بر عکس نظر آتا ہے۔قرآن و حدیث اور اقوال ائمہ کی روشنی میں وضاحت کے ساتھ مدلل جواب عنایت فرمائیں۔المستفتی: محبوب رضا صمدانی پٹنہ بھار

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡجَوَاب بِعَوۡنِ الۡمَلِكِ الۡوَهَّاب اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الحَقِّ وَالصَّوَاب

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔صورت مسؤلہ میں پوتا دادا کی وراثت سے مطلق محروم نہیں ہے بلکہ اس وقت محروم ہوتا ہے جب دادا کی اور کوئی مذکر اولاد موجود ہوں یعنی باپ کا بھائی اگر یہ نہ ہوں تو ہرگز پوتا وراثت سے محروم نہیں ہوتا۔اسلام نے کسی پر کوئی زیادتی نہیں کی ہے سب کو اس کا حق دلایا ہے۔جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو عرب بلکہ تمام پیروان اسلام میں وراثت کا جو قانون جاری ہوا اس قانون میں قرآن پاک نے منطقی وعقلی بنیادوں پر وارثوں کے گروپ بنائے۔

پہلا گروپ وہ ہے جو میت سے بلا واسطہ منسلک ہے اس میں مرد کی طرف سے ماں باپ لڑکا لڑکی بیوی آتے ہیں بیوی کا شوہر سے نسبی کوئی تعلق نہیں مگر نکاح کے ذریعے اس میں ایسا مضبوط علاقہ قائم ہوگیا جو نسبی تعلق سے کسی طرح کم نہیں اور عورتوں کی طرف سے بھی ماں باپ لڑکا لڑکی ان رشتوں میں میت اور وارثوں کے درمیان کوئی اور شخصیت نہیں آتی جو دونوں میں واسطہ بنتی ہو ان کا حکم یہ ہے کہ ان کے ہوتے ہوئے میت کے کسی اور رشتہ دار کو کچھ نہیں ملے گا سارا مال اسی میں تقسیم کر دیا جائے گا۔

دوسرا گروپ وہ ہے جو میت اور اس کے درمیان کسی شخص کا واسطہ جیسے بھائی بہن کہ ان دونوں میں باپ کے واسطے سے رشتہ ہے پوتا پوتی دادا دادی کہ ان کا رشتہ باپ اور

بیٹے کے واسطے سے ہوتا ہے اس کا حکم یہ ہے کہ پہلے گروپ کی عدم موجودگی میں مال ان میں تقسیم ہوگا۔

تیسرا اور سب سے موخر گروپ ذوی الارحام کا ہے کہ جس کا رشتہ میت سے کسی عورت کے واسطے سے قائم یا ایک سے زائد واسطوں سے میت کا اس سے تعلق ہو۔

پس اسلام میں جب وراثت کی بنیاد رشتہ کے قرب و بعد پر ہے تو قانوناً و عقلاً یہ فیصلہ کیسے صحیح ہوگا کہ پہلے گروپ کی موجودگی میں دوسرے گروپ کے کسی حصہ دار کو حصہ نہ دیا جائے اگر ایسا کرنا عقلاً یا قانوناً درست ہو تو اس میں پوتے کی کیا تخصیص باپ کی موجودگی میں دادا کو کیوں نہ حصہ دیا جائے جبکہ اس کا رشتہ پوتے سے ٹھیک اسی طرح کا ہے جیسے پوتے کا دادا سے۔ (فتاوی بحر العلوم جلد ششم ص 59، فتاوی فیض الرسول دوم، مقالات شارح بخاری)

البتہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ پوتے یتیم اور بے سہارا ہوتے ہیں اس لیے قانون اسلام کو ان کے ساتھ رحم و مروت شفقت و مہربانی کا سلوک کرنا چاہئے تھا اور حصہ دلانا چاہئے تھا۔ تو عرض ہے کہ شریعت اسلامیہ میں سب سے زیادہ یتیموں کی پرورش پر زور دیا گیا ہے بے شمار احادیث ہیں جسمیں یتیموں کی فضیلت بیان کی گئی ہیں دادا اور چچا کو چاہئیے کہ حسن سلوک کے ساتھ یتیم کی پرورش کریں۔

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنہ

الجــواب صحیــــــح: محمد ھاشم رضا مصباحی عفی عنه

وراثت میں مناسخه

سوال: کیا فرماتے ہین مفتیان ذوی الاحترام اس مسئلہ میں زید کے والدین باحیات ہیں ایک بیوی ایک لڑکا اور لڑکی نیز چار بہنیں ہیں۔ زید کا انتقال ہوگیا بعدہ والد کا پھر والدہ کا تو کیا والد کی وراثت کی تقسیم کس طور سے ہوگی اور کون کون محروم قرار دیا جائے گا! قرآن وحدیث کی روشنی مین حل فرمادیں! نوازش ہوگی حافظ عبد الجابر رضوی احمد آباد

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اَلۡجَوَاب بِعَوۡنِ الۡمَلِكِ الۡوَهَّاب اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الۡحَقِّ وَالصَّوَاب

صورت مسؤلہ میں برصدق مستفتی وانحصار ورثہ فی المذکورین وعدم مانع ارث بعد تقدیم ما تقدم زید کے والد کے کل مال متروکہ میں سے زید کی والدہ کو ثمن لڑکیوں کو ثلثان پوتا پوتی کو عصبہ پہلے مسئلہ بنا 24 سے 3 بیوی 16 لڑکیاں 5 پوتا پوتی اس میں کسر ہے تصحیح ہوگی 72 سے 9 بیوی کو 48 لڑکیوں کو 10 پوتا اور 5 پوتیکو پھر زید کی والدہ کا انتقال ہوا اس کے وارثین میں 4 لڑکیاں ایک پوتا ایک پوتی مسئلہ بنا 3 سے 2 لڑکیوں کو ایک پوتا پوتی کو مسئلہ دوم میں بھی کسر ہے تصحیح ہوگی 18 سے ما فی الید 9 ہے 9 اور تصحیح شدہ مسئلہ 18 میں نسبت تداخل ہے 18 کے دخل 2 کو مسئلہ اول کے تصحیح شدہ 72 پر ضرب دیا ما حصل 144 ہوا۔

زید کے والد کا کل مال متروکہ 144 سہام پر منقسم ہو کر زید کی چاروں بہنوں کو بحیثیت بیٹی ثلثان یعنی 27،27 سہام "للبنتین فصاعدا الثلثان" کذا فی الاختیار شرح المختار (فتاوی عالمگیری) اور ایک پوتا کو بحیثیت عصبہ 24 سہام اور ایک پوتی کو 12 سہام ملیں گے۔ لقولہ تعالیٰ: "للذکر مثل حظ الانثیین"۔ چونکہ والد کا انتقال بعد انتقال زید ہوا ہے اس لئے زید اور اس کی بیوی محروم ہیں۔ کما ورد فی السراجی

والله تعالی اعلم بالصواب

کتبـــــــــہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنہ

الجـــواب صحیـــــــح: منظور احمد یار علوی عفی عنہ

مرحومہ کے پیسے اس اس کی لڑکی اپنے مصرف میں استعمال کر سکتی ہے یا نہیں

سوال: السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ میں کہ ایک عورت جس کا انتقال ہو گیا ہے اور اس کے کچھ رقم اس کی بڑی لڑکی کے اکاؤنٹ میں تھا جس رقم سے مرحومہ کے ایصال ثواب کے نام پر خرچ کیے گئے پھر بھی کچھ رقم بچ گئے اب باقی بچے پیسے کو مرحومہ کی بڑی لڑکی اپنے مصرف میں استعمال کر سکتی ہے یا نہیں؟ وضاحت: مرحومہ کا شوہر پہلے ہی انتقال کر چکا ہے اور مرحومہ کے کل اولاد چھ ہیں جن

میں چار لڑکے اور دو لڑکی ہیں جو بقید حیات ہے۔ برائے کرم قرآن و حدیث اور اقوال ائمہ کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں عین نوازش ہوگی۔ فقط والسلام المستفتی عبدالمصطفی البرکاتی چھونٹہ مدھوبنی بہار

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلْجَوَاب بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّاب اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَاب

صورت مسؤلہ میں برصدق مستفتی بعد تقدیم ما تقدم و انحصار ارث مرحومہ کی کل جائداد منقولہ و غیر منقولہ یا نقدی 10 حصوں میں منقسم ہو کر ہر لڑکی کو ایک ایک اور ہر لڑکا کو دو دو حصے ملیں گے لقولہ تعالیٰ: "یوصیکم اللہ فی اولادکم للذکر مثل حظ الانثیین" سراجی فی المیراث۔ اکیلی بڑی لڑکی کو اپنے مصرف میں خرچ کرنا ہرگز جائز نہیں کہ یہ حق العباد ہے البتہ ساری اولاد اسے ہبہ کر دے تو جائز ہے۔

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنہ

الجواب صحیح: منظور احمد یار علوی عفی عنہ

مہر میں دی گئی زمین وراثت میں ہوگی؟

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ میں زید نے اپنی بیوی کو دین مہر

کے بدلے اس کے نام سے زمین لکھ دی تھی لیکن اب بیوی کا انتقال ہوگیا ہے۔اور زید کی بیوی نے شوہر کے علاوہ چھ لڑکے اور پانچ لڑکی چھوڑی ہے اب ایسی صورت میں دین مہر والی زمین کن کن لوگوں میں تقسیم ہوگی۔قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔

المستفتی: محمد مقبول۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡجَوَاب بِعَوۡنِ الۡمَلِکِ الۡوَھَّاب اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الۡحَقِّ وَالصَّوَاب

صورت مسؤلہ میں برصدق مستفتی حق تقدیم ما تقدم موانع ارث زید کی بیوی کا کل مال منقولہ وغیر منقولہ (مہر میں دی گئی زمین یا اس کے علاوہ بیوی کا اپنا مال) 68 سہام پر منقسم ہوکر شوہر زید کو 17 سہام لقولہ تعالیٰ: "فان کان لھن ولد فلکم الربع" اور 6،6 سہام ہر ایک لڑکے کو اور 3،3 سہام ہر ایک لڑکی کو لقولہ تعالیٰ: "یوصیکم اللہ فی اولادکم للذکر مثل حظ الانثیین" وھکذا فی السراجی۔

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنہ

الجواب صحیح: منظور احمد یار علوی عفی عنہ

مناسخہ کا ایک مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں فضل الرحمن کی پانچ بیویاں جس میں چار بیویوں کا انتقال ان کی موجودگی میں ہوگیا تھا۔ پہلی بیوی لاولد دوسری سے ایک لڑکا ایک لڑکی عطاء الحق، رقیہ بی بی تیسری بیوی سے صرف ایک لڑکی صادقہ بی بی چوتھی بیوی سے بھی ایک لڑکی آسیہ بیگم اور پانچویں سے دو لڑکے انعام الحق اور فضل حق اور چار بیٹیاں شمیم بانو، پروین بانو، عشرت بانو مرحومہ شاہدہ خاتون جو ماں کے بعد غیر شادی شدہ انتقال کرگئی واضح ہو کہ پہلی چار بیویاں شوہر کی موجودگی میں انتقال کرگئی تھیں پانچویں بیوی کا شوہر کے انتقال کے بعد ہوا مہربانی فرما کر سبھی کا حصہ قرآن و حدیث کی روشنی میں متعین فرما کر مشکور فرمائیں۔ سائل: عطاء الحق 73 بلیس روڈ ہوڑہ بنگال۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اَلۡجَوَاب بِعَوۡنِ الۡمَلِكِ الۡوَهَّاب اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الۡحَقِّ وَالصَّوَاب

صورت مسؤلہ میں برصدق مستفتی بعد ادائے دیون و وصیت فضل الرحمن کا کل مال چاہیے وہ جس جنس سے ہو (5824) پانچہزار آٹھ سو چوبیس حصوں میں منقسم ہو کر لڑکا انعام الحق کو (1104) گیارہ سو چار اور فضل حق کو بھی (1104) گیارہ سو چار اور عطاء الحق کو (784) سات سو چوراسی اور لڑکی شمیم بانو، پروین بانو، عشرت بانو کو بالترتیب (552) پانچ سو باون حصے کر کے ملیں گے اسی طرح آسیہ بیگم، صادقہ بیگم، رقیہ بیگم کو بھی بالترتیب (392) حصے کر کے ملیں گے۔

خلاصہ: چونکہ فضل الرحمن کے انتقال کے بعد کل مال 104 حصوں میں منقسم ہو کر پہلے بیوی اور تین لڑکے اور سات لڑکیوں کو ملا۔ اور پھر فضل الرحمن کے بعد ان کی بیوی کا انتقال ہوا شوہر سے ملا ہوا مال دو لڑکے اور چار لڑکیوں پر تقسیم ہوا۔ پھر لڑکی شاہدہ بیگم کے انتقال کے بعد والدین سے ملا ہوا مال دو بھائی انعام الحق اور فضل حق اور تین بہن شمیم بانو، پروین بانو، اور عشرت بانو کو ملا۔ لقولہ تعالیٰ: "یوصیکم اللہ فی اولادکم للذکر مثل حظ الانثیین" ہر بھائی کو بہن کا دوگنی حصہ ہے۔

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبــــــہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنہ

الجـــواب صحيـــــح: محمد نعمت اللہ رضوی عفی عنہ

بیوہ اگر شادی کرے تو شوہر اول کا ترکہ پائے گی یا نہیں؟

سوال: السلام علیکم۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ بیوہ اگر شادی کرلے تو شوہر اول کا ترکہ پائے گی یا نہیں؟ المستفتی: عبدالمالک بنارس

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَاب بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّاب اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَاب

صورت مسؤلہ میں بیوی شوہر اول کا ترکہ پائے گی اولاد کی موجودگی میں آٹھواں حصہ اور عدم اولاد میں چوتھا حصہ لقولہ تعالیٰ: "ولھن الربع مما ترکتم ان لم یکن لکم ولد۔فان کان لکم ولد فلھن الثمن"(پ4ع13) چاہیے شادی کرے یا نہ کرے۔(فتاوی فیض الرسول جلد دوم ص 763)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنہ

الجواب صحیح: فقط محمد عطاءاللہ نعیمی کراچی عفی عنہ

کیا عورت کا مال اس کے ماں اور باپ کو ملے گا؟

سوال: عورت کا انتقال ہوا دو بچیاں اور شوہر ہے عورت زیور چھوڑ کر مری کیا والدین کا بھی حصہ ہوگا اور کتنا ہوگا؟ منتظر کرم سائل: محمد اعظم صدیق

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡجَوَابُ بِعَوۡنِ الۡمَلِكِ الۡوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَةَ الۡحَقِّ وَالصَّوَابِ

صورت مستفسرہ میں برصدق مستفتی بعد ادائے دیون ووصیت عورت کا کل مال (نقد، زیورات یا جائیداد) بارہ حصوں میں منقسم اور پندرہ سے عول ہوکر اگر ماں اور باپ ہوتو ماں وباپ کو سدس یعنی 2،2 حصے (اگر والدین زندہ ہوں تو کیونکہ دونوں اصحاب فروض میں سے

ہیں) لقولہ تعالی: ولابویہ لکل واحد منھما السدس مما ترك ان كان له ولد، لفظ الولد یتناول الذکر والانثی۔ اورشوہر کو ربع یعنی 3 حصے لقولہ تعالی: "فان کان لھن ولد فلکم الربع" اور دونوں بیٹیوں کو ثلثان یعنی 8 حصے ملیں گے "امالبنات الصلب فاحوال ثلث النصف للواحدۃ والثلثان للاثنین فصاعدۃ الخ" (السراجی فی المیراث ص 12)

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنہ

الجواب صحیح: منظور احمد یار علوی عفی عنہ

بیٹا بیٹی اور بیوی میں وراثت

سوال: اسلام علیکم۔ کیا فرماتے ہیں مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ وارثین میں والدہ (میت کی بیوی) ودو بیٹے اور دو بیٹیاں ہیں تقسیم کی شرعی حیثیت بیان فرمادیں۔

فقط والسلام

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡجَوَابُ بِعَوۡنِ الۡمَلِكِ الۡوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الۡحَقِّ وَالصَّوَاب

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ و برکاتہ۔ صورت مستفسرہ میں برصدق مستفتی بعد ادائے دیون

وصیت زید کا کل مال 48 حصوں میں منقسم ہو کر آٹھواں حصہ یعنی 6 بیوی کو۔ لقولہ تعالیٰ: "فان کان لکم ولد فلھن الثمن" (پ 4 آیت میراث) دونوں بیٹوں کو 14، 14 اور دونوں بیٹیوں کو 7، 7 حصے ملیں گے لقولہ تعالیٰ: "یوصیکم اللہ فی اولاد کم للذ کر مثل حظ الانثیین" (پ 4ع 13) کما ورد فی کتب الفقہ وکذا فی السراجی۔

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنہ

الجواب صحیح: منظور احمد یار علوی عفی عنہ

مسئلہ مال وراثت کی تقسیم

سوال: السلام علیکم ورحمت اللہ۔ زید کا انتقال ہوے ۲۵ سال ہوے۔ اس نے دو شادیاں کی تھی۔ پہلی بیوی سے 1 لڑکی تھی اور دوسری سے 2 لڑکے اور 4 لڑکیاں۔ زید کے انتقال کے وقت اس کی دوسری بیوی زندہ تھی لیکن ابھی وہ بھی انتقال کر چکی۔ پہلی بیوی انتقال کر چکی تھی اور دوسری بیوی زندہ تھی اور تقریباً اس کے انتقال ہوئے بھی ۲۰ سال ہو چکے ہیں۔ زید کی مالیت ابھی تک تقسیم نہیں ہوئی کیونکہ اس کی اولاد جہالت مین تھی۔ فی الوقت اس کی مالیت پر اس کے بیٹے کا قبضہ ہے اور بیٹے کو ہدایت ملی تو وہ چاہتا ہے کی شریعت کے مطابق حصہ تقسیم ہو جائے۔ تو اب حصہ کس طرح تقسیم ہوگا؟

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡجَوَاب بِعَوۡنِ الۡمَلِكِ الۡوَهَّاب اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الحَقِّ وَالصَّوَاب

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ و برکاتہ۔صورت مستفسرہ میں برصدق مستفتی بعد ادائے دیون وصیت زید کا کل مال 72 حصوں میں منقسم ہوکر 9 حصے دوسری بیوی کو لقولہ تعالٰی: "ولھن الربع مما ترکتم ان لم یکن لکم ولد فان کان ولد فلھن الثمن" (پ4ع13) دونوں لڑکوں کو 14،14 اور پانچوں لڑکیوں کو 7،7 حصے ملیں گے۔ لقولہ تعالٰی "یوصیکم اللہ فی اولادکم للذکر مثل حظ الانثیین" (پ4ع 13) پہلی بیوی چونکہ زید کی موجودگی میں انتقال کرگئی اس لئے اسے کچھ نہیں ملے گا۔

اب دوسری بیوی کا کل مال بعد ادائے دیون وصیت 8 حصوں میں منقسم ہوکر ہر ایک لڑکا کو دو دو اور ہر ایک لڑکی کو ایک ایک ملے گا لقولہ تعالٰی "یوصیکم اللہ فی اولادکم للذکر مثل حظ الانثیین"۔کماورد فی کتب الفقہ والسراجی فی المیراث۔

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبــــــــہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنہ

الجــواب صحیـــــح: منظور احمد یار علوی عفی عنہ

دو بیٹے، ایک بیٹی اور بیوی کے درمیان تقسیم ترکہ کا حکم

سوال: باپ کے مال متروکہ میں سے بیوی کے پاس تقریبا دو لاکھ کی پراپٹی ہے وہ بیچ کر بچوں کو حصہ دینا چاہتی ہے۔ دو بیٹے ایک بیٹی اور ایک بیوی ہے۔ بیوی کو اور بچوں کو کتنا حصہ ملے گا رہنمائی فرمائیں۔ سائل: شیخ ازھر، تانبا پور شہید عبدالحمید چوک جلگاوں مہاراشٹر

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلْجَوَاب بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّاب اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَاب

صورت مسئولہ میں برصدق مستفتی بعد ادائے دیون ووصیت باپ کا کل مال چالیس حصوں میں منقسم ہو کر پانچ حصے (25000) یعنی ثمن بیوی کو ملیں گے۔ لقولہ تعالیٰ: "فان کان لکم ولد فلھن الثمن مما ترکتم ا لخ" (آیت 12 پارہ 4)۔ اور ہر ایک بیٹا کو چودہ چودہ (70000، 70000) اور ایک بیٹی کو سات حصے (35000) ملیں گے۔ لقولہ تعالیٰ: "یوصیکم اللہ فی اولادکم للذکر مثل حظ الانثیین" (آیت 10 پارہ 4)

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنہ

الجـــواب صحیـــــــــح: منظور احمد یار علوی عفی عنہ

مسئلہ وراثت

سوال: کیافرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کہ غلام محمد کا انتقال ہوا اس نے دو بیٹا غلام ربانی، حیدر علی اور دو بیٹی ہاجرہ خاتون، رشیدہ خاتون چھوڑا۔ پھر غلام ربانی کا انتقال ہوا اس نے ایک لڑکا فہد ربانی کو چھوڑا۔ اس کے بعد حیدر علی کا انتقال ہوا جو لاولد تھا اس نے ایک بیوی ایک بھتیجہ فہد ربانی دو بھانجہ سعید کمال فردوس علی اور ایک بھانجی طاہرہ اور ایک بہن راشدہ خاتون کو چھوڑا۔ غلام محمد کے مال میں سے کس کو کتنا ملے گا جواب عنایت فرمائیں۔ سائل: فردوس علی ٹکیہ پاڑہ ہوڑہ بنگال

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَاب بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَھَّاب اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَالصَّوَاب

صورت مستفسرہ میں برصدق مستفتی بعد حق تقدیم ماتقدم غلام محمد کا کل مال چوبیس (24) حصوں میں منقسم ہو کر حیدر علی کی بیوی کو (2) دو حصے اور فہد ربانی کو (10) دس حصے اور بہن رشیدہ کو (8) آٹھ حصے ملیں گے۔ ہاجرہ کے لڑکے کو نانا غلام محمد کے مال میں سے چار (4) حصے ملیں گے ہاجرہ کے لڑکوں کو ان کے ماموں حیدر علی کے مال سے ذوی الارحام ہونے کی وجہ سے کچھ نہیں ملے گا ہاں بھتیجہ نہ ہوتا تو مال ملتا۔ "وانما یرث ذوی

الارحام اذالم یکن احد من اصحاب الفرائض ممن یرد علیه ولم یکن عصبة" ۔(فتاوی عالمگیری جلد 6 ص 459)اور ایسا ہی سراجی فی المیراث میں ہے۔

واللّٰہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنه

الجواب صحیح: منظور احمد یار علوی عفی عنه

نافرمان اولاد کی میراث کا حکم؟

سوال: السلام علیکم ورحمتہ اللہ تعالی و برکاتہ۔خیریت دارم احسن المطلوب ایک مسئلہ پوچھتا ہوں جواب عطاء فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔زید کی دس اولاد ہیں آٹھ لڑکے اور دو لڑکی زید اپنی اولاد کو شرع کے مطابق جائداد میں حصہ دینا چاہتے تھے لیکن زید کی ایک لڑکی نے والدین و بھائیوں سے جھگڑا کیا اور اس لڑکی نے ماں اور بھائیوں پر کیس کرنے کیلئے تھانہ تک گئی اور دوسرے دن اپنے والد اور بھائیوں پر ناحق پنچایت بٹھا کر انہیں رسوا و رلائی کی اسی بنا پر زید اس لڑکی کو اپنی جائداد کے کچھ حصہ سے محروم کرنا چاہتے ہیں تو کیا شرع کے نزدیک ایسا کرنا درست ہے؟ جواب جلد عطاء کیجئیگا مہربانی ہوگی۔آپکا قدم بوس محمد منہاج عالم رضوی الصابری بتہا سعد پور بائسی پورنیہ بہار

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَاب بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّاب اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَاب

وعلیکم السلام و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔صورت مستفسرہ میں برصدق مستفتی وہ لڑکی سخت فاسقہ فاجرہ شدید حرام کار اشد گناہگار مستوجب غضب جبار حق ابوین و برادر گرفتار ہے۔

حدیث شریف میں ہے: "علیه الصلاة والسلام الا انبئکم باکبر الکبائر" 3 بار فرمایا کیا میں تمہیں سب کبیروں سے بڑے کبیرہ کی خبر نہ دوں صحابہ کی عرض پر فرمایا "الا شراك بالله وعقوق الوالدین الخ" خدا کا شریک کرنا اور والدین کو ستانا۔ دوسری جگہ حدیث میں ہے: "لعن الله من سب والدیه" اللہ کی لعنت اس پر جس نے والدین کو گالی دی۔مگر جب تک وہ مسلمان ہے اپنے والد کی وارثہ ہونے سے کوئی نہیں روک سکتا۔

باپ اپنے مال کا اگر چہ مالک ہے اپنی زندگی میں جو چاہے کرے مگر میراث وارث سے بھاگنا گناہ ہے بعض علماء نے اسے کبیرہ کہا ہے حدیث شریف میں ہے: "من فر میراث وارثه قطع الله میراثه من الجنة یوم القیامة"۔ (ابن ماجہ، مشکوۃ شریف ص 266) یعنی جو اپنے وارث کے میراث سے فرار اختیار کیا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن جنت سے اس کا حصہ قطع کر دیگا۔ اور تیسیر شرح جامع صغیر میں اس حدیث کے نیچے فرمایا "افاد ان حرمان الوارث حرام وعده بعضهم من الکبائر"۔

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبـــــــہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنه

الجـــواب صحیــــــح: فقیر ابو النعمان عطا محمد مشاھدی عفی عنه

بیوی، ماں، باپ اور ٦ بیٹیوں میں تقسیم کا مسئله

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کہ وراثت میں زید نے بیوی ماں باپ ٦ بنت کو چھوڑا مسئلہ کس سے بنے گا برائے کرم جواب عنایت فرمائیں۔

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْجَوَاب بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّاب اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الحَقِّ وَالصَّوَاب

صورت مستفسرہ میں برصدق مستفتی بعد حق تقدیم ما تقدم زید کل مال 24 سہام میں منقسم اور 27 سے عول ہو کر 3 سہام بیوی کو لقوله تعالی:"فان کان لکم ولد فلهن الثمن"۔اور 4 سہام ماں کو اور 4 سہام باپ کو لقوله تعالی: "ولا بويه لكل واحد منهما السدس مما ترك ان كان له ولد"۔اور 16 سہام 6 بیٹیوں کو ملے گا۔ "للبنتين فصاعدا الثلثان كذا فى الاختيار شرح مختار"۔

(فتاوی عالمگیری مصری ششم ص 437)

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبـــــــــہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنه

الجـــواب صحیـــــح: محمد نعمت اللہ رضوی عفی عنه

مسئلہ میراث 3 بیٹا 3 بیٹی 1 بیوی

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام زید کے پاس 15 بیگھا کھیت ہے بعد انتقال 3 بیٹے 3 بیٹیاں اور 1 بیوی چھوڑی تو ہر ایک کا حق آسان الفاظ میں واضح فرمادیں۔سائل: سلیم اختر

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡجَوَاب بِعَوۡنِ الۡمَلِكِ الۡوَهَّاب اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الۡحَقِّ وَالصَّوَاب

صورت مسئولہ میں برصدق مستفتی بعد حق تقدیم ما تقدم زید کا کل مال 63 سہام پر منقسم ہوکر 9 سہام بیوی کو لقولہ تعالی: "فان کان لکم ولد فلھن الثمن"۔اور 12،12 سہام تینو بیٹوں کو اور 6،6 سہام ہر ایک بیٹی کو ملے گا لقولہ تعالیٰ "یوصیکم اللہ فی اولادکم للذکر مثل حظ الانثیین"۔(سراجی فی المیراث ص 12،13)

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبـــــــــہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنه

الجـــواب صحیـــــح: محمد نعمت اللہ رضوی عفی عنه

تین لڑکے اور دو بھائی میں وراثت

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین کہ زید نے انتقال سے پہلے ایک بیگھا کے قریب زمین چھوڑا۔ زید کے تین لڑکے عمر، بکر، خالد اور عمر کا دونوں بھائی زندہ ہے۔ عمر نے پہلی شادی کی بیوی کچھ دنوں بعد چل بسی پہلی والی بیوی سے کوئی بچہ نہیں ہے۔ دوسری شادی ہندہ سے کی جو مطلقہ تھی اس نے شوہر اول کے دو بچے ایک لڑکا ایک لڑکی تھی کو لیکر عمر کے گھر آبسی اسی درمیان عمر کا بھی انتقال ہوگیا۔ اب اسکی بیوی اور دوسرے گھر کا ایک بچہ زندہ ہے۔ اب جائداد مذکور میں کون کتنا حصہ پائے گا؟ عمر کے بھائی کا کہنا ہے کے بھائی کے انتقال کے بعد اس کے جائداد کا وارث میں ہوں۔ قرآن و احادیث کی روشنی میں جواب دیکر عنداللہ ماجور ہوں۔ مارا ماری اب تب میں ہے جلد سے جلد جواب دیا جاے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم

اَلْجَوَاب بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّاب اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَاب

صورت مسئولہ میں برصدق مستفتی بعد ادائے دیون ووصیت اگر ہوتو میت عمر کا کل مال چاہے وہ باپ زید سے ملا ہو یا خود کی کمائی کا ہو آٹھ سہام پر منقسم ہو کر دو سہام عمر کی بیوی کو کما قال اللہ تعالی: "ولھن الربع مما ترکتم ان لم یکن لکم ولد"۔ دونوں بھائی کو بحیثیت عصبہ تین تین سہام دیا جائیگا۔ (سراجی فی المیراث) عمر کی

دوسری بیوی کے شوہر اول کی اولاد کو کچھ نہیں ملے گا۔

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنہ

الجواب صحیح: محمد نعمت اللہ رضوی عفی عنہ

تقسیم ترکہ

سوال: السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ۔ماہرین فرائض بالخصوص حل فرمائیں زید کی دو بیویاں ہیں زاہدہ اور صابرہ۔اور صابرہ کی دو لڑکیاں ہندہ وفاطمہ ہیں اور زاہدہ کے دو لڑکے زاہد و عابد ہیں تو ہندہ لاولد کی جائداد سے اسکی بہن فاطمہ،شوہر اور دوسوتیلے بھائی کو کتنا ملے گا۔المستفتی: جاوید اختر سمستی پور.

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اَلۡجَوَاب بِعَوۡنِ الۡمَلِكِ الۡوَهَّاب اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الحَقِّ وَالصَّوَاب

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ و برکاتہ۔صورت مسؤلہ میں بعد ادائے دیون و وصیت ہندہ کا کل مال دو حصوں میں منقسم ہو کر ایک حصہ شوہر کو جیسا کہ سراجی میں ہے: "امالزوج فحالتان النصف عند عدم الولد وولدالابن والربع مع الولد وولدالابن"۔مسئلہ میں پہلی صورت ہے۔اور بقیہ نصف ایک بہن فاطمہ کو ملے گا جیسا کہ

سراجی میں وارد ہے: "اما للاخوات لام واب فاحوال خمس النصف للواحدۃ والثلثان للاثنین فصاعدۃ ومع الاخ لاب وام للذکر مثل حظ الانثیین"۔ یعنی سگی بہن کی پانچ حالتیں ہیں اگر ایک ہوتو نصف دو یا دو سے زیادہ ہوتو ثلثان اور سگے بھائی کے ساتھ عصبہ بھائی کو بہن کے دوگنا۔ یہاں صورت اول ہے۔ سوتیلا بھائی چونکہ عصبہ ہیں اور عصبہ کو بچا ہوا مال ملتا ہے اور یہاں تقسیم کے بعد موجود نہیں اس لئے دونوں بھائی کو کچھ نہیں ملے گا۔

ذاتی: "الأخوات لأب وأم للواحدۃ النصف وللثنتین فصاعدا الثلثان، کذا فی خزانۃ المفتین ومع الأخ لأب وأم للذکر مثل حظ الأنثیین، ولھن الباقی مع البنات أومع بنات الابن، کذا فی الکافی"۔

(فتاوی ھندیہ ج6 ص450)

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبـــــــــہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنہ

الجـــواب صحیـــــح: منظور احمد یار علوی عفی عنہ

کیا میراث کسی کے روک لینے سے ساقط ہو جائے گی؟

سوال: السلام علیکم ۔ایک مسئلہ کا حل فرمائیں زید کے پاس لڑکا اور لڑکی دونوں ہے زید نے اپنی زندگی میں اپنی بیٹی سے اپنا حصہ لے لینے کو کہا مگر بیٹی نے یہ کہکر ٹال دیا کہ جلد بازی کی کیا ضرورت ہے جب ضرورت ھوگی دیکھیں گے ۔زید کا انتقال ھوگیا اب ھندہ جو زید کی بیٹی ہے اپنا حق اور حصہ اپنے بھائی سے مانگا تو پہلے بھائی نے کہا مل جائگا مگر اب ٹال مٹول کر رہا ہے اور یہ کہہ رہا ہے کہ آپ نے حصہ لینے سے انکار کر دیا تھا اور والد کے کہنے کے بعد بھی حصہ نہیں لیا جبکہ ھندہ کا کہنا ہیکہ ہم نے والد کی محبت میں اس وقت ایسا نہ کیا اور یہ کہا کے بعد میں دیکھیں گے انکار کی کوئی بات نہیں تھی ۔اس صورت میں کیا ھندہ اپنے حصے سے محروم رہیگی اور کیا اسے حصہ نہ ملے گا؟ اور اگر ملے گا تو کیا مہنگی زمین سے نہیں ملے گا اور سستی زمین سے ملے گا؟ تفصیلا جواب عنایت فرمائیں ۔نسیم احمد

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

اَلۡجَوَاب بِعَوۡنِ الۡمَلِکِ الۡوَھَّاب اَللّٰھُمَّ ھِدَایَةَ الحَقِّ وَالصَّوَاب

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ و برکاتہ ۔صورت مسؤلہ میں میراث حق شرع ہے کسی کے روک لینے سے ساقط نہیں ہوگی والد کے مال میں سے بیٹی کا نصف حصہ ہے اگر اور کوئی اولاد نہ ہو تو اور اگر ایک بیٹی اور ایک بیٹا ہے تو بیٹا کو دوگنا اور بیٹی کو اس کا آدھا ملے گا لقولہ تعالی: "یوصیکم اللہ فی اولادکم للذکر مثل حظ الانثیین"۔(سورہ نساء) لھذا بھائی کو یہ جائز نہیں ہے کہ بہن کا حصہ روکے۔ "من فر میراث وارثہ قطع اللہ

میراثه من الجنة یوم القیامة"۔(مشکوۃ266)

والله تعالی اعلم بالصواب

کتبہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنه

الجواب صحیح: منظور احمد یار علوی عفی عنه

اولاد کے لئے وصیت

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ایک شخص کی چار بیٹیاں ہیں بیٹا ایک بھی نہیں ہے ایک بیوی ایک ماں اس شخص کو ملا کر تین بھائی ہیں شخص ابھی حیات میں ہے اگر یہ جائداد کا بٹوارا کرنا چاہے یا وصیت کرنا چاہے تو کس طرح ہوگی برائے کرم قرآن اور حدیث کی روشنی میں جواب عطا کریں۔ جزاک اللہ خیرا فی الدنیا والآخرۃ۔ معراج احمد انصاری گومتیپور احمد آباد۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

صورت مستفسرہ میں اگر وہ شخص اپنے مال کو اپنی زندگی میں بانٹنا چاہتا ہے تو وہ مالک ہے جسے جتنا چاہے دے مگر اولاد میں برابر برابر تقسیم کریں یا پھر چاہیں تو مندرجہ ذیل صورت میں تقسیم کر دیں جوکہ بعد وفات کی صورت ہے یعنی کل مال 72 حصوں میں تقسیم کر

کے ثمن یعنی 9 حصے بیوی کو لقولہ تعالی: "فان کان لکم ولد فلھن الثمن"۔(پارہ چہارم سورہ نساء آیت میراث) "فیفرض للزوجة فصاعدا الثمن مع الولد او ولد الابن.." (درمختار) اور ماں کو سدس یعنی 12 حصے لقولہ تعالی: "ولابویہ لکل واحد منھما السدس مما ترك ان کان لہ ولد"۔(پارہ چہارم آیت میراث) الولد یتناول الذکر والانثی۔سراجی فی المیراث۔یعنی سراجی میں ہے ولد لڑکا اور لڑکی دونوں کو شامل ہے اور چار بیٹیوں کو ثلثان یعنی 48 حصے جس میں ہر بیٹی کو 12،12 حصے دے دیں لقولہ تعالی "وان کن نساء فوق اثنتین فلھن ثلثاما ترك.."۔

فتاوی عالمگیری مصری جلد ششم ص 437 میں ہے: "للبنتین فصاعدا الثلثان کذا فی الاختیار شرح المختصر"۔اور تینوں بھائیوں کو بحیثیت عصبہ 1،1 حصہ دے دے۔"والوارثون أصناف ثلاثة: أصحاب الفرائض والعصبات وذوو الأرحام، کذا فی المبسوط والمستحقون للترکة عشرة أصناف مرتبة، کذا فی الاختیار شرح المختار فیبدأ بذی الفرض ثم بالعصبة"۔(فتاوی ھندیہ ج 6 ص 447) اور ایسا ہی سراجی میں ہے۔ "یبداء بأصحاب الفرائض ثم العصبات ثم الرد ذوی الفروض.. الخ"۔

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبـــــــــہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنہ

اگر وصیت کرنا چاہے تو تہائی مال تک کی وصیت غیر وارث کے لئے کرسکتا ہے اور ورثین کے لئے یہ وصیت کرسکتا ہے کہ میرے مرنے کے بعد قانون شریعت کے مطابق میری جائداد آپس میں تقسیم کرلینا۔

فقط محمد نعمت اللہ رضوی عفی عنہ

بیوی، بیٹا، بیٹی چل چھوڑ کر انتقال ہوا مال کیسے تقسیم ہوگا؟

سوال: السلام علیکم و رحمت اللہ و برکاتہ۔ کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین کہ زید کا انتقال ہوا اس نے اپنے پیچھے ایک زوجہ ایک بیٹی تین بیٹا چھوڑا زید کی وراثت میں سے کس کا کتنا حصہ بنیگا شریعت کی روشنی میں جواب مرحمت فرمائیں۔ المستفتی: مقصود احمد

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

وعلیکم السلام و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ صورت مسئولہ میں برصدق مستفتی بعد حق تقدیم ما تقدم زید کا کل مال خواہ منقولہ یا غیر منقولہ آٹھ سہام پر منقسم ہو کر زید کی بیوی کو ایک سہم لقولہ تعالی:

"فان کان لکم ولد فلھن الثمن"۔(پارہ چہارم آیت میراث) اور درمختار میں ہے:

"فیفرض للزوجة فصاعدا الثمن مع الولد او ولد الابن"۔یعنی فرض ہے بیوی کے لئے خواہ ایک ہو یا زیادہ آٹھواں حصہ اولاد (بیٹا بیٹی) یا اولاد ابن (پوتا پوتی) کی موجودگی میں۔اور ایک لڑکی کو ایک سہم اور ہر ایک لڑکا کو دو دو سہام ملے گا لقولہ تعالی:

"یوصیکم اللہ فی اولاد کم للذکر مثل حظ الانثیین"۔(پارہ چہارم سورہ نساء آیت میراث) وایضا کماورد السراجی فی المیراث۔

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنہ

الجواب صحیح:فقیر ابوالنعمان عطامحمد مشاھدی عفی عنہ

مناسخہ میں میت ثانی کے ورثا اول سے مختلف نہ ہوتو تصحیح کی ضرورت نہیں

سوال: السلام علیکم ورحمتہ اللہ تعالی وبرکاتہ۔کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ہذا کے تعلق سے کہ زید مرحوم زید کی بیوی ہندہ مرحومہ زید کی وراثت میں چودہ بھیگہ زمین ہے زید کے چھ لڑکے اور سات لڑکیاں ہیں کس کو کتنا حصہ ملیگا؟ المستفتی: علاؤالدین رضوی دیناجپور۔نوٹ: زید کاانتقال ہندہ سے پہلے ہوا ہے۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَلْجَوَاب بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّاب اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَاب

یہ مناسخہ کا مسئلہ ہے بہر حال صورت مسئولہ میں برصدق مستفتی بعد حق تقدیم ما تقدم و بعد تصحیح زید کی کل جائداد منقولہ وغیر منقولہ 19 حصوں پر منقسم ہو کر ہر ایک لڑکا کو 2،2 حصے اور ہر ایک لڑکی کو 1،1 حصہ ملے گا یعنی بھائی کو بہن کا دوگنی لقولہ تعالی: "یوصیکم اللہ فی اولادکم للذکر مثل حظ الانثیین"۔(پارہ چہارم آیت میراث)

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنہ

الجواب صحیح: محمد نعمت اللہ رضوی عفی عنہ

بیوی، بیٹا، بیٹی میں وراثت

سوال: السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔حضرت اسے حل فرمادیں۔ ابندہ فوت ہوا ہے اسکے وارث یہ ہیں ابیوی، ۲ بیٹے، ۲ بیٹیاں انکی وراثت کیسے تقسیم ہوگی؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَلْجَوَاب بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّاب اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَاب

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ و برکاتہ۔صورت مسئولہ میں بعد حق تقدیم ما تقدم بندہ کا کل مال

48 حصوں میں منقسم ہو کر بیوی کو ثمن یعنی 6 حصے لقولہ تعالیٰ: "فان کان لکم ولد فلھن الثمن"۔ اور ہر ایک لڑکا کو 14، 14 حصے اور ہر ایک لڑکی کو 7، 7 حصے ملیں گے لقولہ تعالیٰ: "یوصیکم اللہ فی اولاد کم للذکر مثل حظ الانثیین"۔

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ: فقیر محمد شھروز عالم رضوی عفی عنہ

الجواب صحیح: منظور احمد یار علوی عفی عنہ

میت اول اور میت ثانی کے وارثین جب ایک ہوں تو مسئلہ اول سے بنے گا

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتی صاحب اس مسئلے میں والدین کا انتقال ہو گیا جن کے پانچ بچے ہیں تین بیٹے اور دو بیٹیاں والدین کی زمین سے بیٹوں کو کتنا حصہ ملے گا اور بیٹیوں کو کتنا ملے گا قرآن وحدیث کے حوالے سے جواب عنایت فرمائیں۔ المستفتی: غلام رسول خان نوری پارہ والی مسجد اندھریا موڑ مہرولی شریف نئی دہلی (2018.8.14) جلد جواب عنایت دیں بڑی مہربانی ہوگی۔ پہلے والدہ کا انتقال ہوا تھا۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡجَوَاب بِعَوۡنِ الۡمَلِكِ الۡوَھَّاب اَللّٰھُمَّ ھِدَایَةَ الحَقِّ وَالصَّوَاب

صورت مسئولہ میں برصدق مستفتی بعد حق تقدیم ما تقدم والدین کی کل جائداد منقولہ وغیرہ منقولہ 8 سہام میں منقسم ہوکر ہر ایک لڑکا کو 2،2 اور ہر ایک لڑکی کو 1،1 سہم ملے گا لقولہ تعالیٰ: "یوصیکم اللہ فی اولاد کم للذکر مثل حظ الانثیین"۔(سورہ نساء آیت میراث)

نوٹ: یہ مناسخہ کا مسئلہ ہے چونکہ میت اول اور میت ثانی کے وارثین جب ایک ہوں تو تصحیح کی ضرورت نہیں ہوتی ہے کیونکہ قبل تصحیح جو مسئلہ استخراج ہوگا بعد تصحیح بھی وہی ہوگا۔

"أن یکون ورثة الثانی ھم بقیة ورثة الأول من غیر اختلاف، فنقسم الترکة علی من بقی کأن المیت الأول مات عنھم"۔ "فلو ھلك ھالك عن ثلاثة أبناء ثم مات اثنان منھم واحداً بعد الآخر عمن بقی فالمال له"۔(تسہیل الفرائض ج1 ص 96)

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبــــــــــہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنہ

الجــواب صحیـــــــح: فقیر ابوالنعمان عطا محمد مشاھدی عفی عنہ

شوہر ماں اور پانچ بہنوں کو چھوڑا تو مال کیسے تقسیم ہوگا؟

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان دین وملت اس کے بارے میں کہ خالدہ کا انتقال ہوااوراس نے اپنے ورثہ میں شوہرماں اور پانچ بہنوں کو چھوڑا تو خالدہ کا مال کس طرح سے تقسیم ہوگا؟ المستفتی: اجمل بائسی پورنیہ بہار

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلْجَوَاب بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّاب اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَاب

صورت مسئولہ میں برصدق مستفتی بعدحق تقدیم ماتقدم خالدہ کاکل مال 40 حصوں میں منقسم ہوکرشوہرکو 15 حصے لقولہ تعالیٰ: "ولکم نصف ماترك ازواجکم ان لم یکن لھن ولد"۔ الولد یعم الذکر والانثی (سراجی) اور ماں کو 5 حصے لقولہ تعالیٰ: "فان کان له اخوة فلامه السدس"۔ "لان المراد بالاخوة ما فوق الواحد عند اکثر الصحابة وجمھور الفقھاء" (سراجی فی المیراث ص 18) اور ہر ایک بہن کو 4،4 حصے ملیں گےلقولہ تعالیٰ: "فان کان اثنتین فلھما الثلثان"۔ حاصل کلام یہ کہ مسئلہ کی تخریج 6 سے ہوکر 8 سے عول ہوااور 40 سے تصحیح ہوئی۔

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبـــــــــــہ: فقیر محمد شھروز عالم رضوی عفی عنه

الجــواب صحیـــــــح: محمد نعمت اللہ رضوی عفی عنه

ایک بیوی تین لڑکے چار لڑکیاں مسئلہ کی تصحیح

سوال: السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ عظیم الدین کا انتقال ہوا انہوں نے ایک بیوی اختری اور تین لڑکے اور چار لڑکیاں چھوڑی کس کو کتنا مال ملے گا۔مرحوم کی جائیداد 1620 اسکوائرفٹ زمین ہے۔جواب عطا فرما کر شکریہ کا موقع دیں کرم ہوگا۔سائلہ: رشیدہ خاتون 98 ضیاء بی بی لین گھسڑی ہوڑہ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اَلۡجَوَاب بِعَوۡنِ الۡمَلِكِ الۡوَهَّاب اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الۡحَقِّ وَالصَّوَاب

صورت مسئولہ میں برصدق مستفتیہ عظیم الدین کی بعد تجہیز وتکفین واداۓ دیون وصیت کل جائداد منقولہ وغیرہ منقولہ 80 حصوں میں منقسم ہوکر بیوی اختری کو آٹھواں حصہ یعنی دس 10 حصے ملیں گے۔قرآن پاک سورہ نساء آیت میراث میں ہے: "فان كان لكم ولد فلهن الثمن"۔یعنی اگر تمہاری کوئی اولاد ہوتو عورتوں کے لیے آٹھواں حصہ ہے۔اور ہر ایک لڑکا کو چودہ چودہ 14،14 حصے اور ہر ایک لڑکی کو سات سات 7،7 حصے ملیں گے۔قرآن پاک سورہ نساء آیت میراث میں ہے: "یوصیكم الله فی اولادكم للذكر مثل حظ الانثیین"۔یعنی مذکر اولاد کو مونث کی دوگنی۔

حاصل کلام یہ ہے کہ عظیم الدین مرحوم کی کل جائداد 1620 اسکوائرفٹ میں سے بیوی کو 202.5 اور ہر ایک لڑکا کو 283.5 اور ہر ایک لڑکی کو 141.75 اسکوائرفٹ جگہیں

ملیں گی۔

والله تعالی اعلم بالصواب

کتبہ: فقیر محمد شہروز عالم رضوی عفی عنه

الجواب صحیح: محمد نعمت اللہ رضوی عفی عنه

نوٹ

الانسان مرکب من الخطاء والنسیان،
خطاء کا واقع ہونا انسان سے بعید نہیں بلکہ غلطیاں انسان ہی سے سرزد ہوتی ہیں لہذا ارباب علم ودانش کی بارگاہ میں فقیر عرض گذار ہے کہ اگر کہیں کوئی شرعی خامی یا کتابت میں غلطی نظر آئے تو ضرور مطلع کریں تاکہ جلد از جلد اسکی اصلاح کر دی جائے۔

رابطہ:

sahilmalek1995@gmail.com